کتاب الحج

تالیف

ابو العاصم غلام حسین ماتریدی

مکتبۃ المرتضیٰ

مصطفیٰ منزل، ۸۵ بی بلاک، کشمیر کالونی جہلم، پاکستان

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (سورہ بقرہ ۱۹۶)،

اورتم اللہ کے لئے حج اورعمرہ پورا کرو

مناسک الحج والعمرۃ وزیارۃ مدینۃ المنورۃ فی ضوء الکتاب والسنۃ والفقہ

المعروف بہ

کتاب الحج

(جدید)

جس میں آداب سفر حج، اصطلاحات حج، طریقہ حج وعمرہ، واحکام

اورزیارت المدینۃ المنورہ کے آداب وغیرہ کا

کامفصل ومدلل بیان ھے

تالیف

ابوعاصم غلام حسین ماتریدی

مکتبۃ المرتضٰی

مصطفیٰ منزل، ۸۵ بی بلاک، کشمیر کالونی جہلم، پاکستان

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کتاب الحج

تالیف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

باہتمام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الاستاذ القاری محمد مصطفی

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حلیمہ، محمد مجتبیٰ، محمد عبداللہ

سن اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سنہ ۱۴۳۹ھ، سنہ ۲۰۱۸ء

خصوصی تعاون

ملنے کے پتے

ادارضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ پاکستان

مکتبۃ المرتضیٰ، مصطفی منزل ۸۵، بی بلاک کشمیر کالونی جہلم

مکتبہ مجددیہ جامعۃ النور اسٹن انڈر لائن مانچسٹر، یوکے

مکتبۃ المصطفیٰ کیسل سٹریٹ پرائر فیلڈ

کتاب الحج کی فہرست

مسائل حج سیکھنے کی اہمیت

بِسۡمِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

فَاسۡئَلُوۡا اَھۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (سورہ نحل)

ترجمہ: ذکر والوں (علم والوں) سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ہے۔

جو مسلمان حج بیت اللہ کے لئے جانا چاہے تو اس پر ضروری اور لازم ہے کہ وہ حج کے مسائل سیکھے تاکہ اس کا حج صحیح ادا ہو اور ثواب کا بھی مستحق ہو۔ بہت سے حضرات حج کرتے ہیں مگر مسائل حج سے بالکل ناواقف اور جاہل ہوتے ہیں اور قدم قدم پر غلطیاں کرتے ہیں۔ ثواب کی بجائے گناہ کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔ اس لئے جس طرح حج کرنا فرض ہے اسی طرح حج کرنے کا طریقہ سیکھنا بھی ضروری ہے۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود صحابہ کرامؓ کو حج کروایا اور اپنے قول وفعل سے حج کی تعلیم دی اور مسائل حج سیکھنے کا حکم فرمایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود قربانی کے دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی سواری پر سوار ہوکر کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمارہے تھے،

لِتَاخُذُوۡا مَنَاسِکَکُمۡ فَاِنِّیۡ لَا اَدۡرِیۡ لَعَلِّیۡ لَا اَحُجُّ بَعۡدَ حَجَّتِیۡ ھٰذِہٖ (مشکوۃ بحوالہ مسلم)

کہ مجھ سے افعال (احکام) حج سیکھ لو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید میں اپنے اس حج کے بعد

پھر حج نہ کرسکوں۔یعنی جو باتیں اور جو کام اور طریقہ میں نے اپنے اس حج میں اختیار کیا ہے اسکوتم سیکھ لو اور یاد کرلو۔اور دوسروں کو بھی سکھاؤ تا کہ وہ حج کا طریقہ جان لیں اور حج کی ادا ئیگی میں کوتاہی نہ کریں۔اس حدیث مبارکہ کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔کہ یہ حدیث احکام حج کے بارہ میں اصل عظیم ہے اور یہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی طرح ہے جو نماز پڑھنے کے متعلق فرمایا ہے کہ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔لہٰذا تم حج بھی اسی طرح کرو جس طرح میں نے کیا ہے۔نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا، **خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هَذَا** کہ تم مجھ سے اپنے حج کا طریقہ سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ شائد میں اس سال کے بعد حج نہ کرسکوں۔ لہٰذا جس طرح نماز پڑھنے کے مسائل کا جاننا ضروری ہے اسی طرح حج کے احکام وافعال کا سیکھنا بھی لازمی ہے۔نماز تو لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر پڑھ لیتے ہیں اگرکوئ خرابی واقع ہو تو دوبارہ پڑھ لی جاتی ہے لیکن حج کا مسئلہ بڑا ہی اہم ہے۔نہ تو ایک دوسرے کو دیکھنے سے مسائل حج کو سمجھا جا سکتا ہے اور فاسد ہونے کی صورت میں اس کی قضا کرنا پڑتی ہے جو کہ مشکل کام ہے۔

احکام حج کے موضوع پر بے شمار چھوٹی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں جو عام ملتی ہیں مگر یا تو وہ زیادہ طویل ہیں یا نہایت ہی مختصر اور ان کی زبان بھی بہت مشکل ہے، جو عام معمولی پڑھے ہوئے حضرات ان سے استفادہ نہیں کر سکتے۔اس لئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں جملہ مسائل حج، عقائد **اہل السنت والجماعت** کے مطابق ہوں اور زیادہ آسان بھی ہوں۔اس کمی کو پورا کرنے کے لئے والد محترم نے قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں مفصل

ومدلل یہ کتاب الحج تحریر کی ہے۔جس میں جملہ ضروری مسائل حج وعمرہ ومدینہ منورہ کے فضائل وآداب بیان کردیئے ہیں اور مختلف جگہوں پر پڑھی جانے والا آسان مسنون دعائیں بھی درج کردی ہیں۔اور کتاب کی زبان نہایت عام فہم اور سادہ ہے۔امید ہے کہ حجاج کرام اس کتاب سے باسانی فائدہ حاصل کرسکیں گے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مؤلف اور قارئین سب کے لئے فائدہ مند بنائے۔اور آخرت میں صدقہ جاریہ اور کفارہ سیات بنائے۔اور اللہ تعالیٰ ہمیں حرمین شریفین کی بار بار حاضری نصیب فرمائے۔اور اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے آمین جو حضرات بھی اس کتاب سے استفادہ کریں وہ ہمیں اپنی نیک دعاؤں میں یادرکھیں۔

سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ وَسَلَامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

طالب دعا قاری غلام مصطفی

حرف آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حج وعمرہ کے موضوع پر چھوٹی بڑی متوسط ہر زبان میں صدہا کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔ اور علماء کرام نے ہر زمانہ میں زاہرین وحجاج کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے کتابیں تحریر کی ہیں۔ اور بڑے احسن طریقہ سے راہنمائی فرمائی ہے۔ اور ان ہی علماء ربانیین میں سے حضرت شیخ مولانا رحمۃ اللہ سندھی متوفی ۹۹۴ھ ہوئے ہیں جنہوں نے مناسک حج کے موضوع پر تین کتابیں تحریر کیں تھیں۔ جن کو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ (۱) جمع المناسک ونفع السالک (منسک کبیر)، (۲) لباب المناسک وعباب السالک (منسک متوسط) (۳) المنسک الصغیر۔ محدث شہیر علامہ علی قاری کی شرح لباب المناسک (مناسک ملا علی قاری) بہت جامع اور مستند کتاب ہے۔ بعد میں آنے والے علماء کرام اس سے بھرپور استفادہ کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں۔

اور مولانا مخدوم محمد ہاشم سندھی متوفی ۱۱۷۴ھ نے حیات القلوب فی زیارت المحبوب فارسی میں تحریر فرمائی۔ جو مسائل اور دعاؤں پر مشتمل جامع کتاب ہے۔

مولانا محمد امجد علی صاحب کی کتاب۔ (حج کا بیان، بہار شریعت حصہ ۶) بڑی مفید اور مفصل کتاب ہے۔ اور حج کے تمام ضروری مسائل درج ہیں۔ ان کے علاوہ صدہا کتب عربی میں ہیں۔ راقم الحروف نے پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے بعد ۱۹۸۶ء میں کتاب الحج

تحریر کی تھی۔ پھر اس کے بعد بھی اس موضوع پر رسائل تحریر کئے تھے۔ اب تو کسی نئی کتاب کی ضرورت نہیں تھی لیکن محبت اور شوق چین سے بیٹھنے نہیں دیتا اور جی یہی چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح دیار حبیب کا ذکر ہوتا رہے اور اس کے ذکر کرنے سے لذت حاصل ہوتی رہے۔ اور دین کی خدمت بھی ہوتی رہے زیادہ تر حج کی کتابوں میں فقہی مسائل بہت پائے جاتے ہیں۔ کوشش کی ہے کہ آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور آثار صحابہ سے بھی نقل کیا جائے۔ اور حج کی کتابوں میں بکثرت دعائیں تحریر کی گئی ہیں۔ جن کو حجاج کرام دیکھ کر پڑھتے رہے ہیں اور اکثریت ان لوگوں کی ہے نہ نہ تو ان دعاؤں کو پڑھ سکتے ہیں۔ اور نہ ان دعاؤں کو پڑھنا حج بیت اللہ کا رکن ہے۔ اس لئے حجۃ الوداع کا ذکر حدیث میں مفصل آیا ہے مگر اس لئے یہ لمبی لمبی دعائیں مذکور نہیں ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مطاف کی جگہوں میں سے کسی جگہ کے بارے میں مخصوص دعا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی اور سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے اگرچہ آثار میں سلف سے ہر موقع پر دعائیں منقول ہیں۔ (شرح سفر السعادت)۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان ربنا اتنا فی الدنیا حسنة پڑھتے تھے اور امام ابن الھام نے فتح القدیر میں فرمایا کہ دوران طواف یہ دعا ربنا اتنا فی الدنیا پڑھنا مستحب ہے یہ دعا دنیا و اخرت کی بھلائی کے لئے جامع ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ نے منسک کبیر اور مناوی رحمۃ اللہ نے شرح توضیح میں فرمایا ہے کہ حج وطواف کی دعائیں نبی کریم سے بطریق احسن صحیح ثابت نہیں سوائے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ

لِّیْ بِخَیْرٍ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(ترجمہ): اگر کسی کو اس سے زیادہ دعائیں یاد نہ ہوں یا وہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو انہیں پر اکتفا کرے۔ اور طواف کے ساتھ چکروں میں صرف تیسرا کلمہ ہی سات مرتبہ پڑھے۔ اس کا بہت ثواب بھی ہے، آسانی بھی ہے اور کافی وافی ہے۔

امام ابوالحسن علی المرغینانی لکھتے ہیں وَمُحَمَّدٌ رَّحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَمْ یُعَیِّنْ فِی الْاَصْلِ لِمَشَاھِدِ الْحَجِّ شَیْئًا مِنَ الدَّعْوَاتِ لِاَنَّ التَّوْقِیْتَ یُذْھِبُ بِالرِّقَّۃِ وَاِنْ تَبَرَّکَ بِالْمَنْقُوْلِ مِنْھَا فَحَسَنٌ (الہدایہ)۔ (ترجمہ): امام محمد نے حج کے جتنے بھی خاص مقام ہیں اصل (مبسوط) میں کوئی خاص دعا متعین نہیں کی ہے۔ اس لئے متعین دعا سدل کی رقت کو ختم کر دیتی ہے لیکن اگر منقول دعاؤں سے برکت حاصل کریں تو اس کے لئے اچھا ہے۔

اس لئے راقم الحروف نے قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت ہی مختصر دعائیں درج کی ہیں۔ تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔

مجھے اپنی کم علمی اور استدادکی کمزوری کا پورا پورا احساس ہے، امید ہے کہ قارئین کرام میری لغزشوں سے درگزر فرمائیں گے۔ اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

العبد الضعیف المسکین ابوعاصم غلام حسین ماتریدی

ماہ رمضان مبارک ۱۴۳۹ھ ۲۰۱۸ء

باب اول: آداب سفرحج

قارئین کرام ہر سفر مشقت طلب ہوتا ہے لیکن سفرحج سب سے زیادہ مشقت اور محبت والا بھی ہے کہ شوق دیدار کعبہ اور محبت زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے آسان ہوجاتا ہے سب پیروجوان مردوزن ساری تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے اس سفر میں مال کثیر خرچ کرتے ہیں اور ہر قسم کے آرام وآشائش کوترک کرتے ہیں۔ محبت الٰہی میں دیدار کعبہ اور گنبد خضراء اور حجرۂ شریفہ دیکھنے کے لئے جان ومال قربان کرتے ہیں اس لئے کہ حج میں زیادہ محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔

حج وعمرہ کے فضائل اور بعض ضروری مسائل بیان کرنے سے قبل امام ابوزکریا یحییٰ نووی امام ابومنصور محمد الکرمانی متوفی ۵۹۷ھ اور امام ملا رحمۃ اللہ علیہ سندھی متوفی ۹۹۴ھ کی اتباع وپیروری میں یہاں کچھ اس سفر مبارک کے آداب ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ بارگاہِ خداوندی میں حاضری دینے کا طریقہ وسلیقہ آجائے۔

(۱) حج کا ارادہ کرنے والے کو جلدی حج کرنا: جوخوش نصیب حج کرنے کا ارادہ کرے اس کو چاہیئے حج کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرے بلکہ جلدی ادا کرنے کی تیاری کرے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا وَمَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ (ابوداؤد، دارمی)۔ ترجمہ: اور جو حج کا ارادہ کرے تو اس کو جلدی حج کرنا چاہیئے۔ کئیں رکاوٹیں نہ پیدا ہوجائیں، اور اصل مقصد سے رہ جائے۔

اگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں،

عمل صالح میں اخلاص پیدا کرنا اور حج کا ارادہ کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص پیدا کرے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج ادا کرنے کی نیت کرے۔ ہر قسم کی ریا کاری اور دکھلاوے سے عمل خیر کو محفوظ رکھے اور غرور و تکبر سے دل کو پاک رکھے۔ اور اخلاص تمام عبادات کی جان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡلِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (سورہ کہف) (ترجمہ): جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہے تو چاہئے کہ وہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ (ترجمہ): اور نہیں وہ حکم دیئے گئے مگر یہ کہ وہ خالص اللہ کے لئے عبادت کریں۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری و مسلم)، (ترجمہ): بیشک عملوں کا دارومدار اچھی نیتوں پر ہے۔

(۲) ہر گناہ سے توبہ کرنا: حج پر جانے سے قبل گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، گناہ ظاہری ہوں باطنی۔ اس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے یا حقوق العباد سے۔ سب سے خالص توبہ کرے۔ اس لئے کہ سفر حج پر جانے والا گویا اس دنیا سے جا رہا ہے۔ اور توبہ کرنا حج کرنے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ ہر وقت توبہ کرنے کا حکم لیکن حج سے پہلے توبہ کرنا خاص ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ (سورہ تحریم ۸) (ترجمہ): اے ایمان والو اللہ

کی طرف خالص توبہ کرو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے گناہ دور فرمائے۔اور استخارہ بھی کرے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھے اور استخارہ کی دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتُوبُوٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّھَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ

(ترجمہ): توبہ کرو تم اللہ کی طرف اے ایمان والو تا کہ تم کامیاب رہو۔

(۳) مسائل حج وعمرہ سیکھنا حج وعمرہ ادا کرنے والے پر فرض ہے کہ جانے سے قبل وہ مسائل حج وعمرہ سیکھے۔تا کہ صحیح طریقہ حج وعمرہ ادا کر سکے۔اور اپنے ساتھ کوئی مستند مسائل حج کی کتاب بھی رکھے۔جس سے عندالضرورت راہنمائی حاصل کر سکے۔

(۴) حقوق ادا کرنا

اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا: نمازیں نہیں پڑھیں ان کی قضا کرے، اگر لوگوں کا حق مارا ہے ان پر زیادتی کی ہے ان کے حقوق ادا کرے اور ان سے معافی بھی مانگے۔

اگر کسی کا قرض دینا ہو وہ ادا کر جائے۔موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔اور اور وصیت بھی لکھ دے کہ میں نے فلاں فلاں کا قرض دینا ہے۔

(۵) حلال کمائی سے حج کرنا: جب آدمی حج کے لئے جانا چاہے تو حلال مال سے حج کرے کیونکہ حرام کمائی سے حج قبول نہیں ہوتا۔

اور حرام کمائی سے بچنا فرض ہے۔اور جو حرام مال سے حج کرے گا تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا مگر سخت گنہگار رہو گا۔

(۶) نیک رفیقِ سفر اختیار کرنا حج میں نیک صالح رفیق تلاش کرنا چاہئے۔جو سفر میں تعاون کر

سکے۔بعض کہتے ہیں کہ اجنبی نیک رفیق کے ساتھ سفر کرنا چاہئے۔وَ کَوْنُہٗ مِنَ الْاَجَانِبِ اَوْلٰی مِنَ الْاَقَارِبِ عِنْدَ بَعْضِ الصَّالِحِیْنَ (جمع المناسک)۔(ترجمہ):اجنبی رفیق ہونا بہتر ہے رشتہ دار رفیق سفر سے بعض صالحین کے نزدیک۔بعض کہتے ہیں کہ رشتداروں میں سے ہونا بہتر ہے۔اور کسی زیادہ مال والے کے ساتھ سفر حج نہ کرے۔تاکہ دل میں کوئی شکوہ نہ پیدا ہو۔

توشہ سفر ساتھ لینا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۷)،(ترجمہ):اور تم توشہ ساتھ لے لو کہ سب سے بہتر توشہ تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرو اے عقل والو۔

اپنا نان ونفقہ حسب ضرورت ساتھ لے تاکہ دوران سفر لوگوں سے نہ مانگتا پھرے دوسروں سے مانگنے کی بجائے مانگنے والوں پر مال خرچ کرے اگر مالی حالت بہتر ہو۔اور اپنے اہل و عیال کے لئے بھی نان ونفقہ دے کر جائے۔اور ضرورت کی چیزیں اپنے ہمراہ لے لے۔

بہتر ہے کہ سفر کا آغاز جمعرات یا پیر سے کرے۔

حج وعمرہ کرنے والے کا تواضع اور عاجزی اختیار کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ (سورۃ الانفال ۴۷)۔(ترجمہ):اور (دیکھو) نہ بن جانا ان لوگوں کی طرح جو نکلے تھے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور (محض) لوگوں کے دکھلاوے کے لئے۔

اپنے والدین، دوست واحباب سے مل کر جانا

اور اپنے والدین سے اجازت لے اور جب والدین نہ ہوں تو دادا، دادی والدین کی جگہ ہیں

ان سے اجازت لے۔ اپنے گھر والوں اور دوست واحباب کو الوداع کہے اور دعاوں کی درخواست کرے۔ اور سب شروع کرنے سے قبل ان کے پاس ملاقات کے لئے جائے، اور اگر کوئی غلطی ہوان سے معافی بھی مانگیں (صرف اعلان کرانے پر اکتفاء نہ کرے)۔

امام کمال الدین محمد المعروف بابن ہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں وَيَطْلُبُ دُعَاءَهُمْ وَيَاْتِيهِمْ لِذَٰلِكَ وَهُمْ يَاْتُونَهٗ إِذَا قَدِمَ (فتح القدیر ج ۲ ص ۴۱۳)

اور ان سے دعائیں طلب کرے اور اس لئے ان کے پاس جائے (حج وعمرہ کرنے والا رشتداروں اور دوستوں سے مل کر جائے پھر جب یہ واپس آئے تو رشتدار اور دوست واحباب اس کو ملنے جائیں مبارک دیں۔ اور اپنے لئے دعا کرائیں)۔

آغاز سفر سے قبل دو رکعت نماز نفل پڑھنا

آغاز سفر سے قبل دو رکعت نماز نفل پڑھے (پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے) اور گھر سے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے نکلے۔

اور بار بار پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔

گھر سے نکلنے کی دعائیں

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَيْهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (مشکوۃ) (ترجمہ): اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اور نہیں ہے کوئی طاقت گناہوں سے بچنے کی اور نہ نیک کام کرنے کی مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔

رخصت کرنے والوں کا دعا کرنا

رخصت کرنے والے مسافر کو یہ دعا دیں۔ أَسْتَوْدِعُ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ

عَمَلِكَ (ترمذی)۔(ترجمہ): تیرا دین، امانت (اہل وعیال اور مال وغیرہ) اور تیرا انجام کار اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔

مسافر سے دعا منگوائیں

اور سفر حج وعمرہ وغیرہ پر جانے والے سے دعا طلب کرے۔

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمرہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آخی اخِیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)۔(ترجمہ): اے میرے پیارے بھائی مجھے اپنی دعاؤں میں شریک کرنا اور نہ بھولنا۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَشْرِکْنَا یَا اَخِیَّ فِیْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا فَقَالَ کَلِمَۃٌ مَا یَسُرُّنِیْ اِنَّ لِیْ بِھَا الدُّنْیَا۔ (مشکوۃ کتاب الدعوات)(ترجمہ): فرمایا کہ اے میرے چھوٹے پیارے بھائی اپنی دعا میں ہمیں بھی شریک کر لینا۔ اور دعا کے وقت مجھے نہ بھولنا۔ حضرت عمر نے کہا کہ اس کے بدلہ میں مجھے تمام دنیا بھی دے دی جائے مجھے خوشی نہ ہوگی۔ جتنی خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کلمات سے ہوئی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی لکھتے ہیں وفی الحدیث ارشاد للامۃ الی الرغبۃ فی دعاء الصالحین وتعلیم بان لا یخصوا انفسھم بالدعاء، ویشارکوا فیہ المؤمنین خصوصا احبابھم ومعارفھم (لمعات التنقیح، ج۵،ص۲۱)۔

انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور تواضع اور شفقتاً حضرت عمر کو اپنا بھائی فرمایا اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہے کہ وہ ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔ یہ گستاخی ہیں۔

سفر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْشَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ (مسلم)۔(ترجمہ): اے اللہ تو ہی ہمارا رفیق سفر ہے اور تو خبر گیری کرنے والا ہے گھر والوں میں۔ اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں، سفر کی تکلیفوں سے اور بری طرح لوٹنے سے، اور نفع کے بعد نقصان سے اور مظلوم کی بددعا اور اہل وعیال اور مال کی بری حالت دیکھنے سے۔

کشتی یا جہاز پر سوار ہونے کے وقت دعا کرنا

بِسْمِ اللهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا. اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورہ ھود ۴۱)۔(ترجمہ): اللہ ہی کے نام سے اسکا چلنا اور ٹھہرنا ہے بیشک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (مسلم)۔(ترجمہ): اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے پاک وہ ذات ہے جس نے اسکو ہمارا فرمانبردار کیا ہے اور ہم اس کو قابو میں نہیں لاسکتے تھے اور ہم (بالاخر) اپنے رب کی طرف لوٹ جانے والے ہیں (سورہ زخرف ۱۳)۔ اسکے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت صلوۃ وسلام عرض کرے تاکہ دوران سفر کوئی فضول بات نہ ہو اور مقدس سفر حرمین پاکیزہ باتوں میں طے ہوتا رہے۔

سواری سے اترتے وقت دعا کرنا

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ (سورہ مومنون ۲۹)۔(ترجمہ): اے پروردگار مجھ کو مبارک جگہ اتارنا تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

سفر مین نماز نماز قصر پڑھنا

حج اور عمرہ کے سفر میں نماز ظہر وعصر اور عشاء میں قصر کرے۔ ہاں اگر کسی ایک مقام میں (امام ابوحنیفہ کے نزدیک) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے یا باجماعت نماز پڑھے تو پوری پڑھے گا۔ حج کے دوران تو حاجی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا اس لئے نماز قصر کرے گا ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ شریف گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس (مدینے) آ گئے۔ ابن اسحاق نے پوچھا تم نے مکہ میں کتنی مدت قیام کیا، کہا دس دن (بخاری)۔

مکہ معظّمہ میں اگر پندرہ دن قیام ہو۔ تو ہر جگہ مکہ منی، مزدلفہ، عرفات میں نماز پوری پڑھے اور اگر پندرہ دن سے کم دن ٹھہرے تو پھر نماز ظہر، عصر یا نماز عشاء میں قصر کرے اب منی مزدلفہ عرفات مکہ معظہ کے فناء میں داخل ہیں۔ الگ الگ جگہ یہ شمار نہیں کی جاتیں۔ (مکمل مدلل مسائل حج وعمرہ)

سفر حج کو موت کا نمونہ تصور کرنا: حج کا سفر موت کا نمونہ ہے۔ اس لئے حاجی کا گھر سے نکلنا، اولادو مال کو چھوڑنا گویا دنیا سے گزرنے کو یاد دلاتا ہے۔ پھر کعبہ (میقات) کے قریب آ کر احرام باندھنا گویا کفن (کفایت) میں لپٹنے کا نمونہ ہے۔ پھر احرام میں شکار و جماع وغیرہ

مرغوبات سے رکنا مرنے کے بعد ان چیزوں سے رکنے کا نمونہ ہے۔ پھر وہاں زادوراحلہ (سواری) کا ہمراہ ہونا، قربانی کا ساتھ ہونا اس بات کو یاد دلاتا ہے کہ مرنے کے بعد اعمال ہی کا توشہ ساتھ رہے گا۔ پھر عرفات میں کھڑا ہونا حشر میں کھڑے ہونے کا نمونہ ہے۔ پھر قربانی کر کے احرام کھولنا، نہانا، صاف ہونا، گناہوں سے بری ہونے کا نمونہ ہے۔ پھر طواف کرنا، حرم مکہ میں جانا، سب چیزوں کا درست ہو جانا جنت میں جا کر وہاں کی نعمتوں سے فیضیاب ہونے کا یاد دلانے والا ہے (تفسیر حقانی، تفسیر مدارک وغیرہ)۔

سفر حج اس لئے موت کا نمونہ ہے کہ جب حاجی گھر سے نکلتا ہے تو سب عزیز واقارب کو چھوڑ کر جاتا ہے۔ پھر آگے سفر میں اجنبی اور دوسرے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسی طرح مرنے والا سب کو جدائی دے کر دنیا سے جاتا ہے۔ اور آگے اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوقات سے واسطہ پڑتا ہے جن کو جانتا ہی نہیں۔ حج کرنے والا احرام کے دو کپڑے لیتا ہے۔ اور مرنے والے کو بھی کفن کفایت کے دو کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔

سفر حرمین شریفین کامل ذوق شوق محبت سے کرنا

تمام سفر ذوق شوق اور عاشقانہ جذبے سے طے کرے اور حرمین شریفین کی ہر چیز سے محبت پیار اور تعظیم وتکریم کرے اور اس سفر میں جو تکلیفیں مشقتیں پہنچے ان کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرے ناشکری بے صبری کا ہرگز اظہار نہ کرے۔ اس سفر میں محبت ذوق اور شوق کا غلبہ زیادہ ہی ہونا چاہئے۔

۔ امام المحب الدین حضرت قاضی عیاض المتوفی ۵۴۴ھ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ ہر وہ چیز جس سے آپ کا تعلق رہا ہے اس کی عزت کی

جائے آپ کے مجالس آپ کے مکان مکہ مدینہ اور دوسری تمام جگہیں جہاں جہاں آپ نے اپنا دست مبارک لگایا یا جو بھی آپ کی نسبت سے مشہور ہوگئی ہیں مثلاً غار حراء (الشفاء) وغیرہ۔

اور ان جگہوں سے جو مھبط وحی ہیں ان سے تبرک حاصل کرے۔ اور حرمین کی جگہوں سے والہانہ عشق ومحبت کا اظہار کرے محبت کا یہ قائدہ ہے کہ محبوب کی ہر چیز محب کے لئے محبوب ہوتی ہے۔ اور اس کی ہر چیز سے محب محبت کرتا ہے۔ اس کے شہر سے شہر کی در ودیوار سے اس کے خاندان سے اس شہر کے جانوروں سے اس کے محلے میں آنے جانے والے لوگوں سے وہ محبت کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ اس کو انسان سے محبت ہے اسی وجہ سے اس کو ہر چیز محبوب ہے مجنون لیلیٰ کی ہر چیز سے محبت کرتا تھا۔ اسی لئے کہتا ہے

اَمُرُّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لَیْلیٰ ‏ ‏ ‏ ‏ اُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارِ وَذَا الْجِدَارْ

وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ ‏ ‏ ‏ ‏ لٰکِنْ حُبَّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارْ

(دیوان ص ۱۳۱)

میرا اگر گزر میرے محبوب لیلیٰ کے شہر سے ہوتا ہے۔ تو اس کی کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور مجھے ان در ودیوار سے بذاتہ محبت نہیں ہے۔ بلکہ اس ذات سے محبت ہے جو اس شہر میں ہے۔

اور ایک دن کسی نے دیکھا کہ انگلی سے زمین پر کچھ لکھ رہا ہے گزرنے والے نے پوچھا اے میاں تم یہ کیا کر رہے ہو اور کیا لکھ رہے ہو اور کس کے نام خط لکھ رہے ہو اس نے کہا میں تو اپنی محبوبہ لیلیٰ کا نام لکھ رہا ہوں اور دل کو تسلی دے رہا ہوں۔ مولانا فرماتے ہیں

گفت مشک نام لیلیٰ میکنم ۔ خاطر خود را تسلی می دھم

پھر کسی نے دیکھا مجنوں ایک کتے کو گلے سے لگا کر چوم رہا تھا اور کسی نے دیکھا سخت ملامت کی اور کتے کے سارے عیب بتائے کہ تم انسان ہو کر ایسا کرتے ہو تو مجنوں نے کہا

قَالَ دَعُوا الْمَلَامَ فَاِنَّ عَيْنِيْ رَاَتْهُ مَرَّةً فِيْ حَيِّ لَيْلٰى

اس نے کہا لوگو ملامت کو چھوڑ دو۔ اس کتے کو میری آنکھوں نے ایک مرتبہ کوچہ لیلیٰ میں دیکھا۔

اس قصہ کا مولانا روم یوں بیان کرتے ہیں

گرد او می گشت خاضع در طواف ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف

عاجزی سے طواف میں اس کے چاروں طرف گھومتا تھا، بلا تکلف جس طرح حاجی کعبہ کے چاروں طرف۔

گہ سر و پایش ہمی بوسید و ناف گہ جلاب شکرش می داد صاف

کبھی اس کے سر اور پیر اور ناف کو چوستا تھا، کبھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا۔

بوالفضو لے گفت کاے مجنونِ خام اس چہ شید ست اینکہ می آری مدام

ایک بیہودہ نے کہا اے ناقص پاگل، یہ کیسی مکاری ہے جو تو ہمیشہ کرتا ہے۔

پوز سگ دائم پلیدی می خورد مقعد خود را بلب می استرد

کتے کی تھوتنی ہمیشہ پلیدی کھاتی ہے، اپنی مقعد کو ہونٹوں سے چاٹتی ہے۔

عیبہائے سگ بسے اُو می شمرد عیبداں از غیبداں بوئے نبرد

وہ کتے کے بہت سے عیب گنتا رہا، عیب جاننے والے غیب جاننے والے کا راز نہ پا سکا۔

گفت مجنوں ہمہ نقشی وتن اندرآ وبنگرش از چشم من

مجنون نے کہا تو مجسم نقش اور صورت ہے، اندرآ اور اس کو میری آنکھ سے دیکھ۔

کایں طلسم بستہ مولیٰ ست ایں پاسبانِ کوچہ لیلیٰ ست ایں

کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے، یہ لیلیٰ کے کوچہ کا محافظ ہے۔

(مثنوی دفتر سوم)

اور اسی واقعہ کی طرف کسی نے اشارہ کیا ہے کہ اس نے کہا

ع گاے گاے کوے لیلیٰ رفتہ بود

اور مولانا روم فرماتے ہیں

گفت معشوقے بعاشق اے فتی ☆ توبغربت دیدہ ٔبس شہرھا

پس کدامے شہر زانھا خوشتر است ☆ گفت ان شہرے کہ دروے دلبرست

ہر کجا باشد شہ مارا بساط ہست حصرا گر بود سم الخیاط

ہر کجا کہ یوسفے باشد چو ماہ جنت ست آں ار چہ باشد قعر چاہ

باتو دوزخ جنت ست اے جاں فزا باتو زنداں گلشن ست اے دلربا

(مثنوی دفتر سوم)

ترجمہ: کسی معشوق نے اپنے عاشق سے پوچھا کہ اے نوجوان تونے بہت سے دنیا کے شہر دیکھے ہیں۔ تو ان میں سے کونسا شہر اچھا ہے۔ اس نے کہا وہ سب سے پیارا شہر ہے کہ جس میں محبوب (پیارا) رہتا ہے۔ جہاں ہمارے شاہ کا ڈیرا ہو، وہ جنگل ہے خواہ سوئیں کا نا کہ ہو۔ جہاں چاند جیسا یوسف ہو، وہ جنت ہے خواہ کنویں کی گہرائی ہو۔

جس طرح محب کے لئے اپنے محبوب کا شہر پیارا ہوتا ہے اسی طرح اہل ایمان کے لئے مکہ معظّمہ مدینہ منورہ دنیا کے تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ بلکہ ان کی خاک دو جہاں سے پیاری ہے اس لئے کہ وہ محبوب رب العالمین کے شہر ہیں، رحمت للعالمین کا مسکن ہے، خاتم النبین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا حجرہ شریف ہے اور محبوب کائنات کا محبوب شہر ہے۔ بلکہ رب کائنات کا بھی محبوب ہے کیونکہ وہ محبوب کا شہر ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستغرق اور ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں وہ کس قدر اللہ اور رسول کی محبت میں محو ہوتے ہیں۔ اور حرمین شریفین کی ہر چیز سے محبت کرتے ہیں۔ اور خاک حرمین کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہیں۔ وہاں کے پتھروں درختوں دیواروں گلزاروں سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان حرمین شریفین کی ہر چیز سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ اور اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے منبر شریف کی اس جگہ پر ہاتھ رکھتے تھے جہاں نبی کریم علیہ السلام بیٹھتے تھے اور پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر ملتے تھے۔ (الشفاء)، یعنی برکت حاصل کرتے تھے۔

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی فرماتے ہیں وھذہ یدل علی جواز التبرک بالانبیاء والصالحین وآثارھم وما یتعلق بھم مالم یؤدالی فتنۃ اوفساد عقیدۃ (نسیم الریاض ج ۴)

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کہ جو مقام وحی وتنزیل سے آباد ہے وہ بیشک تعظیم واحترام کے قابل ہے وہ جگہ جہاں جبریل ومیکائیل علیہما السلام اترا کرتے۔ جہاں سے روح الامین اور دیگر

فرشتے اوپر چڑھتے جس کے میدانوں میں تسبیح وتقدیس کی آوازیں گونجتیں جس کی مٹی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک موجود ہے۔ جس جگہ سے خدا کا دین اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پھیلی جہاں کی مساجد میں آیات قرآنی کا درس ہوتا جہاں کی نمازیں فضائل سے آراستہ ہیں جو جگہ معجزات اور دلائل وبراہین کی جگہ ہے۔ جہاں دین کے مناسک اور اسلام کی واضح علامات موجود ہیں۔ جہاں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا اور اسے اپنا ٹھکانہ بنایا۔ جہاں سے نبوت کے چشمے پھوٹے اور جہاں کثرت سے فیض جاری ہوا جن مکانات میں نبوت لپٹی گئی اور وہ زمین جو پہلی زمین ہے جسے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نے مس کیا یہ زمین تو ایسی ہی ہے کہ اس کے میدانوں کی تعظیم کی جائے اس کی خوشبوؤں کو اپنی روح میں رچایا جائے اس کے مکانوں اور در ودیوار کو بوسہ دیا جائے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ)۔ محمد اعظم چستی علیہ الرحمۃ دیار حبیب کا ذکر بڑے ذوق سے کرتے ہیں:

اس نگری نو کوہ طور آکھو جہدے وچ سجناں دا پھیرا اے

او دل بھی عرش معلی ہے جیڑے دل وچ یار دا ڈیرا اے

سارے جگ دو تو نرالیاں دسدیاں نی عربی رکار دیاں گلیاں

کوہ طور تائیں شرمندہ کرن خالق دے یار دیا گلیاں

(کلیات اعظم)

جو ایک مرتبہ جاتا ہے اس کی جی یہی چاہتا ہے کہ میں ہر وقت دیار حبیب میں آتا جاتا رہوں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے　　　اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

باب دوم اصطلاحات حج

بہت سے الفاظ حج کی کتابوں میں بکثرت استعمال کیا جاتے ہیں جن کو اصطلاحات حج بھی کہا جاتا ہے ان میں سے بعض کے معانی یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

اشہر حج: حج کے مہینے یعنی شوال اور ذوالقعدہ دونوں مکمل اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن۔یعنی ان میں احرام باندھنا درست ہے۔

احرام: کے معنی شریعت مطہرہ کے مطابق اپنے لئے بعض چیزوں کو حرام کر لینا ہے۔کہ حاجی جس وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیتا یا تلبیہ کے قائم مقام فعل کر لیتا ہے تو اس کا احرام بندھ جاتا ہے۔اور اس پر احرام کی وجہ سے چند حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اس لئے اس کو احرام کہتے ہیں۔اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں پہنتا ہے۔

استلام: حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ سے چھونا یا لکڑی سے چھو کر ہاتھ یا لکڑی کو چوم لینا یا ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے انہیں چوم لینا۔

اشعار (نشان لگانا، زخم کرنا): قربانی کے جانور کی شناخت کے لئے اس کے دائیں شانے پر اتنا خفیف سا زخم کرنا جس سے صرف کھال کٹے اور گوشت نہ کٹے۔

اضطباع: دوران احرام کی چادر کو داہنی بغل کے پیچھے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

افاقی: جو شخص حدود میقات سے باہر رہتا ہو وہ افاقی کہلاتا ہے۔

افراد: صرف حج کا احرام باندھ کر افعال حج ادا کرنا۔

ایام تشریق: تشریق کا معنی گوشت کو خشک کرنا اور تکبیر کہنا ہیں اس بنا پر نویں ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک کے پانچ دن جن میں تکبیریں پڑھی جاتی ہیں انہیں

ایام نحر (قربانی کے دن): دس ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ تک تین دن جن میں قربانی کی جاتی ہے۔

باب السلام: مسجد الحرام کا وہ دروازہ جس سے پہلی بار داخل ہونا افضل ہے اور یہ جانب مشرق واقع ہے۔

باب الکعبۃ: حجر اسود اور رکن عراقی کے بیچ کی مشرقی دیوار میں زمین سے کافی بلند ہے۔

بدنۃ: قربانی کا اونٹ یا گائے۔

بطن عرنہ: عرفات کے قریب ایک وادی ہے جس میں وقوف درست نہیں ہے کیونکہ یہ حدود عرفات سے خارج ہے۔

تجلیل: ہدی وقربانی کے جانور پر جھول ڈالنا۔

تحلیق: سر کے بالوں کو منڈانا ۔

تسبیح: سبحان اللہ کہنا ۔

تقصیر: سر کے بالوں کو کتروانا۔

تقلید: بالوں یا کپڑے کی رسی بنا کر اس میں جوتی کا ٹکڑا یا کسی درخت کی چھال وغیرہ باندھ کر قربانی وہدی کی گردن میں ڈال دینا تا کہ ہر شخص اس کو دیکھکر سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے

اوراس سے مزاحمت نہ کرے اوراس رسی کوقلادہ (ہار) کہتے ہیں۔

تکبیر: اللہ اکبر کہنا۔

تلبیہ: وہ ورد جو عمرہ اور حج کے دوران حالت احرام میں کیا جاتا ہے۔یعنی لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک، پڑھنا۔

تلبید: احرام باندھنے سے پہلے گوندوغیرہ کا بالوں میں لگالینا تاکہ بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں۔

تمتع: اول عمرہ کا احرام باندھ کرحج کے مہینوں میں عمرہ کرنا پھراسی سال اسی سفرمیں حج کا احرام باندھ کرحج کرنا۔

تنعیم: وہ جگہ جہاں سے مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران عمرے کے لئے احرام باندھتے ہیں اور یہ مقام مسجد الحرام سے تقریبا پانچ کلومیٹر جانب مدینہ منورہ ہے۔اب یہاں مسجد عائشہ رضی اللہ عنہ واقعہ ہے، اس جگہ کولوگ چھوٹا عمرہ کہتے ہیں۔

تہلیل: لا الہ اللہ پڑھنا۔

جبل ثبیر: منی میں ایک پہاڑ ہے۔

جبل رحمت: عرفات کا وہ مقدس پہاڑ جس کے قریب وقوف کرنا افضل ہے۔

جبل قزح: مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔

جُحفَہ: رابغ کے قریب مکہ معظّمہ سے تین میل کی منزل پر ایک مقام ہے جوشام سے آنے والوں کی میقات ہے۔

جِعِرَّانَۃ: مکہ مکرمہ سے تقریبا انتیس کلومیٹر دور طائف کے راستے پر واقع ہے یہاں سے جو عمرہ کیا جاتا ہے اس کو عوام بڑا عمرہ کہتے ہیں۔

جمرات یا جمار: منی میں تین مقام ہیں جہاں تقریبا آدم ستون بنے ہوئے ہیں ان پر کنکریاں ماری جاتی ہیں ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اس کو جمرۃ الاولی کہتے ہیں اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف درمیان والے کو جمرہ الوسطی اور اسکے بعد والے کو جمرۃ الکبری، جمرۃ العقبہ یا جمرۃ الاخری کہتے ہیں۔ ان جمرات کو لوگ شیطان کہتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ان تینوں جمروں کو شیطان کہنا کہیں ثابت نہیں ہے۔

جنت المعلی: مکہ مکرمہ کا بابرکت مشہور قبرستان۔

حاج یا حاجی: حج کرنے اور کعبہ کا قصد کرنے والے کو کہتے ہیں۔

حج: ایک مخصوص زمانہ میں احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف، وقوف عرفہ اور افعال حج ادا کرنا۔

حجر اسود یا رکن اسود: یہ ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو جنت سے نازل ہوا تھا۔ یہ پتھر بیت اللہ شریف کے جنوبی گوشہ میں قد ادم اونچائی پر بیت اللہ شریف کی دیوار میں باب کعبہ کے قریب نصب ہے۔

حرم: مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک زمین حرم کہلاتی ہے۔ اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں اس کے اندر شکار کھیلنا درخت کاٹنا جانوروں کا گھاس چرانا حرام ہے۔ حدود حرم کی مسافت مختلف ہیں۔ خانہ کعبہ جانب مدینہ تین میل، عراق کی جانب سات میل، طائف کی جانب سات میل، جدہ کی جانب دس میل، جعرانہ کی جانب نو میل اور یمن

کی جانب سات میل (عین الهدایہ)۔حدود حرم سے باہر اور میقات کے اندر جو زمین ہے اس کو حل کہتے ہیں کہ یہاں شکار وغیرہ کرنا حلال ہے۔

حرمی: وہ شخص جو حدود حرم میں رہتا ہے خواہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہو یا مکہ مکرمہ کے باہر حدود حرم میں رہتا ہو۔

حَصَی الْخَذْفِ: ٹھیکری جیسی کنکریاں مارنا۔المختصر للقدوری میں ہے **حصاۃ الحذف** ٹھیکری جیسی کنکریاں۔

حطیم: بیت اللہ شریف سے ملحق شمال کی جانب وہ قطعہ زمین ہے جو تقریباً پانچ فٹ اونچی دیوار سے بہ شکل قوس گھرا ہوا ہے اس کو حجر اور حظیرہ بھی کہتے ہیں یہ قطعہ زمین بیت اللہ شریف کا حصہ ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے عہد میں کعبہ کے اندر داخل تھا اور قریش مکہ کی تعمیر کے وقت سرمایہ کی کمی کے باعث اسکو خانہ کعبہ سے جدا کر دیا گیا تھا۔اور اس میں داخل ہونا عین کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔اور جو لوگ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتے وہ حطیم میں داخل ہوں۔

حل: حدود حرم اور حدود میقات کے درمیان چاروں طرف جو زمین ہے اس کو حل کہتے ہیں کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام ہیں۔

حلی: حدود حل کا رہنے والا۔

حلق و قصر: احرام سے باہر ہونے کے لئے پورا سر منڈوانا کتروانا۔

دم: احرام کی حالت میں بعض ممنوع افعال سرزد ہو جانے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اس کو دم کہتے ہیں۔

ذات عرق: ایک مقام کا نام ہے جو آجکل ویران ہو گیا ہے اس میں عرق نامی ایک پہاڑ ہے مکہ مکرمہ سے تقریبا تین روز کی مسافت پر ہے۔ عراق سے مکہ مکرمہ آنے والوں کی میقات ہے ۔

ذو الخلیفہ: مدینہ منورہ سے تقریبا چھ میل کے فاصلہ پر اسیک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے والوں کی میقات ہے اسے آجکل (ابیار) بئر علی کہتے ہیں۔

رفث: جماع کی باتیں اور بے ہودہ باتیں کرنا۔

رکن شامی بیت اللہ شریف کا وہ گوشہ جو شام کی طرف ہے یعنی شمالی مغربی گوشہ

رکن عراقی بیت اللہ شریف کا شمالی مشرقی گوشہ جو عراق کی طرف ہے۔

رکن یمانی: بیت اللہ شریف کا جنوبی مغربی گوشہ جو یمن کی جانب ہے اس کو چھونا سنت ہے ۔

رمل: طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔

رمی جمار: (کنکری مارنا)

زمزم شریف: مسجد حرام میں بیت اللہ شریف کے قریب ایک مشہور چشمہ جو اب کنوئیں کی شکل میں ہے۔ جس کو حق تعالی نے اپنی قدرت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لئے جاری کیا تھا اس کے فضائل احادیث میں وارد ہیں۔

سعی: صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا۔

شوط: حجر اسود سے شروع کر کے بیت اللہ شریف کے گرد ایک چکر لگانا۔

صفا: بیت اللہ شریف کے قریب جنوبی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

صب: منی کی ایک پہاڑی کا نام ہے جو مسجد خیف سے ملی ہوئی ہے۔

طواف: حجر اسود سے شروع کر کے بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر لگانا۔

طواف زیارۃ: اسے طواف افاضہ بھی کہتے ہیں یہ حج کا رکن ہے اس کا وقت ۱۰ ذوالحجہ کی صبح صادق سے ۱۲ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے مگر ۱۰ ذوالحجہ کو کرنا افضل ہے۔

طواف عمرہ: یہ عمرہ کرنے والوں پر فرض ہے۔

طواف قدوم: مکہ معظّمہ میں داخل ہونے پر پہلا طواف۔ یہ حج افراد یا حج قران کی نیت سے حج کرنے والوں کے لئے سنت ہے۔ متمتع پر سنت نہیں ہے۔

طواف وداع: حج کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے کیا جاتا ہے یہ ہر افاقی پر واجب ہے۔

عامر: عمرہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔

عرفات: مکہ مکرمہ سے تقریبا نو میل مشرق کی طرف ایک پہاڑ کا نام ہے اور وہاں ایک میدان ہے جہاں حج کے لئے حجاج ۹ ذی الحجہ کو جمع ہوتے ہیں۔

عمرۃ: حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف کرنا، سعی صفا و مروہ کرنا اور سر منڈانا ہے۔

قارن: حج قران کرنے والا ایک احرام میں عمرہ اور حج ملا کر نیوالا۔

قرن منازل: نجد سے آتے ہوئے مکہ مکرمہ سے تقریبا ۴ میل پر ایک پہاڑ ہے جو نجد یمن، نجد حجاز اور نجد تھامہ سے آنے والوں کا میقات ہے۔

قصر: سر کے بال کتروانا۔

متمتع: ایک سفر میں دو احراموں کے ساتھ حج وعمرہ کرنے والا۔

محرم: احرام باندھنے والا۔

محصب: مکہ مکرمہ کے متصل منی کی جانب ایک مقام ہے آجکل اس کو معاہدہ کہتے ہیں۔

محسر: مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے جہاں سے جلدی گزرنا چاہئے کیونکہ اس جگہ اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا یہاں وقوف مزدلفہ کرنا جائز نہیں۔

مَدْعٰی: دعا مانگنے کی جگہ اس سے مراد مسجد حرام اور مکہ مکرمہ کے قبرستان کے درمیان ایک جگہ ہے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت دعا مانگنی مستحب ہے۔ اب اس جگہ کا کوئی نشان نہیں۔

مروہ: بیت اللہ شریف کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

مزدلفہ: منی اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے جو منی سے تین میل مشرق کی طرف ہے۔ عرفات سے واپسی پر حاجی رات یہاں گزارتے ہیں۔

مستجاب: رکن یمانی اور رکن اسود کے بیچ کی جنوبی دیوار یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر امین کہنے کے لئے مقرر ہیں۔

مستجار: رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے مسدود دروازے کے درمیان کی جگہ

مسجد خیف: منی کی بڑی مسجد کا نام ہے جو منی کے شمالی جانب پہاڑ سے متصل ہے۔ بعض کہتے ہیں کے اسی مسجد میں حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کیا گیا ہے۔ (اخبار مکہ

المجلد الثانی لفاکھی، ص ۲۰۸) ۔

مسجد نمرہ: عرفات کے کنارے پر مسجد ہے یہاں ۹ ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔

مسعی: میلین احضرین کا درمیان فاصلہ جہاں دوران سعی مرد کو دوڑنا سنت ہے۔یعنی دو سبز لائیٹوں کے شروع سے آخر تک بہت تیزی سے مردوں کو چلنا چاہیے۔

مطاف: طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ شریف کے چاروں طرف ہے۔

معتمر: عمرہ کرنے والا۔

مفرد: صرف حج کرنے والا۔

مکی: مکہ کا رہنے والا۔

مقام ابراہیم: جنتی پتھر ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو بنایا تھا مطاف کے مشرقی کنارے پر منبر اور زمزم کے درمیان اب ایک بلوری قبہ میں رکھ دیا گیا ہے۔

ملتزم: حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

مَنْحَرْ: منی میں قربانی کرنے کی جگہ۔

منی: مکہ معظّمہ سے تین میل کی طرف ایک قصبہ ہے جہاں قربانی اور رمی کی جاتی ہے یہ حدود حرم میں داخل ہے۔

موقف: ٹھہرنے کی جگہ۔حج کے افعال میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں

ٹھہرنے کی جگہ مراد ہے۔

میزاب رحمت: سونے کا پرنالہ یہ رکن عراقی وشامی کی شمالی دیوار پر نصب ہے اس سے بارش کا پانی حطیم میں نچھاور ہوتا ہے۔

میقات: وہ مقام جہاں سے مکہ معظّمہ جانے والے کے لئے احرام باندھنا واجب ہے۔

میقاتی: میقات کا رہنے والا۔

میلین اخضرین: صفا اور مروہ کے درمیان ایک خاص حصہ میں سبز پتھر کے دوستون لگے ہوئے ہیں جن کے درمیانی حصہ میں سعی کرنے والے مرد دوڑ کر گزرتے ہیں۔

نسک: قربانی دینا، عبادت کرنا۔

وقوف: لغت میں اس کے معنی ٹھرنا ہیں اور احکام حج میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھرنا ہے۔

ہدی: وہ جانور جو حرم میں قربانی کرنے کے لئے حاجی ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور اس دور میں وہاں ہی حرم مکہ سے لے کر ذبح کرتے ہیں۔ ہدی کی مختلف قسمیں ہیں۔

یوم الترویہ: آٹھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔

یوم عرفہ: نویں ذی الحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حجاج عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔

یلملم: مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ ہے اس کو سعدیہ بھی کہتے ہیں یہ پاکستان ہندوستان اور یمن سے آنے والوں کی میقات ہے۔

باب سوم بیت اللہ کی عظمت، حج کی فرضیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بیت اللہ کی عظمت

اور خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا سب سے پہلا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰھِیۡمَ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (سورہ آل عمران ۹۶،۹۷)۔

(ترجمہ): بیشک پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے مقرر ہوا وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کے لئے باعث ہدایت، اس میں کھلی نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ اور جو بھی اس میں آئے امان میں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اس میں ہے عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ (سورہ ابراہیم ایت ۳۷)، تیرے گھر کے پاس۔ وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰھِیۡمَ مَکَانَ الۡبَیۡتِ (سورہ حج ۲۶)، اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک پتا دیا۔ ان میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ خانہ کعبہ پہلے ہی سے تھا۔

خانہ کعبہ مکہ معظّمہ میں مسجد حرام کے بیچ میں ایک مقدس مکان اور دنیا میں سب سے پہلے عبادت خانہ ہے اس کو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے بنایا تھا۔ پھر منہدم ہو جانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو تعمیر کیا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر قریش نے۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے پھر عبدالملک نے۔ اور اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں کچھ تجدید و اصلاح اور مرمت ہوتی رہی ہے۔ قرآن مجید میں صرف تعمیر ابراہیمی کا ذکر آیا ہے۔ یہ مسلمانوں کا قبلہ نماز ہے اور بڑا با برکت اور مقدس مقام ہے۔

اور خانہ کعبہ مرجع خلائق اور باعث قیام دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کی شان میں ارشاد

فرماتا ہے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ۔ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (سورہ بقرہ ۱۲۵) (ترجمہ): اور یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے اجتماع اور امن کی جگہ بنایا۔ اور تم ابراہیم علیہ السلام کے کھڑا ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ میرا گھر پاک رکھو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ (سورہ مائدہ ۹۷)۔ (ترجمہ): اللہ تعالیٰ نے بزرگی والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث (سبب) ٹھہرایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (سورہ الحج ۲۶)۔ (ترجمہ): اور جب ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتا دیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر۔ اور صاف ستھرا رکھنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا بیت کی اضافت اپنی طرف کرنا فقط بیت کی تشریف وتکریم کے اظہار کے لئے ہے اور اس لئے کہ یہ وہ مقام ہے جو رب کریم کی خصوصی تجلیات کا مہبط ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ کعبہ معظّمہ بیت اللہ، (اللہ کی

عبادت کا) گھر ہے۔اس کے باوجود کہ یہ جسم بھی رکھتا ہے اور دکھائی بھی دیتا ہے۔ یہ ایسی حقیقت اور امر کے مشابہ ہے جو بے کیف ہے کیونکہ اس کی دیواریں اور سرزمین کعبہ کی مٹی کے تحت الثری تک قبلہ نہیں ۔کیا آپ جانتے نہیں کہ اگر اس مقام سے اس کی دیواروں اور مٹی کو اٹھا کر کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے تو قبلہ یہی پہلا مقام رہے گا۔ وہ جگہ قطعاً قبلہ نہیں بنے گی جہاں اس کی دیواریں اور مٹی منتقل کی گئی ہے۔اور اگر کعبہ معظّمہ کی جگہ نئی دیواریں کھڑی کر دی جائیں (کعبہ کی تعمیر نو کر دی جائے) اور کسی دوسری جگہ کی مٹی یہاں منتقل کر دی جائے تو پہلے کی طرح مقام قبلہ رہے گا۔تو اس سے باخوبی یہ جانا جاسکتا ہے کہ قبلہ ایک ایسا امر ہے جس کی کوئی کیفیت نہیں اور وہ رب کریم کی غیر متکیف تجلیات کی برسات ہے اور ان کا ادراک وہی کر سکتے ہیں جنہیں ادراک کی قوت اور توفیق رب کریم عطا فرماتا ہے (تفسیر مظہری ،سورہ حج ،آیت ۲۶)۔

<u>بیت اللہ شریف اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مرکز ہے</u>: یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کی طرف سجدہ کرنا خواہ سجدہ عبادت کا ہو یا تعظیم و تکریم کا ہو ہرگز جائز نہیں بلکہ حرام و شرک ہے اور اسی طرح کسی عمارت یا درخت پتھر یا قبر وغیرہ کا طواف کرنا حرام ہے لیکن خانہ کعبہ کی عمارت کی طرف منہ کر کے خدا تعالیٰ کے لئے سجدہ کرنا اور اس کی طرف منہ کر کے دعا کرنا اور اس کا طواف کرنا عبادت ہے اور خالص توحید ہے اس لئے کہ یہ سجدہ و طواف عمارت خانہ کعبہ کے لئے نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ کے لئے ہے۔اور یہ شرف و خصوصیت کعبۃ اللہ ہی کو حاصل ہے اور اس کے سوا کسی اور خطہ اور فضاء کو حاصل نہیں ہے اس شرف اور خصوصیت کی وجہ اور حکمت کیا ہے۔حلاانکہ حق تعالیٰ جہات الستہ (چھ طرفوں سے)

پاک ہے کیونکہ وہ اس وقت بھی تھا جب جہتیں نہیں تھیں اور اس وقت بھی ہوگا جب یہ سب فنا ہوجائیں گی۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کسی جھت وسمت میں نہیں اور استواء عرش سے مراد اس کا غالب آنا ہے اور خدا کعبہ میں بھی نہیں ہے تو معلوم ہوا۔کہ خانہ کعبہ کی حقیقت ان مخفی حقائق میں سے ہے جن کی طرف عقول عامہ کی رسائی مشکل ونا ممکن ہے صرف ایک مثال کے ذریعے سمجھیئے کہ جس طرح ایک صاف وشفاف آئینہ پر آفتاب کا عکس اور پرتو پڑتا ہے اور وہ آئینہ روشن ہوجاتا ہے اور آفتاب کا مرکز بن جاتا ہے۔بلاتشبیہ وتمثیل اسی طرح حق تعالیٰ کی ذات کے انوار وتجلیات کا پرتو اور عکس خانہ کعبہ پر پڑا جس کی وجہ سے خانہ کعبہ مرکز تجلیاتِ الٰہیہ بن گیا ہے اسی لئے اس کا طواف کرنا اور اس کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنا اور اس کو دیکھنا عبادت ہے اور طواف وسجدہ خانہ کعبہ کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف رب کے لئے ہے چونکہ خانہ کعبہ اللہ کے انوار وتجلیات کا مرکز ہے۔اس لئے خانہ کعبہ کی عمارت انوارِ الٰہیہ کی نشانی ہے اسی عمارت خانہ کعبہ بھی بابرکت ہے اگر یہ عمارت خانہ کعبہ نہ بھی ہو تب بھی حج وعمرہ اور طواف اسی جگہ کا ہوگا اور اسی طرف نماز پڑھی جائے گی معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ اس ظاہری عمارت کا نام نہیں بلکہ ساری فضاء کعبہ ہے۔(کتاب الحج ص ۱۰)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (سورہ بقرہ ۱۴۴)۔(ترجمہ): اور اے مسلمانوں تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی (خانہ کعبہ) کی طرف کرو (کیونکہ وہ کعبہ قبلۂ نمازِ پنجگانہ ہے)۔

اسی گھر کی برکت سے لوگوں کو امان نصیب ہوا اور قحط کے زمانوں میں کھانا ملتا رہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ

وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ (سورہ قریش)۔(ترجمہ):تو(اہل مکہ) کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی بندگی کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ایک بڑے خوف سے امان بخشا۔
اگرچہ بیت المقدس قابل احترام قبلہ ہے مگر حج خانہ کعبہ کی ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ تفسیر نورالعرفان میں ہے کہ ہمیشہ سے حج صرف اسی خانہ کعبہ کا ہوا کبھی بیت المقدس کا نہ

ہوا،

فرشتوں اور انبیاء کرام کا حج کرنا: حج ایک بڑی پرانی عبادت ہے جسکا آغاز بحکم حق تعالی فرشتوں نے کیا تھا۔ چنانچہ عثمان بن ساج علیہ الرحمۃ حضرت سعید سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور اپنے مناسک (ارکان) حج سے فارغ ہوئے تو فرشتوں نے مقام مازمین (دو پہاڑ مراد ہیں) میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کی۔اور کہا، اے آدم! اللہ تعالی آپ کا حج قبول فرمائے۔ بلاشبہ ہم نے آپ سے دو ہزار برس پہلے اس کا حج کیا تھا۔(کہ حج کا سلسلہ یا عرصہ دراز سے جاری ہے)۔
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے حج کے ارکان کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو مقام ردم میں ان سے فرشتے ملے،اور کہا اے حضرت آدم، اللہ تعالی آپ کے حج کو قبول فرمائے، بیشک ہم نے تو اس گھر کا حج آپ سے دو ہزار سال پہلے کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم طواف کرتے ہوئے کیا پڑھتے تھے؟۔ فرشتوں نے جواب دیا ہم یہ دعا پڑھا کرتے تھے،
سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكۡبَرُ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اس میں ان کلمات کا اور اضافہ کرلو، لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(اخبار مکہ، سبل الھدی، تاریخ الحرمین

)۔

امام ازرقیؒ،سعیدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ستر بار پاپیادہ چل کر حج کئے تھے ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان سے آتے تھے کبھی سوار نہیں ہوئے تھے ۔اور آپ نے تین سو حج کے اور سات سو عمرے ادا کئے تھے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام نے جب سب سے پہلا حج کیا تو اس وقت آپ مقام عرفات میں تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا، اے آدم ! آپ کا حج قبول ہو،لیکن ہم نے آپ کی پیدائش سے پچاس ہزار برس قبل اس گھر کا طواف کیا تھا (سبل الھدی۔ص ۲۰۹ ۔ج۱)۔حضرت ابراھیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد حج کیا تو فرشتے طواف کے دوران آپ کو ملے اور آپ کو سلام کیا۔حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم طواف کرتے ہوئے کیا کہتے ہو۔عرض کیا، کہ ہم آپ کے (روحانی) باپ حضرت آدم علیہ السلام سے قبل یہ کلمات پڑھتے تھے۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ**۔ پھر ہم نے ان کو یہ کلمات بتلائے تو انہوں نے فرمایا، ان میں ان کلمات کا اضافہ کرلو۔ لاَحَوْلَ وَ لاَقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔فرشتوں نے ان کو پڑھا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرشتوں کو فرمایا ان میں یہ الفاظ زیادہ کرلو ، **اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ** ۔تو فرشتے بھی یہ کلمات بھی کہتے تھے ۔ اسی لئے طواف کے دوران یہ پوری دعا پڑھی جاتی ہے ۔سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لاَ حَوْلَ وَ لاَقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمُ۔

اور اسی سطرح حضرت نوح ،ھود، صالح اور شعیب علیھم السلام نے بھی حج کیا اور ان کی

قبریں بھی زمزم اور حجر اسود کے درمیان ہیں (اخبار مکہ، سبل الھدی)۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان چلے تو ایک جنگل سے گزرے، تو آپ نے فرمایا یہ کون سا جنگل ہے؟ لوگوں نے کہا، ازرق جنگل ۔فرمایا گویا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ۔پھر آپ نے ان کا رنگ، ان کے بالوں کا کچھ ذکر فرمایا۔آپ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دیئے ہوئے بھی آپ کو اللہ سے قرب ہے اور تلبیہ میں مشغول ہیں۔ پھر ہم اس جنگل میں گزر رہے ہیں۔فرماتے ہیں کہ پھر ہم کچھ اور چلے حتیٰ کہ ہم ایک گھاٹی پر پہنچے۔تو فرمایا یہ کونسی گھاٹی ہے؟۔لوگوں نے کہا ھرشی ہے یا لفت ہے۔تو آپ نے فرمایا، گویا کہ میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں، جو سرخ اونٹنی پر ہیں آپ پر اونی جبہ ہے، آپ کے ناقہ کی مہار کھجور کی کھال کی ہے۔اس جنگل میں تلبیہ کہتے گزر رہے ہیں (مسلم کتاب الایمان)۔

ابو ذر حشنیؒ اپنی کتاب مناسک میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ بنی اسرائیل کے ایک ہزار نبیوں نے خانہ کعبہ کا حج کیا وہ مکہ میں داخل نہیں ہوتے تھے، یہاں تک کہ مقام ذی طویٰ میں اپنے جوتے اتار لیتے تھے (سبل الھدی والدشادج ۲۱۱)۔حضرت مجاھد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پچھتر نبیوں نے حج کیا اور سب نے خانہ کعبہ کا طواف بھی کیا اور مسجد منیٰ میں نمازیں پڑھیں ۔تو پھر جو کوئی طاقت رکھے تو وہ اپنی نماز فوت نہ کرے مگر یہ کہ وہ مسجد منیٰ میں نماز پڑھے (سبل الھدی شارح (۲۱۳) ۔

حضرت ذوالقرنینؒ نے بھی حج کیا تھا اور طواف کے دوران حضرت ابراھیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہیں گلے لگ کر ملے ۔آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حج کریں

گے۔ چنانچہ امام ابن ابی خاتم ؒ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور بالضرور عیسی علیہ السلام مقام روحاء کی گلیوں میں حج یا عمرہ کے لئے تلبیہ پڑھیں گے۔ نیز سعید بن منصورؒ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا،

لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَمُرَّ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمُ بِبَطْنِ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا یُلَبِّیْ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ (سبل الھدی الرشاد)، قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک عیسٰی بن مریم بطن روحاء سے اس حال میں گزریں گے عمرہ اور حج کرنے والے ہوں گے اور یہ تلبیہ پڑھتے ہوں گے، میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔

حج بیت اللہ کی فرضیت

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اللہ تعالیٰ کی بڑی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔ اور جملہ انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اللہ کے تمام نیک بندوں کے شعائر (علامتوں) میں سے ہے۔ کیونکہ بیان کیا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کوئی بھی نبی اور رسول ایسا نہیں ہوا۔ جنہوں نے حج کعبہ نہ کیا ہو۔ (حیات القلوب) اور فرضیت قطعی دلیلوں سے ثابت ہے حتی کہ اس کا منکر کافر قرار پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۔ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ آل عمران ۹۷)۔ (ترجمہ): اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو اس تک چل سکے۔ اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہ ہے۔

حدیث شریف میں استطاعت کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا

يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا يُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ (سنن ابن ماجہ ابواب المانسک ص ۳۳۵)، (ترجمہ): کہ اے اللہ کے رسول کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سفر کا خرچ اور سواری۔ اس حدیث میں دو شرطیں بیان ہوئی ہیں اس کے علاوہ اور شرطیں بھی ہیں۔ جیسے صحت بدن راستہ پر امن ہونا وغیرہ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

حج بیت اللہ ہجرت کے نویں سال فرض ہوا۔ تو حج فرض ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان حج فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا (مشکوۃ)

(ترجمہ): کہ اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو تم حج کرو۔

پھر اسی سال ۹ھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحجاج بنایا اور تین سو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ان کے ہمراہ کیا تاکہ ان کو حج کرائیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم ملا کہ وہ سورۃ براءت کی ابتدائی آیات (منی وعرفات میں) پڑھ کر لوگوں کو سنائیں۔ پھر ۱۰ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کو ہمراہ لے کر حج بیت اللہ ادا فرمایا، اور اسی کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ راقم الحروف نے حجۃ الوداع کا تفصیلی واقعہ کتاب حج نبوی شریف میں بیان کر دیا ہے۔

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (سورۃ البقرہ ۱۹۶)۔ ترجمہ: اور تم حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔ اس آیت میں ان لوگوں کو حج اور عمرہ پورہ کرنے کا حکم دیا ہے جنہوں نے حج یا عمرہ

شروع کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مقدس گھر کا حج اور عمرہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا (سورہ بقرہ ۱۵۸)۔ (ترجمہ): بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو حج کرے یا عمرہ کرے تو کچھ حرج نہیں اسے کہ چکر لگائے ان دونوں کے درمیان (صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے)۔

حج اور عمرہ کے دینی اور دنیاوی بے شمار فضائل وفوائد اور منافع ہیں۔

حج کی فضیلت

حج وعمرہ کا تعلق بیت اللہ شریف سے ہے۔ اور یہ دعا اور نماز دونوں کا قبلہ ہے۔ اور سب کے لئے مرجع ہے۔ اس لئے اس کا حج کرنے والوں کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل بہتر ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، (ترجمہ): اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا پھر کون سا عمل بہتر ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، (ترجمہ): اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا پھر کون سا عمل بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حَجٌّ مَبْرُورٌ، حج مقبول (بخاری ومسلم)۔ حج مبرور یعنی جس کے ساتھ کوئی گناہ نہ ملا ہو، ریا کاری نہ ہو، جب واپس آئے تو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کی طرف راغب ہو۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (متفق علیہ)۔ (ترجمہ):

جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور شہوت امیز باتیں نہیں کیں، نہ کوئی گناہ کیا تو وہ حج سے اس طرح واپس ہوگا جیسے اپنی ماں سے اسی دن پیدا ہوا ہے۔اس حدیث میں رفث اور فسق کے الفاظ ہیں۔ رفث کے معنی ہیں جماع کرنا اور جماع سے متعلق باتیں کرنا۔اور فسق کے معنی ہیں اللہ کے حکم کو ترک کرنا، ارادہ حق سے منحرف ہونا اور اللہ کی طاعت سے نکل جانا (عمدۃ القاری)۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حج کرنے والے کے چھوٹے اور بڑے، ہر قسم کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔اس میں حج کرنے والوں کے لئے بڑی بشارت ہے (نعمت الباری، ج ۳،ص ۷۷۷)۔

لیکن جمھور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حج کے علاوہ تمام عبادات مثلاً نماز روزہ وضو وغیرہ سے صرف صغیرہ گناہ محو ہوتے ہیں کبیرہ نہیں اور حج سے متعلق دو قول ہیں ایک یہ ہے اور بہت سے علماء نے ترجیح اسی قول کو دی ہے کہ حج صغیرہ اور کبیرہ ہر قوم کے گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ ترجیح دینے والے علماء میں طیبی وقسطلانی شوافع میں اور امیر باشا احناف میں سے اور دیگر علما شامل ہیں۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ حج سے صرف حقوق اللہ معاف ہوتے ہیں بندوں کے حقوق بھی۔ ہر قوم کے حقوق کی معافی کی تائید حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے۔(حیات القلوب ۱۳) اس حدیث کا ذکر ائندآئے گا۔

حج وعمرہ کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ (مشكوة

بحوالہ نسائی) کہ تم پے در پے حج اور عمرہ کرو اس لئے کہ دونوں فقر اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے اور چاندی کی میل کو دور کر دیتی ہے۔اور حج مقبول کا ثواب جنت کے سواء کچھ نہیں ہے۔ اس حدیث میں حج وعمرہ بار بار کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ جب آدمی حج کرے تو عمرہ بھی کرے اور جب عمرہ کرے تو حج بھی کرے۔ اگر اللہ توفیق دے۔

قَالَ الطِّيْبِي رَحِمَهُ اللهِ إِذَا اعْتَمَرْتُمْ فَحَجُّوْا وَإِذَا حَجَجْتُمْ فَاعْتَمِرُوْا (مرقاۃ، ج۵،ص۲۷۵) (ترجمہ): کہ جب تم عمرہ کرو تو حج بھی کرو اور جب حج کرو پھر عمرہ بھی کرو

۔

حضرت ابو ہریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول کرتا ہے۔اور اگر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں تو ان کو بخشش دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج وعمرہ اور جہاد کے ارادے سے (گھر سے) نکلا اور پھر اس راستہ میں مر گیا تو اس کے لئے جہاد کرنے والے، حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے ہی کا ثواب لکھا جاتا ہے (مشکواۃ بحوالہ بیہقی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللهِ (سورہ نساء ۱۰۰)۔(ترجمہ): اور جو شخص نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر اسے موت آئے (راہ میں) تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا۔

حج وعمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اگر وہ اللہ سے مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا ہے (مشکوۃ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں: (۱) جہاد کرنے والے (۲) حج کرنے والے (۳) عمرہ کرنے والے (نسائی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مَنْ خَرَجَ حَاجًا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِيْ طَرِيْقِهٖ كَتَبَ اللهُ اَجْرَ الْغَازِيْ وَالْحَاجِ وَالْمُعْتَمِرِ (مناسک الحج بحوالہ شعب الایمان للبیہقی) (ترجمہ): کہ جو حج کرنے کے لئے نکلے یا عمرہ کرنے کے لئے یا جہاد کرنے کے لئے پھر وہ اسی راستہ میں مرجائے لکھے گا اللہ اس کے لئے جہاد کرنے والے، حج کرنے والے، عمرہ کرنے والے کا ثواب۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چار مرتبہ عمرہ کیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چار مرتبہ عمرہ کیا جو سب ماہ ذیقعدہ میں تھے اس عمرہ شریف کے علاوہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حج کے ساتھ تھا (بخاری)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت کے بعد چار عمرے ادا فرمائے مگر حج صرف ایک مرتبہ کیا۔معلوم ہوا کہ عمرہ ایک محبوب ترین عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مشتاق بندوں کو اپنے گھر کی زیارت کے لئے اجازت عامہ عطا فرمائی ہے۔

حاجی سے دعا کی درخواست کرنا

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کرنے کا کہو اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو۔ اور یہ اس لئے ہے کہ اس کی بخشش کی جا چکی ہے (مشکواۃ بحوالہ مسند احمد)۔ اس حدیث میں گھر میں داخل ہونے کی شرط اس لئے لگائی گی کہ آدمی جب بیوی بچوں کے ساتھ مل جاتا ہے اس کے دل و دماغ میں بچوں کی محبت پیوست ہو جاتی ہے۔ اب اس کی دعا کی پہلی والی شان نہیں رہتی۔ اس لئے پہلے دعا کرانے کا حکم دیا۔

حج کے فوائد و مقاصد

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ۔لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ ثُمَّ لۡيَقۡضُوۡا تَفَثَهُمۡ وَلۡيُوۡفُوۡا نُذُوۡرَهُمۡ وَلۡيَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ (سورۃ الحج ۲۷ تا ۲۹)۔

ترجمہ: اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا۔ وہ آئیں گے آپ کے پاس پا پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے۔ (اعلان کیجئے) تا کہ وہ حاضر ہوں اپنے (دینی و دنیاوی) فائدوں کے لئے۔ پھر چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی منتیں (نذریں) پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔

چند نکتے: (ا) اس آیت میں یہ خبر دی گئی کہ لوگ پا پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے جو دور دراز راستہ سے آتی ہیں۔ ایسے عہد مبارک میں جب کہ ذرائع آمد و رفت بہت محدود تھے، یہ تصور کرنا مشکل تھا کہ دور دراز مسافت طے کر کے لوگ کیسے حج و زیارت کے

لئے آئیں گے۔لیکن عشق وشیفتگی وشوق وخودرفتگی کا کبھی یہ عالم ہوتا ہے کہ جس چیز کولوگ تصورنہیں کر پاتے وہ حقیقت بن جاتی ہے۔عہد قدیم میں اس راہ عشق میں صرف اونٹنیاں لاغر رہتی تھیں لیکن زمانہ کے ترقی نے اس زمانہ میں بسوں،ٹرکوں، ہوائی جہازوں کوبھی شریک کردیا ہے(معارف التنزیل،ص۲۰۸)۔اورآج دنیا دیکھ رہی ہے کہ لوگ حج بیت اللہ کے موقع پر کس طرح وہاں جمع ہوتے ہیں۔لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔لوگوں کے دل اسی کی طرف مائل رہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں عرض کیا فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ ۔ترجمہ:توتولوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے۔اعلان حج اوراس دعا کا اثر ایام حج میں دیکھا جاسکتا ہے کہ اطراف عالم سے مسلمان وہاں مکہ معظّمہ میں جمع ہوجاتے ہیں۔اوران کا ورد، وظیفہ اورلباس ایک ہی ہوتا ہے۔اور مسلمانوں کی ایک سالانہ روحانی ایقانی کانفرس ہوتی ہے۔اوراتفاق واتحاد کا عملی نمونہ اورثبوت ہے۔

(۲) دینی اوردنیاوی منافع حاصل کئے جاتے ہیں جس سے مراد دنیا وآخرت کے فوائد ومقاصد اوراللہ کی خوشنودی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ (سورہ حج)۔ترجمہ: تاکہ وہ اپنے منافع کیلئے حاضر ہوں۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں منافع کی تخصیص نہیں کی۔اس لئے یہ لفظ دنیا اور آخرت دونوں کے منافع کو عام ہے(احکام القرآن للجصاص)۔

ابوامامہ تیمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم لوگ مکہ تک سواریاں کرایہ پر چلاتے ہیں۔اَب لوگ کہتے ہیں کہ تمہارا حج ادانہیں ہوتا۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کہ تم ان کی طرح احرام نہیں باندھتے ،طواف نہیں کرتے ،رمی نہیں کرتے ۔میں نے کہا کیوں نہیں؟ سب ارکان ادا کرتے ہیں ۔فرمایا بس تو حج ادا ہو گیا۔اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آیا اور یہی سوال پیش کیا جو تو نے کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا حتی کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ الخ لے کر نازل ہوئے (تفسیر مظہری)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دور جاہلیت میں ظلم مجاز اور عکاظ کے تجارتی بازار تھے۔جب اسلام آیا تو لوگوں نے ان میں جانا ناپسند کیا یہاں تک کہ حکم نازل ہو گیا لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ (سورہ بقرہ)۔ترجمہ:تم پر کوئی گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

امام ابو منصور محمد ماتریدی لکھتے ہیں یہ آیت اس لئے نازل ہوئی کہ اہل جاہلیت عشرہ ذوالحجہ میں تجارت کیلئے نکلتے تھے (اور مکہ کے بازاروں میں کاروبار کرتے تھے)۔پھر جب اسلام آیا اہل اسلام تجارت سے رُک گئے اور انہوں نے چاہا کہ انہیں صرف حج ہی کیلئے نکلنا چاہئے نہ کہ دوسرے اعمال کو حج میں ملائیں ۔فرخص اللہ عزوجل التجارۃ للحاج وطلب الفضل (تاویلات القرآن، ج ا،ص ۴۰۲)۔

(۳) ایام نحر میں قربانی کے جانور اللہ کے نام سے ذبح کئے جاتے ہیں اور اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۴) جو احرام کی حالت میں میل کچیل پیدا ہوتی تھی اس کو دور کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۵) نذریں پوری کرنے کا حکم دیا گیا۔

(٦) ایسے گھر کے طواف کا حکم دیا گیا جو قدیم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا (بخاری)۔

ایک اور روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو، نماز پنجگانہ پڑھتے رہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتے رہو، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرتے رہو، خوشدلی سے اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرتے رہو تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص فرض حج کئے بغیر مر گیا جبکہ اس کے راستے میں سلطان ظالم یا مرض شدید یا ظاہری دشمن کی کوئی رکاوٹ نہ تھی تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا چاہے نصرانی یا مجوسی ہو کر مرے (ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں) (کتاب بدائع الصنائع)۔

تارکین حج کے لئے وعید

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج پر جانے سے کسی ظاہری حاجت (یعنی زادراہ، صحت، سواری کا نہ ہونا) یا کسی ظالم بادشاہ یا روک دینے والی بیماری نے نہ روکا ہو اور وہ حج کرنے کے بغیر ہی مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے اور چاہے عیسائی ہو کر مرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سفر کے خرچ اور سواری کا مالک ہو جو اسے خانہ کعبہ تک پہنچا سکتی ہے پھر اس نے حج نہ کیا تو اس کے لئے کوئی فرق نہیں کہ وہ کافر بن کر یہودی کے دین یا نصاریٰ کے دین پر مر جائے۔ یہ اس لئے ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں کے ذمہ بیت اللہ کا حج لازم ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ** (سورہ آل عمران ۹۷)۔

(ترجمہ): اور جو کفر کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے تمام جہاں والوں سے۔

حج بیت اللہ کا عمداً انکار کرنا کفر ہے اور استطاعت کے ہوتے ہوئے حج نہ کرنا یہ ناشکری ہے۔ اور کفر ناشکری کے معنی میں بھی آیا ہے۔ ہم میں ناشکری اور بدعملی بہت پائی جاتی ہے۔ ہم حج و عمریں بکثرت کرتے ہیں مگر اخلاق و عادات میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ حقوق اللہ حقوق العباد کی آدائیگی میں کوتاہیاں کی جاتی ہیں۔ وہاں جہاں کر بھی کہیں یہ حال نہ ہو۔

کعبہ میں درد آپ لایا ہوں کھینچ کر دل سے گیا نہیں ہے خیال بتان ہنوز

بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ خر عیسیٰ گر مکہ رود چوں باز اید خر باشد

باب چہارم

حج کی تعریف، اقسام، شرائط، فرائض، واجبات، سنن وغیرہ کا بیان

لغت میں حج کا معنی معظم جگہ کی زیارت کا ارادہ کرنا ہے۔ اور یہاں حج کی ادائیگی کے لیے مکہ معظّمہ کا قصد کرنا مراد ہے۔ **قَصْدُ الْمُعَظَّمِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ وَشَرْعًا قَصْدُ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ لِأَدَاءِ رُكْنٍ** (مناسک)۔

حج کے مہینے میں مخصوص مقامات کی، مخصوص افعال کے ساتھ زیارت کرنا حج ہے۔حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے مزید دس دن ہیں۔اصح قول کے مطابق حج زندگی میں ایک بار فی الفور فرض ہے (عام کتب فقہ)۔

حج ح کے زبر اور زیر کے ساتھ دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔قرآن مجید میں بھی دونوں طرح ثابت ہے۔ح کی زبر کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (سورۃ البقرہ)۔ترجمہ: حج کے مہینے مقرر اور معلوم ہیں۔اور ح کی زیر کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ۔ترجمہ: اللہ ہی کے لئے لوگوں پر حج فرض ہے۔

جب حج فرض ہو جائے تو جلدی سے اس کو ادا کرنا چاہیے۔

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ (مشکوۃ کتاب المناسک)۔

ترجمہ: جس نے حج کا ارادہ کرلیا تو اس کو چاہیے کہ وہ جلدی حج کرے۔اسے کوئی مرض لاحق ہو سکتا ہے یا کوئی مشقت پیش آسکتی ہے یا کچھ ظاہری حاجت رکاوٹ بن سکتی ہے۔اس لئے جب حج کا ارادہ کیا تو اللہ کے فضل و توفیق سے فوراً حج کرے۔

حج کا وقت اور مہینے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (سورہ بقرہ ۱۹۷)۔ترجمہ: حج کے چند مہینے معلوم ہیں۔ پس جو ان میں حج کی نیت کرے (احرام باندھ لے) تو نہ وہ بے حیائی کی بات کرے اور نہ نافرمانی کرے اور نہ جھگڑا کرے حج کے دنوں میں۔

یعنی حج (کے کاموں) کے لئے مقرر معلوم مہینے ہیں۔اور وہ معلوم مہینے شوال، ذوالقعدہ اور

(پہلے) دس دن ذوالحجہ کے ہیں۔ اگر کسی شخص نے حج کے اعمال میں سے کوئی عمل مثلاً طواف اور سعی حج کے مہینوں سے پہلے کی تو جائز نہ ہوگا۔ اور حج کے مہینوں میں کرنا جائز ہوگا (فتاوی عالمگیریہ)۔ صرف احرام باندھنا ہی جائز ہے کیونکہ اعمال وافعال حج کے پانچ دن ہیں۔

حج کے اقسام

(۱) حج افراد: ایام حج میں صرف حج کی نیت سے احرام باندھ کر طواف قدوم مع اضطباع رمل کے کرنا اور اسی احرام میں حج ادا کرنا۔ یہ مکی اور غیر مکی سب کے لے جائز ہے۔

(۲) حج قران: زمانہ حج میں ایک ہی احرام کے ساتھ حج اور عمرہ ادا کیا جانا یہ احناف کے نزدیک غیر مکی کے لئے ہے۔ اور حج قران میں دو طواف ہیں: ایک عمرہ کا اور دوسرا طواف قدوم۔ اور دو سعی ہیں: ایک عمرہ کی سعی اور دوسری حج کی سعی۔ اور بطور شکرانہ ھدی دے (قربانی)۔

حنفیہ کے نزدیک حج کی سب سے افضل قسم یہی ہے کیونکہ مشقت اور کام سب سے زیادہ اس میں ہے۔ حج تمتع اور حج قران صرف آفاقی (غیر مکی) کے لئے ہیں جو میقات کی حدود سے باہر کا رہنے والا ہو۔ حدودِ میقات کے اندر رہنے والے کے لئے اجازت نہیں ہے۔

یہ حکم اس آیت کریمہ سے ثابت ہے جس میں اللہ سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ذَٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (سورہ بقرہ ۱۹۶)۔ (ترجمہ): یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔

پہلے سات پھیرے مع اضطباع طواف کرے اور پہلے تین پھیروں میں رمل سنت ہے۔ پھر سعی کرے۔ اب قران کا ایک جزءیعنی عمرہ پورا ہوگیا مگر ابھی حلق نہ کرے۔ اگر کیا بھی ہوتو

احرام سے باہر نہ ہوگا اوراس کے جرمانہ میں دودم لازم ہوں گے۔عمرہ پورا کرنے کے بعد طواف قدوم کرے اور اگر چاہے تو ابھی سعی بھی کرلے ورنہ طواف افاضہ کے بعد سعی کرے۔اگر ابھی سعی کرے تو طواف قدوم کے تین پہلے پھیروں میں بھی رمل کرے اور دونوں طوافوں میں اضطباع بھی کرے (بحار شریعت درمختار)

افعال حج قران

۱	احرام حج وعمرہ	شرط
۲	طواف عمرہ مع رمل	رکن
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	طواف قدوم مع رمل	سنت
۵	سعی	واجب
٦	وقوف عرفہ	رکن
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	رمی جمرہ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	رکن
۱۲	سعی (اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی ہو)	واجب

۱۳	رمی جمار	واجب
۱۴	طواف وداع	واجب

(۳) حج تمتع: حج اور عمرہ دونوں کو الگ احراموں کے ساتھ ایک زمانہ میں ادا کرے۔
حج تمتع کی دو قسمیں ہیں: (۱) حج کرنے والا قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے کر جائے۔ پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرے اور بغیر احرام کھولے مکہ میں ٹھہرے۔ اور آٹھویں ذی الحجہ کو حج کرے۔ (۲) حج تمتع بغیر ھدی (قربانی کا جانور)۔ عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرے اور پھر احرام کھول دے۔ آٹھویں ذی الحجہ کو پھر حج کا احرام باندھ کر حج کرے۔ آج کل زیادہ تر پاک و ہند وغیرہ کے مسلمان حج تمتع ہی کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں حج تمتع کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ‌ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ (سورہ بقرہ ۱۹۶)۔

ترجمہ: پس جو حج تمتع سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے (ذبح کردو)۔ تو جو نہ پائے وہ تین دن کے روزے حج میں رکھے اور سات جب تم لوٹ آؤ۔

حج کے فرض ہونے کی شرطیں

وہ شرائط جن کے پائے جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے: (۱) اسلام یعنی مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) زادراہ اور سواری پر قدرت رکھنا (۶) حج کی فرضیت کا علم ہونا (۷) حج کا وقت ہونا۔

وجوب ادا کی شرطیں

(۱) تندرست ہونا (۲) قید نہ ہونا (۳) راستے کا پر امن ہونا (۴) عورت کے لئے محرم کا ہونا (۵) عورت کا عدت میں نہ ہونا

صحت ادا کی شرطیں

وہ شرطیں جن کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا: (۱) مسلمان ہونا۔ بالفرض اگر کوئی کافر حج کرے تو ادا نہیں ہوگا کیونکہ وہ غیر مسلم ہے (۲) احرامِ حج کا ہونا (۳) حج کے دنوں میں حج کرنا (۴) مکانِ طواف مسجد حرام (۵) سمجھدار ہونا (۶) عقل کا ہونا (۷) فرائض کا پورا کرنا (۸) احرام کے بعد مجامعت نہ کرنا (۹) جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا (لباب المناسک)۔

فرائض حج

(۱) حج کی نیت کرنا (۲) احرام باندھنا (۳) وقوف کا زمینِ عرفات میں ہونا (۴) وقوف عرفہ، ۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب سے دسویں ذی الحج کی صبح صادق تک ٹھہرنا۔ اس عرصہ میں کسی وقت بھی وقوف کرسکتا ہے (۵) طواف زیارت، ۱۰ ذی الحجہ سے لے کر ۱۲ ذی الحجہ تک اس کا وقت ہے (۶) ان سب فرائض کو ترتیب کے ساتھ ادا کرنا (۷) ہر فرض کا اپنے وقت پر ادا کرنا۔ ترک فرض سے حج باطل ہوجاتا ہے (لباب المناسک)۔

ارکان حج

حج کے دو رکن ہیں: (۱) مقام عرفات میں وقوف کرنا (۲) طواف زیارت کرنا لیکن عرفات میں وقوف کرنا طواف زیارت سے زیادہ قوی ہے (فتاوی عالمگیریہ)۔

واجبات حج

(۱) صفا، مروہ کے درمیان سعی کرنا (۲) مزدلفہ میں وقوف کرنا (رات وہاں قیام کرنا) (۳) تین دن جمروں کو کنکریاں مارنا (۴) سر منڈانا یا کتروانا (۵) آفاقی کا طواف صدر (طواف الوداع) ادا کرنا (فتاوی عالمگیریہ) (٦) قارن اور متمتع کا قربانی دینا۔

ترک واجب سے دم لازم آتا ہے۔ بہار شریعت وغیرہ کتب میں واجبات حج ۲۸ بیان کئے گئے ہیں۔ ان کا تعلق مختلف مقامات سے ہے۔

حج کی سنتیں

(۱) طواف قدوم کرنا (مفرد اور قران والے کے لئے) (۲) طواف قدوم یا طواف زیارت میں رمل کرنا (۳) صفا، مروہ کے درمیان دونوں سبز نشانوں کے درمیان سعی کرنا (۴) ایام قربانی کی راتیں منیٰ میں گزارنا (۵) منیٰ سے عرفات جاتے وقت سورج طلوع ہونے سے پہلے جانا (٦) مزدلفہ سے منیٰ جاتے وقت سورج طلوع ہونے سے پہلے جانا (۷) نیز مزدلفہ میں رات رہنا سنت ہے۔ اور تینوں جمروں کو کنکریاں مارنے میں ترتیب ملحوظ رکھنا سنت ہے (۸) امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا: ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں، نویں ذی الحجہ کو عرفات میں، گیارھویں ذی الحجہ کو منیٰ میں۔ احناف کے نزدیک تینوں خطبات سنت ہیں۔

مفسدات حج وعمرہ

حج اور عمرہ کے مفسدات: جماع قُبل یا دبر میں وقوف عرفہ سے پہلے ہو اور عمرہ کے طواف کے زیادہ چکروں (چار) سے پہلے (یہی حکم اس کا ہے جو یہ برائی عورت و مرد کے دبر میں کرے)۔ تو جب اس نے اپنی عورت سے جماع کیا (قبل از وقوف) اور وہ دونوں محرم

ہوں، جان بوجھ کر یا بھول کر، یا عورت کو مجبور کیا گیا ہو تو بیشک ان دونوں کا حج فاسد ہو گیا اور ہر ایک پر بکری واجب ہے۔ (دونوں پر لازم ہے کہ حج کے افعال و اعمال ادا کریں جیسے حج صحیح کے افعال و اعمال ادا کرنے لازمی ہوتے ہیں۔ اور دونوں آئندہ سال ان کی قضا کریں اور اگر (ان میں کوئی) قارن ہو تو اس پر (عمرہ اور حج کی) قضاء ہو گی (المنسک الصغیر)۔

مسائل حج وعمرہ

اگر اَفاقی متمتع حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ میں عمرہ کرے اور عمرہ کے احرام سے حلال ہو کر حج سے پہلے مدینہ منورہ چلا جائے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کو مدینہ منورہ سے مکہ واپس آتے وقت حج افراد کا احرام باندھ کر آنا چاہیئے اور اس کا حج تمتع ہو گا۔ کیونکہ وہ سفر واحد ہونے کی وجہ سے مکی کے حکم میں ہے لیکن صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد) کے نزدیک وہ مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت عمرہ کا احرام باندھ کر آئے کیونکہ میقات سے باہر جانے کی وجہ سے اس کا تمتع باطل ہوتا ہے۔ اور پہلا کیا ہوا عمرہ دو سفروں کی وجہ سے مفرد عمرہ ہو جائے گا۔ اور اَب اس دوسرے عمرہ سے تمتع از سرِ نو منعقد ہو جائے گا (عمدة الفقه، ص ٢٨٢)

مسئلہ: آفاقی مدینہ منورہ سے حج قران کا احرام باندھ کر مکہ شریف میں نہیں جا سکتا۔ حج افراد کا احرام باندھ کر جا سکتا ہے۔

مسئلہ: سردی کی وجہ سے ہاتھوں اور پاؤں کو کمبل وغیرہ سے ڈھانپ سکتا ہے مگر ہاتھوں پر کوئی چیز پہنی نہیں جائیگی جیسے جراب، دستانے (رکن دین کتاب الحج)

مسئلہ: آنت وغیرہ اترنے کے عذر کی وجہ سے بغیر سلا لنگوٹ باندھنا جائز ہے۔ بغیر کسی عذر

کے مکروہ ہے مگراس پر کوئی جزاء واجب نہیں۔نیکر پہننا بہر حال نا جائز ہے اوراس پر جزاء واجب ہے (عمدۃ الناسک)۔

مسئلہ: جائز ہے کہ قمیص اور جبہ کو بطور چادر کے استعمال کرے اوراس کو سونے میں بطور لحاف بدن پر پہنے بشرطیکہ سر اور چہرہ نہ ڈھکے۔ (غایۃ الاوطار۔فتاوی رضویہ ج ۱۰)۔

معلوم ہوا کہ محرم سر اور منہ کے سوا سارے بدن پر کپڑا لپیٹ سکتا ہے اور پاؤں کو بھی سردی کی وجہ سے ڈھانپ سکتا ہے۔

مسئلہ: سلیپنگ بیگ (sleeping bag) رات کو سونے کے لئے نہیں پہن سکتا کیونکہ وہ سلے ہوئے کپڑے کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: محرم کو بحالت احرام نہ موزہ پہننا درست ہے اور نہ ایسا جوتا یا بوٹ جس سے وسط قدم کی ہڈی ڈھک جائے۔(مرآۃ)۔نعل کو چپل کہتے ہیں چمڑے کے تلے پر پٹا اور سیاہ تسمہ ہوتا ہے (غایۃ الاوطار)۔ہاں ایسا جوتا پہننا جو پاؤں کے جوڑ کو نہ چھپائے (درست ہے) (بھار شریعت)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کو جوتیاں (چپل) نہ ملیں تو وہ موزے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ کر پہن لے (بخاری) اور مسلم میں ہے اگر کسی ادمی کو چپل میسر نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے اوران کو کعب کے نیچے سے کاٹ ڈالے۔

مسئلہ: **الکعب**۔ھشام نے امام محمد سے روایت کیا ہے کہ یہاں کعب سے مراد مقعد شراک ہے۔یعنی وہ ہڈی جو وسط قدم میں ابھری ہوئی ہے جہاں تسمہ باندھتے ہیں بخلاف وضو کے

اعضا میں کہ وہاں کعب سے مراد وہ ابھری ہوئی ہڈیاں ہیں جو قدم کے دونوں طرف ہوتی ہیں اور جنہیں ٹخنے کہا جاتا ہے (ھدایہ)۔

مسئلہ: احرام میں ہر اس چیز کا پہننا منع ہے جو پاؤں کی پشت کی ابھری ہوئی ہڈی کو ڈھانپ لے (فتاوی قاضی خان، شرح لباب)۔

مسئلہ: محرم نے اگر بوٹ پہنا اور کعبین (وسط قدم) چھپے رہے تو اس پر دم جنایت لازم ہے (فتاوی دارالعلوم)۔ محرم کو پاؤں کی پشت کا جوڑ چھپانا جوتے موزے بوٹ وغیرہ سے حرام ہے (بہار شریعت)۔

مسئلہ: احرام میں انگریزی جوتے پہننا جائز نہیں کہ وہ اس جوڑ کو چھپاتے ہیں۔ پہنے گا تو کفارہ لازم آئے گا (بہار شریعت مختصرا)۔

مسئلہ: اگر وقوف عرفات کے بعد سر منڈوانے سے پہلے جماع کر لیا تو حج فاسد نہیں ہوا مگر ایک بدنہ یعنی سالم گائے یا سالم اونٹ ذبح کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق و طواف سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد تو دم اور بہتر اَب بھی بدنہ ہے اور دونوں کے بعد کیا تو کچھ نہیں طواف سے مراد اکثر ہے یعنی چار پھیرے (عالمگیری)۔

مسئلہ: حج فاسد ہونے کے بعد دوسرے حج کا احرام اسی سال باندھا تو دوسرا نہیں ہے بلکہ وہی ہے جسے اس نے فاسد کر دیا اس ترکیب سے سال ائندہ کی قضا سے نہیں بچ سکتا (بہار شریعت)۔

عورتوں کے حج کے بعض احکام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے۔ اور کوئی عورت محرم رشتداروں کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیوی حج کے لئے روانہ ہوگی ہے۔ اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اِذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ اِمْرَاَتِكَ۔ ترجمہ: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (مسلم کتاب الحج، بخاری حدیث نمبر ۱۸۶۲)

اس عورت پر حج فرض نہیں ہے جس کے ساتھ سفر میں جانیوالا خاوند یا ذی محرم نہ ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ لَاتُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً۔ فَقَالَ فَانْطَلِقْ۔ فَحج مَعَ امْرَاَتِكَ (مسلم)۔ ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ کوئی عورت ذی محرم (جس کے ساتھ نکاح حرام ہو) کے بغیر سفر نہ کرے یہ سن کر) ایک شخص نے کہا کہ میری عورت سفر حج کے لئے گئی ہے اپ نے اس شخص کو غزوہ سے روک کر فرمایا تم اپنی عورت کے ساتھ جاؤ اور حج کرو۔

حدیث میں ہے لَا تَحُجَّنَّ اِمْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ (ھدایہ بحوالہ سنن دار قطنی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ کوئی عورت محرم کے بغیر حج پر نہ جائے۔

(ومنها المحرم للمراة) شابة كانت او عجوزا اذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة ايام وان كان اقل من ذلك حجت بغير محرم (فتاوی عالمگیری)۔

حج واجب ہونے کے شرطوں میں سے ایک شرط عورت کے لئے محرم کا ہونا ہے۔ خواہ وہ

عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو۔جبکہ اس کی جگہ اور مکہ شریف کے درمیان تین دن کا سفر ہو۔اگر مکہ شریف کا فاصلہ تین دن سے کم ہو تو عورت بغیر محرم کے حج کر سکتی ہے۔اور عورت کے لئے محرم سے مراد خاوند ہے۔اور وہ (مرد) ہے جس کے ساتھ نسبی رشتہ کی وجہ سے یا دودھ پی لینے کی وجہ سے یا سسرال کے رشتہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے نکاح ناجائز ہو۔

سفر کی مدت میں مختلف روایات ہیں (۱) تین دن کی مسافت ہو (۲) دو دن کی مسافت ہو (۳) ایک رات کی مسافت ہو (۴) ایک دن کی مسافت (۵) ایک مرحلہ کی مسافت (۶) تین میل کی مسافت سفر ہو (فتح القدیر عین الھدایہ)۔علماء نے فرمایا ہے کہ بہر تقدیر پر کوئی معینہ حد مراد نہیں مطلق سفر مراد ہے لمبا ہو یا چھوٹا (اشعۃ المعات کتاب الحج) اس لئے خواتین حج وعمرہ کے لئے غیر محرم کو ساتھ لے کر سفر نہ کریں۔اس میں گناہ اور کئیں فتنوں کا اندیشہ ہے۔

عورت کا عدت وفات یا عدت طلاق میں نہ ہونا۔قید نہ ہونا (فتاوی عالمگیری)

مسئلہ: عورت سارے احکام میں مرد کی مانند ہے بجز اس کے کہ وہ اپنے سر کو نہ کھولے اور نہ وہ اپنے چہرہ کو ڈھانپے کیونکہ حدیث نبوی میں ہے کہ عورت کا احرام اس کے چہرہ میں ہے۔ ہاں اگر عورت نے اپنے چہرہ پر کوئی کپڑا وغیرہ لٹکایا اور اس کو چہرے سے جدا رکھا تو جائز ہے۔عورت سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے۔دستانے، جرابیں بھی اور جوتا اور موزے پہننا بھی جائز ہے۔عورت تلبیہ کہتے وقت اپنی آواز بھی بلند نہ کرے کیونکہ آواز بلند کرنے میں فتنہ کا خوف ہے اور طواف کے اندر رمل بھی نہ کرے۔اور نہ دو سبز میلوں (سبز ستونوں اور لائٹوں) کے درمیان سعی (دوڑ) کرے۔یہ چیزیں ستر عورت میں خلل کا باعث ہوں گی۔

اورعورت سر نہ منڈائے بلکہ بالوں سے (تھوڑے سے بال) کم کرے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورتوں کو سر منڈانے سے منع فرمایا۔

مسئلہ: ماہواری کو روکنے کے لئے گولیاں وغیرہ بھی کھا سکتی ہے تاکہ طواف زیارت وقت پر کر سکے اور مقرر شدہ تاریخ پر واپسی ہو سکے۔

مسئلہ: عورت مردوں کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز نہ پڑھے۔عورتیں نماز فرودگاہ (قیام گاہ) ہی میں پڑھیں۔نمازوں کے لئے جو دونوں مسجد کریم میں حاضر ہوتی ہیں جہالت ہے کہ مقصود ثواب ہے اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو میری مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب گھر میں پڑھنا ہے۔ہاں عورتیں مکہ معظّمہ میں روزانہ ایک بار رات میں طواف کر لیا کریں اور مدینہ طیبہ میں صبح و شام صلاۃ وسلام کے لئے حاضر ہوتی رہیں (بہار شریعت، حصہ ٦، ص ۱۱۱۲)۔

مسئلہ: حیض اور نفاس کی حالت میں نہ نماز پڑھے، نہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور نہ سعی کرے۔باقی تمام حج کے ارکان ادا کرے۔یعنی بحالت احرام منیٰ، عرفات، مزدلفہ جائے اور رمی جمار کرے۔

مسئلہ: مردوں کے کثرتِ ہجوم کے وقت حجر اسود کو بوسہ نہ دے صرف استلام کرے اگر جگہ مل جائے تو بوسہ دے۔

مسئلہ: عورت حیض و نفاس کی وجہ سے ایام قربانی میں طواف زیارت نہ کر سکے تو دن گزر جانے کے بعد طواف کرے۔دم لازم نہیں ہوگا کیونکہ یہ عذر عورت کی جانب سے نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو احرام باندھنے سے پہلے حیض و نفاس شروع ہو جائے تو وہ غسل کر کے

احرام باندھے مگر نفل نماز نہ پڑھے۔ البتہ تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت نے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر وہ بیمار ہوگئی یعنی حیض آ گیا تو پاک ہونے کے بعد اسی احرام میں طہارت کے ساتھ عمرہ کرے۔ اگر عمرہ نہ کر سکے اور حج کے دن آ جائیں تو وہ حج کا احرام باندھے اور حج ادا کر لے اور جو عمرہ رہ گیا تھا اسکی حج کے بعد قضاء کرے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے عمرہ قضاء کیا تھا اور یہی حکم نفاس والی عورت کا ہے۔

مسئلہ: عمرہ کا احرام باندھ لینے کے بعد عمرہ کے اعمال ادا کرنے سے پہلے اگر احرام چھوڑ دیا جائے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا تو احرام چھوڑنے اور حج کا احرام باندھنے پر دم لازم ہوگا اور عمرہ کی قضا بھی کی جائے گی (مبسوط سرخسی، ج ۴، ص ۳۶)۔

اگر عورت ماہواری میں بحالت احرام رہے، پاک ہونے پر غسل کرے اور اسی احرام میں عمرہ ادا کرے تو اس پر دم لازم نہیں ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عمرہ کا احرام چھوڑ کر حج کا احرام باندھا تھا، اس لئے انہوں نے دم دیا تھا۔

اور اگر کسی نے وقت سے پہلے عمرہ کا احرام ختم کرنے کی نیت سے حلال ہونے والے افعال شروع کر دیئے تو اس سے احرام ختم نہیں ہوگا۔ البتہ تمام ممنوعاتِ احرام کے بدلے صرف ایک دم لازم ہوگا بشرطیکہ اس کو اس بات کا علم نہ ہو کہ وقت سے پہلے احرام ختم کرنے سے احرام ختم نہیں ہوتا۔ اور جاننے کی صورت میں ہر جنایت پر اس کا کفارہ دینا ہوگا (حیات القلوب، ص ۱۲۶، عمدۃ المناسک، ص ۵۹۰)

مسئلہ: بطور احتیاط خنثیٰ مشکل (جس کا عورت یا مرد ہونا متعین نہ ہو) کا حکم بھی حج و احرام کے

تمام مسائل میں عورت جیسا ہے (حیات القلوب، ص۹۹)۔

وَالْخُنْثٰی فِیْہِ کَالْاُنْثٰی (لباب المناسک، ص۹۶، المنسک الکبیر، ص۹۵)۔ اور خنثٰی (ہیجڑہ) احرام باندھنے میں عورت کی طرح ہے۔ (جو مسائل اور شرطیں) عورت کے لئے ہیں یعنی جو حج کی ادائیگی میں ضروری ہیں وہی خنثٰی مشکل کے لئے ہیں (واللہ اعلم)۔

نابالغ بچوں کا حج

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقام روحاء میں تھے کہ ایک عورت اپنے بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لائی اور پوچھا کیا اس کا بھی حج ہے؟۔ آپ نے فرمایا، ہاں اور اسکا ثواب تم کو بھی ملے گا (مشکوۃ المصابیح)۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے اپنے ساتھ لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں حج کیا اس وقت میری عمر سات سال کی تھی (بخاری) البتہ بچے کا یہ حج فرض ادا نہیں ہوگا اس لئے کہ جب وہ بالغ ہوگا اس وقت اس پر حج فرض ہوگا اور دوبارہ فرض حج کی نیت سے ادا کرنا ہوگا۔ اگر بچہ بہت چھوٹا ہے عقل اور تمیز نہیں رکھتا تو بچے کے ارکان حج اس کا ولی ادا کرے گا۔ اور وہ بچے کو ان تمام باتوں کا پابند رکھے گا جو ایک بالغ محرم کے لئے ضروری ہیں۔

یہی حکم چھوٹی بچی کا بھی ہے۔ ایک بالغہ محرمہ عورت کے لئے جو باتیں ضروری ہیں وہی سب باتیں اس چھوٹی بچی کے لئے بھی ضروری ہیں۔ بچے اور بچی کو طواف کی حالت میں پاک اور صاف رکھنا چاہیے کیونکہ طواف کے لئے بھی نماز ہی کی طرح مکمل طہارت ہونی چاہیے۔ بچہ اگر ہوشیار ہے ولی کو چاہیے کہ اس کو کندھے پر سوار کر کے سعی اور طواف کرا دے۔ لیکن

یاد رہے کہ یہ صرف بچے کا طواف وسعی ہوگا۔ ولی کو اپنے لئے الگ کرنا ہوگا۔ اگر ناسمجھ چھوٹے بچے کا ولی اپنے طواف کی نیت کے ساتھ بچہ کی طرف سے نیت کرے پھر بچے کو ساتھ اٹھا کر طواف کرے تو اس طرح ایک ہی طواف سے دونوں کا طواف ہو جائے گے۔ اسی طرح دیگر افعال (وقوف عرفات، سعی اور رمی) میں بچہ کی نیت کرے اور اپنے ناسمجھ بچے کی طرف سے اس کا ولی احرام باندھے۔ اور لڑکے کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار دیئے جائیں اور تہبند اور چادر اسکو پہنا دی جائے مگر بالغ سمجھدار بچہ احرام خود باندھے اور افعال حج خود ادا کرے۔

باب پنجم مواقیت حج

خانہ کعبہ تین دائروں میں محیط ہے (۱) دائرہ مسجد حرام (۲) دائرہ حرم۔ اور اس سے مراد حدود حرم ہے (۳) دائرہ میقات۔ اس تیسرے دائرے (میقات) سے آگے مکہ میں داخل ہونے والے کے لئے احرام کا باندھنا ضروری۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۔ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجّ (سورہ بقرہ ۱۸۹)۔ ترجمہ: وہ تم سے نئے چاند کا پوچھتے ہیں۔ تم فرما دو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے۔

میقات کی دو قسمیں

مواقیت میقات کی جمع ہے جس کا معنی وقت مقرر، مکان معین ہے۔ اور میقاتِ حج کی دو قسمیں ہیں: میقات زمانی اور میقات مکانی۔

(۱) میقات زمانی حج کے مہینے ہیں یعنی شوال، ذوالقعدہ، اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ ۔ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (سورہ بقرہ ۱۹۷)۔ترجمہ: حج کے چند مہینے معلوم ہیں۔ پس جو نیت کرے(احرام باندھ لے) ان میں حج کی تو اسے جائز نہیں ہے کہ وہ بے حیائی کی بات کرے، اور نہ جدال و نافرمانی کرے اور نہ جھگڑا کرے حج کے دنوں میں۔یعنی ان مہینوں میں حج کا احرام باندھ سکتا ہے۔ان سے قبل حج کا احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔

(۲) میقاتِ مکانی وہ مقامات ہیں جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے خواہ وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرے یا نہ کرے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا يُجَاوِزُ اَحَدُ الْمِيْقَاتَ اِلَّا مُحْرِمًا (الھدایہ)۔ترجمہ: کوئی شخص احرام کے بغیر میقات سے نہ گزرے۔اس لئے کہ احرام کا وجوب اس بقعہ شریفہ کی تعظیم کیلئے ہے لہٰذا اس میں حج و عمرہ کرنے والے اور ان کے علاوہ سب برابر ہوں گے(ھدایہ)۔اور ایک قول کے مطابق قتال کے ارادہ سے مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر بغیر احرام کے داخل ہوئے تھے(عنایہ)۔

حدود میقاتِ مکانی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذُوالْحُلَيْفَةَ (نیا نام بئر علی)، شام والوں کے لئے جُحْفَةَ، نجد والوں کے لئے قَرْنُ الْمَنَازِلِ اور یمن والوں کے لئے يَلَمْلَمْ میقات مقرر فرمایا۔یہ میقات اِن ملکوں کے باشندوں کے لئے بھی ہیں اور ان کے لئے بھی جو ان کے باشندے نہ ہوں مگر ان پر سے حج و عمرہ کے ارادہ سے گزرتے ہوں۔اور پھر جو ان میقاتوں کے اندر کا باشندہ ہو تو اس کا احرام

اپنے گھر سے حتی کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندھیں (مسلم)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔راوی کہتے ہیں کہ میرے گمان میں انہوں یہ حدیث مرفوعاً بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل مدینہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالخلیفہ ہے اور دوسرا راستہ جحفہ ہے اور اہل عراق کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے۔اہل نجد کے لیے قرن المنازل ہے اور اہل یمن کے لئے یلملم ہے (مسلم،نسائی)۔

یلملم :اھل یمن، پاکستان،ھندوستان، بنگلہ دیش کی مقامات ہے۔یلملم کا دوسرا نام سعدیہ ہے۔

خیال رہے پاکستانی اور ہندوستانی مسلمان جب بحری جہازوں میں سفر کریں تب یلملم یا اس کے محاذات سے احرام باندھیں اور اگر ہوائی جہاز سے سفر کرے تو پاکستانی کراچی سے اور ہندوستانی بمبئ سے احرام باندھیں گے۔

حدیث میں العقیق کو بھی میقات میں شمار کیا گیا ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر اہل عراق عقیق سے احرام باندھیں تو یہ ان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مشرق کے لئے عقیق مقرر فرمایا۔یہ ذات عرق سے بہت دور ہے۔اس میقات کا ذکر سنن ابوداود فی المناسک، باب مواقیت اور الترمذی فی الحج، باب ماجاء فی مواقیت الاحرام میں ہے۔واللہ اعلم۔

سنت یہی ہے کہ ان ہی میقاتوں میں سے جس کے قریب یا مقابل پہنچ جائے تو احرام باندھ لے۔علماءفرماتے ہیں کہ ساتویں زمین سے لے کر ساتویں آسمان تک ان کی مواقیت کے

محاذات (برابر) شرعی میقات ہیں۔اوراگرحدودمیقات کے آنے سے قبل ہی احرام باندھ لےتو جائز ہے۔

حدودمیقات کی مختلف مسافتیں ہیں:

(۱) ذوالخلیفہ مکہ معظّمہ سے ۴۱۰ کلومیٹردور،شمال کی جانب ہے۔

(۲) جحفہ ورابغ مکہ سے ۱۸۲ کلومیٹردور،مشرق کی جانب ہے۔

(۳) قرن منازل مکہ سے ۸۰ کلومیٹردور،مشرق کی جانب ہے۔

(۴) یلملم مکہ سے ۱۳۰ کلومیٹردور،جنوب کی جانب ہے۔

(۵) ذات عرق مکہ سے ۹۰ کلومیٹردور،مشرق کی جانب ہے۔

تنعیم مکہ مکرمہ سے ۵ یا ۷ کیلومیٹردورشمال مغرب کی جانب ہے۔(تاریخ مکہ)

علامہ سیدسابق نے موجودہ پیمائش اس طرح بیان کئے ہیں

ذوالخلیفۃ: مکہ مکرمہ سے شمال میں ۴۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پرواقع ہے۔

جحفہ: مکہ مکرمہ سے شمال مغرب میں واقع ہےاوراس سے مکہ مکرمہ کا فاصلہ ۱۸۷ کلومیٹر ہے۔

جحفہ: رابغ کے قریب واقع ہے،اوررورابغ سے مکہ مکرمہ کا فاصلہ ۲۰۴ کلومیٹر ہے۔اوراس زمانہ میں مصراورشام وغیرہ کی طرف سے آنے والے حجاج کی میقات رابغ ہی ہے۔

قرن المنازل: یہ مکہ مکرمہ سے ۹۴ کلومیٹردورہے۔

یلملم: مکہ مکرمہ سے ۹۴ کلومیٹردورہے۔

ذاتِ عرق: مکہ مکرمہ سے شمال مشرق میں ۹۴ کلومیٹر کے فاصلہ پرہے۔(فقہ السنۃ ج ۱

ص ۴۵۴)

حدود میقات کے تعین کا آغاز

بعض نے کہا ہے کے میقات کا تعین فتح مکہ کے بعد ہوا ہے اس لئے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بغیر احرام کے داخل ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصیات میں سے ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ میقات کا تعین حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا ہے۔ حدود میقات سے باہر سارا عالم آفاق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

میقات سے احرام باندھ کر گزرنے کی حکمت

دراصل احرام باندھ کر میقات سے گزرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کرنا ہے چاہے ان کے حکم میں کوئی حکمت ہو یا نہ ہو۔ بعض علماء فرماتے ہیں احرام باندھ کر حرم مکہ میں داخل ہونے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تا کہ بیت اللہ کی عظمت اور حرم کی تعظیم کی جائے کیونکہ جب دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں عجز وانکساری اور ادب کے بغیر نہیں آسکتا تو وہ اللہ جل جلالہ کا دربار عام ہے۔ وہاں کے آداب ضرور ملحوظ ہونے چاہئیں (تفسیر حقانی)۔ امام ابوالحسن علی فرماتے ہیں وَلِاَنَّ وُجُوْبَ الْاِحْرَامِ لِتَعْظِيْمِ هٰذِهِ الْبُقْعَةِ الشَّرِيْفَةِ فَيَسْتَوِى فِيْهِ الْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَغَيْرُهُمَا نب (هدایه)۔ اور احرام باندھنا بقعہ شریفہ کی تعظیم کے لئے واجب ہے اور احرام باندھ کر داخل ہونے میں حج کا عمرہ کرنے والا دونوں برابر ہیں اور ان کے علاوہ بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

احرام باندھنے والوں کی قسمیں

احرام باندھنے والوں کی تین قسمیں ہیں۔(۱)اہل آفاق (میقات سے باہر رہنے والے لوگ)۔(۲) میقات حل (میقات کے اندر، حرم میں رہنے والے لوگ)۔(۳) میقات اہل حرم (مکہ شریف اور حدود حرم میں رہنے والے لوگ)۔میقاتی کے لئے احرام کی جگہ حل ہے کیونکہ وہ حل میں رہتا ہے جوحرم سے باہر ہے مکی کے احرام کی جگہ حرم ہے جیسے مکہ منی وغیرہ ہیں (حیات القلوب)۔آفاقی (باہر سے انیوالوں) کے لئے احرام باندھنے کی جگہ مواقیت ہیں جن کا بیان ہوا ہے۔

میقات سے بغیر احرام کے گزرنے پر دم لازم ہوگا

میقات مزکورہ سے بلا احرام گزرنے پر دم تب لازم آتا ہے۔جب کہ حرم مکہ کی طرف جانے کا ارادہ ہو جوحجاج کرام وزائرین مدینہ منورہ جانا چاہیں ان پر میقات سے بلا احرام گزرنے پر کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہوتا کیونکہ ان کا ارداہ حرم میں جانے کا نہیں ہے۔اگر کوئی شخص ہوائی جہاز سے صرف جدہ تک سفر کا قصد رکھتا ہو (جیسے ملازمین زیارت مدینہ منورہ کرنیوالے) تو وہ میقات سے بلا احرام گزر سکتا ہے اور اس پر کوئی دم لازم نہ ہوگا۔

امام محمد شیبانیؒ (متوفی ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں رَجُل دَخَلَ بُسْتَانَ بَنِیْ عَامِرٍ لِحَاجَةٍ فَلَهُ اَنْ یَدْخُلَ مَكَّةَ بِغَیْرِ اِحْرَامٍ وَوَقْتُهُ بُسْتَان (جامع الصغیر مع الشرح ص ۲۴۳)۔(ترجمہ): ایک مرد بستان بنی عامر (جو حل میں ہے) میں داخل ہوا تو اس پر احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ وہ حل کے رہنے والوں میں سے ہوگا اور وہی

اس کی میقات ہے۔

علامہ علاؤالدین محمد حصکفی متوفی (۱۰۷۷ھ) لکھتے ہیں، اَمَّا لَوْ قَصَدَ مَوْضِعًا مِّنَ الْحِلِّ كَخَلَيْصٍ وَجَدَّةَ حَلَّ لَهُ مُجَاوَزَتُهُ بِلَا اِحْرَامٍ (الدر المختار)۔ بحر حال اگر (باہر والا) حل (میقات وحرم کی درمیانی جگہ) میں کسی جگہ جانے کا ارادہ کر لے جیسے مقام خلیص اور جدہ اس کے لئے حلال (جائز) ہے میقات سے بلا احرام گزرنا۔

حاشیہ میں ہے لِاَنَّ وُجُوْبَ الْاِحْرَامِ عِنْدَ الْمِيْقَاتِ عَلٰى مَنْ يُّرِيْدُ دُخُوْلَ مَكَّةَ وَهٰذَا لَا يُرِيْدُ دُخُوْلَ مَكَّةَ اِنَّمَا يُرِيْدُ الْبُسْتَانَ وَلَيْسَ تِلْكَ الْبُسْتَانُ مَا يُوْجِبُ التَّعْظِيْمَ لَهَا فَلِهٰذَا لَا يَلْزَمُهُ الْاِحْرَامُ (المبسوط ج ۴ ص ۱۶۸)۔ اس لئے کہ میقات کے پاس احرام باندھنا اس کے لئے واجب ہے جو مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہے اور جو مکہ میں داخل ہونا نہیں چاہتا صرف بستان بنی عامر میں جانا چاہتا ہے اور اس بستان کی تعظیم واجب نہیں تو لہذا اس پر احرام بھی ضروری نہیں۔ علامہ سید احمد طحاوی لکھتے ہیں وَاعْلَمْ اَنَّهُ يَلْزَمُهُ لِكُلِّ مَا جَاوَزَ الْمِيْقَاتَ قَاصِدًا مَكَّةَ اِحْرَامٌ (حاشیہ الطحطاوی علی درمختار ج ۱ ص ۴۸۰)۔

(ترجمہ): جان لو کہ لازم ہے احرام باندھنا ہر اس شخص کے لئے جو مکہ جانے کا ارداہ کرنیوالا ہو۔ جو مکہ جانے کا ارادہ نہیں کرتا ہے کسی اور جگہ جانے کا ارداہ ہو تو اس پر احرام لازم نہیں ہے تو دم بھی لازم نہیں ہوگا۔ لہذا ہوائی جہاز میں سفر کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ سوار ہونے سے پہلے یا سوار ہو کر احرام باندھ لیں کیونکہ جہاز بعض مواقیت کے عین اوپر سے اور بعض محاذات سے گزر کر جاتا ہے۔ رفیق حج میں ہے کہ جو شخص مکہ المکرمہ جانے کے

لئے سفر کر رہا ہے، اسکو جدہ جا کر احرام باندھنا بے سود ہے۔ میقات سے بغیر احرام گزرنے کا دم اس پر واجب ہوگا۔ ہاں جن لوگوں کا ارادہ ہی براہ راست مکہ جانے کا نہ ہو بلکہ مدینہ، ریاض، طائف وغیرہ جانے کا ارادہ ہو، وہ بے شک بغیر احرام کے میقات سے گزر سکتے ہیں پھر جب مکہ جائیں تو جو میقات ان کے راستے میں آئے تو وہاں سے احرام باندھ لیں۔

مسئلہ: افاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا میقات سے آگے کسی ایسی جگہ جو حرم سے خارج ہے اور حل میں ہے۔ کسی ضرورت سے جانا چاہتا ہے، مکہ مکرمہ جانے اور حج اور عمرہ کرنے کی نیت نہیں ہے اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں۔ اور اس کے بعد وہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ بھی بلا احرام جا سکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔ اور اس مقام پر پہنچ کر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہوگا وہاں سے حج اور عمرہ کا ارادہ کرے تو ان کی میقات یعنی حل سے احرام باندھنا ہوگا (معلم الحجاج ص ۱۰۱)

مسئلہ: کسی ضرورت سے میقات سے بغیر احرام کے گزرنے والا حرم میں داخل ہونے سے پہلے پہلے احرام باندھ لے تو اس پر کوئی جرمانہ نہیں۔

مسئلہ: بغیر احرام کے میقات سے گزرنے والا اگر واپس میقات پر آ کر حج کا احرام باندھے تو سزا ساقط ہو جائے گی۔

باب ششم: عمرہ کا بیان

عمرہ کا معنی قصد کرنا، زیارت کرنا ہے۔ حج کے مقابلہ میں عمرہ حج اصغر ہے اور حج حج اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید، فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ (ترجمہ): اور تم اللہ تعالیٰ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ ۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (سورہ بقرہ ۱۵۸)۔(ترجمہ): بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو حج کرے یا عمرہ کرے تو کچھ حرج نہیں اسے کہ چکر لگائے ان دونوں کے درمیان (یعنی صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا (بخاری ومسلم)(ترجمہ): یعنی ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کی مدت کے درمیان سرزد ہونے والے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے۔

ملا رحمت اللہ نے اپنی منسک کبیر میں لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین عمرے ایک حج کے برابر ہیں۔ اور ایک روایت میں دو عمروں کو حج کے برابر فرمایا گیا ہے۔ اور یہ رمضان کے علاوہ کئے جانے والے عمروں کے متعلق ہے۔ رمضان میں کیا جانے والا تو ایک عمرہ بھی حج کی مانند ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: عمرہ کا سب سے افضل وقت ماہ رمضان ہے چاہے دن میں ہو یا رات میں۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان میں کیا جانے والا عمرہ حج کے برابر ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ کئے ہوئے حج کے برابر ہے (بخاری، حیات القلوب)۔

مسئلہ: مختار و صحیح قول کے مطابق احناف کے نزدیک عمر میں ایک مرتبہ عمرہ ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

امام عبیداللہ مسعود فرماتے ہیں وَالْعُمْرَةُ سُنَّةٌ وَهِيَ الطَّوَافُ وسَعْيٌ وَجَازَتْ فِيْ كُلِّ السَّنَةِ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ وَّاَرْبَعَةِ اَيَّامٍ بَعْدَهَا (النقایہ مختصر الوقایہ)۔(ترجمہ): اور عمرہ سنت ہے اور یہ عمرہ خانہ کعبہ کا طواف کرنا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے۔اور مکروہ ہے عمرہ ادا کرنا حج کے دن اور اس کے بعد چار دنوں میں۔نویں ذی الحجہ، دسویں ذی الحجہ، گیارہویں ذی الحجہ، بارھویں ذی الحجہ، تیرھویں ذی الجہ کے ان پانچ دنوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔باقی جب چاہے عمرہ کرسکتا ہے۔اور عمرہ میں تیسری چیز سر کے بالوں کو منڈوانا یا کتروانہ ہے۔

بعض علماء نے واجب بھی کہا ہے۔بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ان کے نزدیک عمر بھر میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا حج کی طرح فرض ہے۔ایک سے زیادہ چاروں اماموں کے نزدیک بالاتفاق مستحب ہے۔

امام ابوحنفیہ اور امام شافعی و احمد رحمہما اللہ کے نزدیک ایک سال میں ہمت وطاقت کے مطابق کئی عمرے کرنے بھی مستحب ہیں۔مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک ہے سال میں ایک سے زیادہ عمرے کرنا مکروہ ہے۔

عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ

حج ومناسک کی تمام فقہ کی کتابوں میں عمرہ کا ذکر حج افراد کے بعد کیا گیا ہے۔چونکہ پاک وھند اور بنگلادیش وغیرہ کے مسلمان زیادہ ترحج تمتع کرتے ہیں اس لئے حج تمتع کی ادائیگی کی ترتیب کے مطابق عمرہ کا بیان حج سے قبل کیا جارہا ہے۔

عمرہ کے فرائض وواجبات

(۱) عمرہ میں احرام باندھنا شرط (۲) طواف رکن (فرض) (۳) سعی (۴) حلق وقصر دونوں واجب ہے۔ عمرہ کی سنتیں اور اداب وہی ہیں جو حج کے ہیں۔

نقشہ افعال عمرہ

	افعال	نوعیت حکم
۱	احرام	شرط (واجب)
۲	طواف	فرض (رکن
	طواف میں رمل واضطباع	سنت
۳	سعی	واجب
۴	حلق یا قصر	واجب

(۱) احرام باندھنا

احرام کی چادریں باندھنے سے قبل ناخن کترائے خط بنوائے، موئے بغل وزیرناف دور کرے۔ مرد سلے ہوئے کپڑے، موزے اور جوتے اتارے۔ غسل یا وضو کرے، مگر غسل کرنا افضل ہے ایک نئی یا دھلی پرانی چادر اوپر اوڑھے اور ایسا ہی ایک تہبند باندھے۔ ان چادروں کی کوئی مقدار معین نہیں ہے۔ جس قدر پوری آجائیں۔ عورتوں کا احرام ان کے سلے ہوئے کپڑے ہیں۔ احرام کی حالت میں عورتوں کو نقاب ڈالنا منع ہے۔ بعض حج وعمرہ کرنے والے احرام باندھنے کے بعد فوراً چادر اپنی دائیں بغل کے نیچے کر کے دونوں پہلو بائیں مونڈھے پر ڈال دیتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے، بلکہ اس طرح اوڑھنا طواف کے وقت

ہے۔ بعد میں بحالت نماز ایسا کرنا مکروہ ہے۔ حائض اور نفاس والی عورت احرام باندھنے سے قبل طہارت حاصل کرنے کے لئے غسل کرے اگرچہ حالت حیض ونفاس میں ہو۔ احرام باندھنے والا تیل خوشبودار اور خوشبو لگا سکتا ہے احرام باندھنے کے بعد نہیں لا سکے گا۔

عمرہ کی نیت

احرام کی چادریں باندھنے کے بعد دو رکعت نفل سر ڈھانپ کر پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیرتے ہی سر سے چادر اتار دے اور یوں نیت کرے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْهَا وَبَارِكْ لِیْ فِیْهَا وَنَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ (ترجمہ): اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں تو اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو مجھ سے قبول فرما اور اس پر میری مدد فرما اور میں نے اس کا احرام باندھا اللہ کے لئے۔ نیت صرف دل سے کر لینا کافی ہے اور اگر صرف زبان سے نیت کی دل حاضر نہیں تھا۔ دھیان کہیں اور پڑھا ہوا تھا تو اس نیت کا کوئی اعتبار نہیں دل وزبان دونوں سے نیت افضل ہے (حیات القلوب)۔

تلبیہ پڑھنا

دعا اور نیت کے بعد بآواز بلند (مرد) تلبیہ تین مرتبہ پڑھے اور تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ (مشکوۃ)۔ (ترجمہ): میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں۔ نہیں ہے تیرا کوئی شریک میں حاضر ہوں، بے شک تعریف تیرے لئے ہے اور

نعمتیں تیری دی ہوئی ہیں اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔(صحاح ستہ)(۔خیال رہے کہ اَلنِّعْمَةُ کو اَلنَّعْمَةُ نون کے زبر سے بھی پڑھا جاتا ہے)۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ لَبَّيْكَ (مسلم، حصن حصین)۔(ترجمہ): حاضر ہوں میں اے اللہ حاضر ہوں، حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور ساری بھلائی تیرے قبضے میں ہے حاضر ہوں اور (میری) رغبت تیری جانب ہے اور عمل (تیرے لئے ہے)، میں حاضر ہوں۔

درود شریف

اور تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھے اور دعا مانگے۔اور سب سے افضل وہ درود پاک ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَنَاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

تلبیہ کی فضیلت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا حج افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ جس میں تلبیہ بلند آواز سے پڑھا جائے اور قربانی کی جائے (ترمذی)۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا جب کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس کے دائیں بائیں درخت اور پتھر اور کنکر تلبیہ کہتے ہیں حتی

کی زمین یہاں سے وہاں تک طے ہوجاتی ہے (ترمذی)۔مشرق ومغرب تک ہر چیز تلبیہ کہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ (سورہ بنی اسرائیل ۴۴)۔(ترجمہ): کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان نہ کرتی ہو۔لیکن تم لوگ ان کے پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں۔

یہ تلبیہ بلانے والے کا جواب ہے اس میں اختلاف ہے کہ بلانے والا (داعی) اور کون ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔چنانچہ جیسا کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ يَدۡعُوۡكُمۡ لِيَغۡفِرَ لَكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ (سورہ ابراہیم ۱۰)،(ترجمہ): پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا تمہیں بلاتا ہے تاکہ بخش دے تمہارے لئے (تمہارے گناہ)۔اور بقول بعض داعی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ السَّيِّدَ بَنٰى دَارًا وَاتَّخَذَ فِيۡهَا مَادُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا (ترجمہ): اور بیشک ایک سردار نے گھر بنایا اور ایک بلانے والا بھیجا تو اس میں آپ نے اپنے آپ کو داعی فرمایا اور بقول بعض حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کیا اور حکم ہوا کہ لوگوں کو حج کے لئے بلاؤ آپ جبل ابوقبیس پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا جان لو کہ حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ گھر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بنایا ہے۔لوگوں تم آؤ اس گھر کا طواف اور حج کرو۔اللہ تعالیٰ نے یہ ندا (آواز) لوگوں کے کانوں تک پہنچادی یہاں تک باپوں کی پشتوں اور ماؤں کی رحموں میں جو تھے انہوں نے سن لیا۔اور بعض نے ایک بار جواب میں لبیک (میں حاضر ہوں) کو کہا، بعض نے دو بار لبیک لبیک کہا

بعض نے دو بار سے زیادہ لبیک کہا تو لبیک کی تعداد کے مطابق حج کریں گے۔(کو رمیری شرح مختصر وقایہ فارسی ص ۱۵۶) معلوم ہوا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے جو لبیک کہتے ہیں یہ بنانے والے کے بلاوے کا جواب دیتے ہیں۔

ممنوعات احرام

احرام باندھنے کے بعد محرم پر بہت سے کاموں کے کرنے سے روکا ہے جن کو ممنوعات احرام کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حج کے مہینوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ فَمَنۡ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ وَلَا جِدَالَ فِى الۡحَجِّ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ۔ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَيۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰى وَاتَّقُوۡنِ يٰٓاُولِى الۡاَلۡبَابِ (بقرہ ۱۹۷)۔(ترجمہ): حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے جو ان میں حج کی نیت کرے تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت تک اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔ رفث جماع کی باتیں فسوق نافرمانی کی باتیں۔ جدال جھکرے کی باتیں مراد ہیں جن کے ارتکاب سے روکا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا تَقۡتُلُوا الصَّيۡدَ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ (سورہ مائدہ ۹۵)۔(ترجمہ): احرام کی حالت میں شکار قتل نہ کرو۔

اہل علم کا اجماع ہے کہ محرم کے لئے جائز نہیں وہ اپنے عورت منکوحہ کو بوسہ دے اور نہ اس کو حواہشات سے چھوئے اور جس نے ان کاموں کا ارتکاب کیا اس پر دم دینا واجب قرار دیتے

ہیں۔(تاویلات اھل السنۃ)۔

محرم کون سے کپڑے نہ پہنے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے سوال کیا محرم کیا پہنے آپ نے فرمایا وہ قمیص نہ پہنے اور پگڑی نہ باندھے اور نہ شلوار نہ پہنے اور نہ ٹوپی پہنے اور نہ ایسا کپڑا پہنے جس کو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ہو۔پس اگر اسکو جوتے (چپل) نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے اور انکو کاٹ لے حتی کہ وہ ٹخنوں کے نیچے ہو جائیں(بخاری کتاب العلم)۔

ورس ایک قسم کی گھاس تل کی مانند ہے جس سے رنگائی کا کام لیتے ہیں۔

ٹخنوں سے وہ ہڈی مراد ہے جو پنڈلی کی ہڈی کے نیچے اور قدم کے جوڑ پر ہوتی ہے مگر بعض علماء کے احناف نے ٹخنوں سے مراد تسمہ باندھے کی ہڈی مراد لی ہے۔تحقیق یہ ہے کہ کعبین سے مراد ٹخنے ہیں جو قدم کی دونوں جانبوں میں دوا بھری ہوئی بڈیوں کی صورت میں ہیں(نعمت الباری ج ا ص ۵۰۲)۔

لہٰذا دونوں پاؤں کے ٹخنوں کو نہیں ڈھانپنا چاہیۓ۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ ہشام بن عبداللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے حج کے بارے میں روایت کیا کہ کعب سے مرادا بھری ہوئی وسط قدم کی ہڈی ہے۔علماءفقہاءفرماتے ہیں اِنَّ ذٰلِكَ وَهْمٌ مِّنْ هِشَامٍ فِيْ نَقْلِهٖ عَنْ مُحَمَّدٍ لِاَنَّ مُحَمَّدًا قَالَ ذٰلِكَ فِيْ مَسْئَلَةِ الْوُضُوْءِ۔(البنایہ ج ۴ ص ۸۳)۔(ترجمہ): بیشک یہ ہشام کو حضرت امام محمد سے مسئلہ نقل کرنے میں وہم ہوا ہے اس لئے کہ امام محمد نے یہ مسئلہ وضوء میں بیان کیا۔

حضرت عائشہؓ نے احرام کی حالت میں کسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عورت احرام کی حالت میں اپنے ہونٹ نہ چھپائے اور نہ اپنے منہ پر برقعہ ڈالے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں ورس یا زعفران لگی ہو اور حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ کسم کو خوشبو نہیں سمجھتا اور حضرت عائشہؓ عورت کے لئے احرام کی حالت میں زیور، کالا اور گلابی کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں (پہن سکتی ہے) اور ابراہیم نے کہا محرمہ احرام کی حالت میں کپڑے بدل سکتی ہے (بخاری کتاب الحج)۔

☆ اپنا یا دوسرے کے ناخن کاٹنا یا اپنے ناخن کتروانا

☆ سر سے پاوں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا، اور سر منڈوانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ (ترجمہ): اور تم اپنے سروں کو مت منڈواؤ۔ (بقرہ ۱۹۶)

☆ منہ یا سر کو کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا

☆ خوشبو بالوں یا بدن یا کپڑوں میں لگانا

☆ زیتون کا تیل یا تل کا تیل اگرچہ خوشبودار نہ ہو بالوں میں یا بدن پر لگانا

☆ خوشبودار پھل سنگھنا ☆ جوں مارنا اور نہ شکار کرنا۔

کرتا، شلوار، قباء، جبہ اور ہر وہ (چیز) پہننا جسے بدن کے اعضاء کی شکل پر سیا گیا ہو یا بنایا گیا ہو۔

سر و چہرے کو چھپانا اس لئے نہ وہ ٹوپی پہنے اور نہ پگڑی باندھے۔

اپنی داڑھی تراشنا اور اپنے بدن کے بالوں سے کوئی شے دور کرنا جیسے بھی ہو۔

زعفران یا زرد رنگا ہوا کپڑا پہننا۔ اگر دھلا ہوا ہو اور اس سے خوشبو نہ آئے پھر پہننا درست ہے۔

☆اور بحالت احرام طواف وسعی حجرِ اسود یا غلاف کعبہ پر لگی ہوئی خوشبو سے بچنا۔ ان کاموں کے ارتکاب سے دم لازم ہوگا۔

مباحات احرام

غسل خانہ میں داخل ہونا۔ غسل کرنا (بغیر صابن کے) محرم گھر۔ محمل (پالان) کا سایہ حاصل کرنا، کمر میں رقم کی تھیلی باندھنا۔ نمازوں کے بعد بکثرت تبلیہ پڑھنا جب بلندی پر چڑھے یا نشیب میں اترے سواروں سے ملاقات کرے تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا۔

داڑھی کے لمبے بالوں تک چادر اوڑھنا جائز ہے۔ داڑھی کے یہ لمبے بال چہرے کے حد میں داخل نہیں اور چہرہ کو ڈھانکنا اور سر کو ڈھانکنا منع ہے (شرح مناسک)۔ سر اور چہرے کے علاوہ تمام بدن کو کپڑے سے ڈھانکنا جائز ہے مثلاً چادر اور لحاف کا اوڑھنا اس طرح جائز ہے کہ سر اور منہ کھلے رہیں (شرح مناسک)۔ سونے کے وقت چادر یا لحاف سے پیر کو چھپانا جائز اور درست ہے (شرح مناسک)۔ سونے یا لیٹنے کی حالت میں قمیص کرتہ، قبا، شیروانی صرف سینہ و پیٹ پر رکھ لیا تو یہ درست ہے۔ یعنی اوپر رکھنا درست ہے، پہننے کی طرح پہننا جائز نہیں (شرح مناسک)۔ حالت احرام میں کان کا چھپانا درست ہے۔ اسی طرح گردن کا (شرح مناسک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ حج، ص ۱۴۸)

حرم شریف کی فضیلت

حرم شریف کی بڑی فضیلت ہے اس لئے کہ ارض حرم ہے اسی لئے یہاں کسی کو قتل کرنا ہتھیار

اٹھانا، شکار کھیلنا، خودرو درختوں کو اور سبز گھاس کو کاٹنا اکھاڑنا اپنے جانوروں کو اختیار سے چرانا ممنوع ہے۔(حیات القلوب مفہوم)۔حرم اَمن کی جگہ ہے۔وہاں بے چین کو سکون حاصل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ آمِنًا (سورہ ال عمران)(ترجمہ): جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورہ قصص ایت ۵۷) ترجمہ: کیا ہم نے بسا نہیں دیا انہیں حرم (مکہ) میں جو امن والا ہے کھینچے چلے آتے ہیں اسکی طرف ہر قسم کے پھل ۔یہ رزق ہماری طرف سے ہے لیکن ان کی اکثریت نہیں جانتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا (سورہ نمل ۹۱) (ترجمہ): مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں، جس نے اس کو عزت والا بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۔(سورہ قریش)۔(ترجمہ): تو انہیں چاہیے کہ اس گھر کے رب کی بندگی کریں۔جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں بڑے خوف سے آمان بخشا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (سورہ عنکبوت ۶۷)۔(ترجمہ): کیا انہوں نے (غورے) نہیں دیکھا کہ ہم نے بنادیا ہے حرم کو امن والا حالانکہ اچک لیا جاتا ہے لوگوں کو ان کے آس پاس سے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (سورہ حج

ایت ۲۵)،(ترجمہ): اور جو آدمی اس شہر (حرم) میں زیادتی کرتے ہوئے بے دینی کا ارادہ کرے تو ہم اسے دردناک عذاب چھکائیں گے۔

دیکھا نہیں کہ جب اصحاب فیل بے حرمتی کے ارادے سے مکہ معظّمہ آئے تھے۔ تو اللہ نے ان کو نیست و نابود کر دیا تھا۔

حضرت مجاھد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک لاکھ افراد نے حج کیا تھا، جب انصاب (نشان) حرم کے پاس پہنچتے تو اپنے جوتوں کو اتار لیتے، پھر ننگے پاؤں حرم میں داخل ہوتے (سبل الھدی والرشاد ص ۲۱۳ ج۱)۔ تعظیم حرم کی خاطر ایسا کیا کرتے تھے۔

حدود حرم

حدود مکہ کے چاروہ طرف متعین ہے کسی طرف کم کسی طرف زیادہ فاصلہ ہے اسی لئے اس حدود کی مسافتوں میں مختلف روایتیں ملتی ہے۔ اور حدود کی مسافتیں اس طرح بیان کی ہیں:

(۱) مکہ مکرمہ کیٔ شمال کی طرف سے حرم کا فاصلہ۔ تنعیم سے مکہ مکرمہ ۶ کلومیٹر

(۲) جنوب میں اضاۃ سے مکہ مکرمہ ۱۲ کلومیٹر

(۳) مشرق میں جعرانہ سے مکہ مکرمہ ۱۶ کلومیٹر

(۴) شمال مشرقی جانب وادی نخلہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ۱۴ کلومیٹر

(۵) مغرب کی جانب الشمیسی (جس کا قدیم نام حدیبیہ ہے) سے مکہ مکرمہ کے درمیان ۱۵ کلومیٹر۔ (عمدۃ المناسک بحوالہ فقہ السنۃ)۔

حرم میں داخلہ کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر یہ دعا پڑھتے تھے،

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (مسند احمد)۔ (ترجمہ): اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے ملک اسی کا ہے اور تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مسجد حرام میں داخل ہونا

جب مسجد حرام میں داخل ہو تو باب السلام (باب الفتح) سے ہوتے ہوئے، اپنا دایاں پاؤں اندر رکھے۔ اور یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ترجمہ: اللہ کے نام سے اور سلام ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور کھول میرے لئے اپنے رحمت کے دروازے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ ترجمہ: اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

بیت اللہ کو دیکھ کر دعا کرنا

دخول مسجد کے بعد زائر کی مشتاق نگاہ کعبہ کو تلاش کرتی ہیں جب خانہ کعبہ پر نگاہ پڑتی ہے تو دل میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ اور انکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں۔ جو تکلیفیں دیدار کعبہ کو حاصل کرنے کے لئے اٹھائی تھیں وہ سب بھول جاتی ہیں یہ دعا کا وقت ہوتا ہے۔ قبولیت کی امید سے دعا کرنا چاہئے۔ کہ اے اللہ ایمان و جان و اولاد کی سلامتی عطاء فرما۔ اپنے فضل و کرم بغیر حساب و کتاب کے جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرما۔ جب ایام حج شروع ہوتے ہیں اس گھر کو دیکھنے کا شوق زیادہ تر ہونے لگتا ہے۔

اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ لوگوں کے دلوں کو اس گھر کی طرف مائل کر دے۔ان کے دلوں میں یہاں آنے کی محبت پیدا فرما دے۔اور یہی وجہ ہے کے بندوں کے دلوں میں ہر وقت دیدار کعبۃ اللہ کا شوق ہوتا ہے اور اسی کے تصور میں مشتاق دل گم ہو جاتے ہیں۔وَذٰلِكَ لِاَنَّ الشَّوْقَ اِلٰى رُؤْيَةِ الْبَيْتِ دَلِيْلٌ عَلَى الشَّوْقِ لِرُؤْيَةِ رَبِّ الْبَيْتِ جَلَّ وَعَلَا فَهٰؤُلَاءِ الْمُشْتَاقُوْنَ ذٰهِبُوْنَ لِرُؤْيَةِ رَبِّهِمْ وَلٰكِنَّ لَيْسُوْا حَاصِلًا فَيَتَسَلُّوْنَ عَنْ رُؤْيَةِ رَبِّ الْبَيْتِ اِلٰى اَنْتَ حَقَّ لَهُمْ رُؤْيَةَ الْمَوْلٰى جَلَّ وَعَلَاءِ فِيْ مَوْعِدِهَا الْمَضْرُوْبِ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ،(سورۃ القیامۃ ۲۳،رحلۃ الحج ص ۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (سورہ بقرہ ۱۶۵)،(ترجمہ):اور جو ایمان لائے وہ اللہ کی محبت میں سخت ہیں۔اور اہل ایمان کی محبت کو سورہ توبہ کی ایت ۲۴ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

امام احمد محب الدین طبری (متوفی ۶۹۵ھ) یہاں لکھتے ہیں کہ جان لینا چاہئے کہ جس قدر ممکن ہو زائر خانہ کعبہ کے دیدار کے وقت انتہائی خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرے۔یہی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی عبادت ہے کیونکہ خانہ کعبہ کی زیارت رب البیت کی یاد دلاتی ہے اور اس کا شوق پیدا کرتی ہے۔اور بیان کیا گیا ہے،ایک عورت مکہ میں داخل ہوئی تو اس نے (جذبہ محبت میں) کہنا شروع کر دیا،میرے رب کا گھر کہاں ہے؟ کہا گیا۔اب تم اس کو دیکھ لوگی۔تو جب خانہ کعبہ سامنے ظاہر ہوا تو لوگوں نے کہا،یہ تیرے رب کا گھر ہے۔اس کی طرف پھر گئی اور دیکھا اور اپنی پیشانی (ماتھے) کو دیوار کعبہ پر ڈال دیا پھر اس

سے وہ اٹھ نہ سکی یہاں تک اس کی روح پرواز کرگئی (رحم اللہ علیہا)۔ ہر محبت کرنیوالے کا یہی حال ہوتا ہے کوئی تو محبوب حقیقی کے گھر کو دیکھ کر جان دیتا ہے، کوئی ہر وقت تکتا رہ جاتا ہے۔

کیونکہ یہ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات کا مرکز ہے۔اسی لئے محبوب حقیقی سے محبت کرنیوالے اطراف عالم سے کس جذبہ،شوق اور محبت میں دیکھنے آتے ہیں۔

بہرحال محرم جب خانہ کعبہ کو دیکھے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ سے سواء کوئی معبود لائق عبادت نہیں ہے) پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر جب بیت اللہ کو دیکھتے تو یہ کہتے بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ کے نام سے اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے)۔

ابن جریج سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام جب خانہ کعبہ کو دیکھتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر یوں فرماتے اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَتَعْظِیْمًا (سنن بیہقی)۔(ترجمہ): اے اللہ اس گھر کی بزرگی اور عظمت میں اضافہ فرما۔

اس میں اختلاف ہے کہ دیدار کعبہ شریف کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لے یا بغیر ہاتھ اٹھائے بعض نے لکھا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور بعض نے لکھا ہے بغیر ہاتھ اٹھائے دعا کرے مولانا رحمۃ اللہ سندھی فرماتے ہیں وَلَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ عِنْدَ رُؤْیَۃِ الْبَیْتِ وَقِیْلَ یَرْفَعُ (لباب المناسک ص ۱۰۳)۔(ترجمہ): اور اس میں تطبیق یوں دی جاتی ہے کہ پہلی مرتبہ جب خانہ کعبہ کو دیکھے تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اس کے بعد جب بھی دیدار کعبہ سے مشرف ہو تو بغیر ہاتھ اٹھائے دعائیں کرے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما دیدار بیت اللہ کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ

السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ (بیہقی، کتاب الاذکار)۔

،(ترجمہ): اے اللہ تیرا نام سلام ہے تیرے ہی طرف سے سلامتی ہے پس تو ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔اور یہ دعا بھی مانگے

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ وَمِنَ الدَّيْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضَيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۔(ترجمہ): اے اللہ میں اس گھر کے رب کی پناہ مانگتا ہوں کفر، قرض محتاجی سے اور سینہ کی تنگی اور عذاب قبر سے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے بچا۔

باب ہفتم (۲) طوافِ خانہ کعبہ

طواف خانہ کعبہ بڑی اہم فضیلت والی عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (سورہ بقرہ ۱۲۵)(ترجمہ): کہ میرا گھر پاک رکھو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (سورہ حج)(ترجمہ): اور چاہے کے وہ قدیم گھر کا طواف کریں۔طواف کے معنی کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کے ہیں اور یہاں خانہ کعبہ کے چاروں طرف عبادت کی نیت سے سات مرتبہ گھومنے کا نام طواف ہے۔اس آیت میں طواف کعبہ کا حکم مطلق دیا گیا ہے اس میں وضو کی قید نہیں ہے۔ اس لئے آیت سے وضو کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔اور کتاب اللہ پر خبر واحد کے ذریعہ

کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہیں، اور طواف میں طہارت خبر واحد سے ثابت ہے اس لئے طہارت واجب قرار پائے گئی۔(مبسوط سرخسی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

(ترجمہ): اور صاف ستھرا رکھنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا:

دھن او پاک نصیباں والے جہڑے اتول جاون

کرن طواف مبارک اس دا شرف زیارت پاون

سر ننگے تے پیروں وہنے ونج طواف کریندے

جیوں کہ عاشق معشوقاں دے درتیں پھیریاں پاندے

اقسام طواف

(۱) طواف قدوم (لقاء) یہ طواف قدوم افاقی مفرد اور قارن کیلے سنت ہے اور عمرہ کرنیوالے متمتع اور مکی کیلے سنت نہیں ہے (لباب مناسک) (۲) طواف زیارت (۳) طواف وداع (۴) طواف عمرہ (۵) طواف تحیہ (۶) طواف نفل (۷) طواف نزر ومنت۔آخری طواف کی تین قسموں کا حج وعمرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے نیز ان کا کوئی وقت مقرر بھی نہیں ہے۔اور اسی طرح طواف میں دعائیں کوئی خاص مقرر نہیں ہیں جو یاد ہوں وہ پڑھ لے۔

طواف کے سات چکروں میں پڑھی جانے والی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرے اور دوران طواف کے (یہ کاعات تسبیحات) پڑھے۔

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ (ابن ماجہ ص ۲۴۰)۔(ترجمہ): اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور اس (تیسرا کلمہ) کے سواء اور کوئی بات نہ کرے (کوئی دعا نہ پڑھے) تو اس کے دس گناہ مٹا دئے جائیں گے اور اسکے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اسکے درجے بلند ہوں گے اور جو شخص طواف کرے اور ساتھ باتیں بھی کرے (یعنی انہی کلمات کو پڑھے) تو رحمت میں اپنے دونوں پاؤں سے ایسے گھس جائے گا جیسے پانی میں پاؤں گھس جاتا ہے (مشکوۃ بحوالہ ابن ماجہ)۔

دوران طواف نظر کہاں رکھے

آداب طواف بہت سے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ دوران طواف سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا مستحب ہے۔ بیت اللہ کی طرف یا کسی اور طرف نظر کرنا خلاف استحباب ہے وَيَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يُجَاوِزَ بَصَرُهٗ مَحَلَّ مَشْيِهٖ كَالْمُصَلِّيْ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهٗ مَحَلَّ سُجُوْدِهٖ لِاَنَّهٗ اَلْاَدَبُ الَّذِيْ يَحْصُلُ بِهٖ كَاجْتِمَاعِ الْقَلْبِ (غنیۃ الناسک، ص ۱۲۳)۔ ترجمہ: یعنی حجر اسود کے استلام کے علاوہ دوران طواف بیت اللہ شریف کی طرف منہ اور سینہ کرنا منع ہے (معلم الحجاج، ص ۱۳۸)۔

عمدۃ الفقہ میں ہے کہ ہمارے فقہاء کے نزدیک طواف میں چلنے کی حالت میں بیت اللہ

شریف کی طرف منہ کرنا جائز نہیں ہے۔پس جب حجر اسود یا رکن یمانی کے استلام کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرے تو اپنے دونوں قدم اپنی جگہ پر قائم رکھنے چاہئیے (عمدۃ الفقہ،ص ۱۷۲)(۲) اور ہاتھ اٹھا کر دعائیں بھی نہ کریں۔علامہ علی قاری فرماتے ہیں اَمَا تَرَی اَنَّہٗ ﷺ دَعَا فِی الطَّوَافِ وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ حِیْنَئِذٍ (مناسک ص ۱۲۸)۔ (ترجمہ): کیا تم نہیں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف میں دعا کی اور اس وقت اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھائے۔طواف میں نہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور نہ دائیں بائیں دیکھے۔ استلام حجر اسود کے وقت سینہ کعبہ کی طرف کرسکتا ہے۔

حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہوئے سنا اِنَّ مَسْحَھُمَا یَحُطُّ الْخَطَایَا ۔ترجمہ: کہ ان دونوں (پتھروں) کو چھونا گناہوں کو مٹاتا ہے (ابن حذیمہ، کتاب المناسک)۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے حجر اسود کے استلام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ کو حجر اسود کو چھونے کے بعد ہاتھ کو چوم لیتے تھے۔حجر اسود کو چھونے کے بعد ہاتھوں کو بوسہ دینا۔ (بخاری کتاب الحج باب جواز الطواف علی بعیرہ)

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا طواف کرتے وقت جو چھڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی اس سے حجر اسود کا استلام کرتے اور پھر چھڑی کو چوم لیتے (مسلم)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حجر اسود کا استلام کرتے تو بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرماتے

(طبرانی)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی رکن کے پاس آتے تو کسی چیز (چھڑی) سے اس کی طرف اشارہ کرتے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتی اور اللہ اکبر پڑھتے (بخاری کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے طواف کے لئے تشریف لاتے تو حجر اسود کا استلام کرتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (مسند احمد)۔

استلام کا معنی ہے حجر اسود کو بوسہ دینا یا چھونا اور ہاتھ پھیرنا۔ اور استلام کے وقت دونوں ہاتھ مونڈوں تک اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں کا رخ حجر اسود کی طرف ہو۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور درود شریف پڑھے۔بعض نے کہا ہے کہ صرف پہلی مرتبہ دونوں ہاتھ مونڈوں تک اٹھائے ہر طواف کے آغاز میں استلام کے وقت ہاتھوں کو کانون کی لو تک نہ اٹھائے (مناسک ملاعلی قاری،ص ۱۳۳)۔

مسئلہ: اگر حجر اسود کو بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے استلام کر کے ہاتھ کو چوم لے۔اگر ہاتھ کی رسائی نہ ہو سکے تو دور سے اشارہ کر کے ہاتھ کو بوسہ دے دے۔

مسئلہ: اگر کسی چیز سے بھی حجر اسود کو مس کرنے پر قادر نہ ہو تو اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کرے اور یوں خیال کرے کی یہ دونوں ہتھیلیاں گو یا حجر اسود پر رکھی ہیں۔ ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف اور پشت اپنے چہرہ کی طرف ہو اور حجر اسود کی طرف اشارہ کرے پھر ان دونوں ہتھیلیوں کو چوم لے (فتح القدیر ج ۲)۔مسلئہ: حجر اسود کا بوسہ صرف

طواف کے دوران دینا سنت ہے بغیر طواف کے سنت نہیں ہے۔ (حاشیہ مناسک نووی

۲۶۶) مسئلہ: حجر اسود کا استلام سنت ہے اور مسلمان کو اذیت دینا حرام ہے اس لئے بچنا واجب ہے (ھدایہ)۔

کیا استلام حجر اسود کے ہر موقع پر ہاتھ اٹھانا چاہئے

علامہ مجد الدین محمد فروز ابادی لکھتے ہیں چوں برابر حجر اسود رسید استلام کرد در وقت استلام حجر اسود رفع یدین نہ کرد وافتتاح تکبیر نہ کرد چنانچہ جھال میکند (شرح سفر السعادت ص ۳۴) کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر حجر اسود کے برابر پہنچ گے استلام کیا اور بوقت استلام رفع یدین نہ کیا اور نہ تکبیر افتتاح پڑھی جیسے جہلاء کرتے ہیں۔ لیکن در فقہ حنفیہ اٗمدہ کہ در طواف ابتداء حجر اسود کند و مستقبل او بایستد وتکبیر گوید و تھلیل کند ورفع یدین کند (شرح سفر السعادت ص ۳۴۰)۔

امام ابراہیم نخعیؒ لکھتے ہیں کہ (رفع یدین) صرف سات موقعوں پر کیا جائے گا جن میں سے ایک حجر اسود کے استلام کا وقت ہے (طحاوی)۔ (علاء السنن ج ۱۰ ص ۶۷)۔

مسئلہ۔ علماء کو اس مسئلہ میں تردد پیش آیا ہے کہ حجر اسود کے مقابلہ میں صرف پہلی مرتبہ تکبیر کہنے کے وقت پاتھ اٹھائے جائیں یا ہر چکر میں اٹھائے جائیں۔ علامہ محقق ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ درست یہ ہے کہ صرف پہلے چکر کے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اور ملا رحمت اللہ نے اپنی منسک کبیر میں ایسے اثار نقل کئے ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ہر چکر میں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اور ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ کبھی ہاتھ اٹھالے کبھی نہ اٹھائے تاکہ دونوں پر عمل ہو جائے۔ (حیات القلوب اردو ص ۱۵۹)۔

کیا استلام ہر چکر کے آغاز میں ہے

وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا مَرَّ اِنِ اسْتَطَاعَ لِاَنَّ اَشْوَاطَ الطَّوَافِ كَرَكَعَاتِ الصَّلٰوةِ۔ كَمَا يُفْتَتَحُ كُلُّ رَكْعَةٍ بِالتَّكْبِيْرِ يُفْتَتَحُ كُلُّ شَوْطٍ بِاِسْتِلَامِ الْحَجَرِ۔ وَاِن لَّمْ يَسْتَطِعْ اِسْتِلَامَ الْحَجَرِ اِسْتَقْبَلَ وَ كَبَّرَ وَهَلَّلَ (هدايه)

۔ترجمہ: اور اگر قدرت ہو تو جب بھی گزرے تو حجر اسود کو چومے اس لئے کہ طواف کے چکر نماز کی رکعتوں کی مانند ہیں۔ پس جس طرح ہر رکعت کا آغاز تکبیر کے ساتھ کیا جاتا ہے اسی طرح ہر چکر کا آغاز استلام حجر سے کرے اور اگر استلام کی قدرت نہ ہو تو حجر اسود کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ میں حجر اسود کا استلام کرتے ہی تلبیہ کہنا بند کر دیتے (ترمذی)

رکن یمانی کا استلام

پھر جب رکن یمانی پر آئے تو اس کا استلام کرے اگر ہاتھ سے استلام کرنے کا موقع مل جائے تو بہتر ہے ورنہ دور سے اشارہ کرنا مسنون نہیں (عمدۃ المناسک)۔

علامہ محمد بن امین عمر عبد العزیز بن عابدین شام متوفی ۱۲۵۳ھ لکھتے ہیں کہ رکن یمانی کی تعظیم سے مراد یہ ہے کہ اس کو ہتھیلیوں سے مس کرے اور چھوئے یا صرف سیدھے ہاتھ سے مس کرے، البتہ اس کو بوسا نہ دے اور نہ اس پر سجدہ کرے (ردالمختار ج ۳ ص ۴۵۳) بعض علماء کہتے ہیں رکن یمانی کا استلام بھی اسی طرح سنت ہے جس طرح حجر اسود کا ہے۔ جیسا کہ

(فتاوی نعیمیہ ج ۳ ص ۴۰۲) پر یہ مسلہ بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں: نزد بعض تقبیل رکن یمانی نیز مستحب است۔ (شرح سفر سعادت ص ۳۴۴) ۔کہ بعض علماء کے نزدیک رکن یمانی کو بوسہ دینا بھی مستحب ہے۔

(سنن ابوداود کتاب المناسک) ۔دارقطنی میں ہے كَانَ يُقَبِّلُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ

(ترجمہ): کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکن یمانی کو بوسہ دیا کرتے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا کرتے تھے۔ (عین الھدایہ ج ۱ ص ۱۲۵۵)

طواف میں اضطباع کرنا

اور طواف میں اپنی چادر کو دائیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دے۔ اور دائیاں کندھا ننگا رکھے۔ یہ اضطباع طواف کے سات چکروں میں سنت ہے۔ اور ہر وقت اضطباع احرام میں جائز نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کوئی چیز نہ ہو۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلی فی الثوب الواحد)

تین چکروں میں رمل کرنا

تین چکروں میں ریل کرے اور باقی میں اپنی ہست پر چلے اور رمل میں ی ہداینے چلنے میں دونوں کو اس طرح حرکت دے جس طرح دونوں صفوں کے درمیان لڑنے والا اکثر کر چلتا ہے اور اضطباع کے ساتھ کرے تا کہ دایاں کندھا کھلا ہے خبرت کا اعجاز۔ رمل کا سبب مشرکین کے سامنے دلیرانہ قوت کا اظہار کرنا تھا جب کے عمرہ قضاء کے موقع پر لینا ہے۔

انہوں نے کہا تھا کہ ان مسلمانوں کو مدینہ جیسہ کے بخار نے کمزور کر ڈلا ہے۔ (ھدایہ) فتح مکہ کے بعد کفار مکہ میں نہیں رہے لیکن یادگار کے طور پر رمل کا حکم باقی رہا۔ ثم باقی الحکم بعد زوال السبب فی زمن النبی وبعدہ (ترجمہ): پھر سب زائل ہونے کے بعد بھی حکم باقی رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانہ میں بھی اس کے بعد بھی۔

اور طواف کے پہلے تینوں چکروں میں رمل (شانوں کو حرکت دینا اور اکڑ کر چلنا) کرنا سنت ہے جب بھی موقع ملے۔ رمل کرے۔ اور اگر بھیڑ کی وجہ سے رمل نہ کر سکے تو بغیر رمل کے طواف پورا کرے۔

طریقہ طواف اور دعائیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف آئے تو مسجد حرام میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ فرمایا اور پھر داہنی طرف چل دیئے پھر تین چکر میں رمل کیا اور چار چکروں میں بغیر رمل کئے چلے پھر مقام ابراہیم کے پاس آئے، اور یہ آیت تلاوت فرمائی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (ترجمہ): کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔ پھر آپ نے یہاں دو رکعت نماز پڑھی پھر حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے (ترمزی)۔ اگر تمام طواف میں دعا واذکار نہ پڑھے اور خاموش رہے تو کوئی خرج نہیں۔ طواف ہو جائے گا۔ مگر دوران طواف معصورہ اور غیر معصورہ اذکار اور دعائیں پڑھنا خاموشی سے بہتر ہے۔ لیکن پڑھنے کے دوران اتنے بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہئے کہ دوسرے طواف کرنے والوں کو تکلیف ہو۔ اور طریقہ طواف یہ ہے کہ پھر بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرف کھڑا ہو کر داہنا مونڈھا حجر اسود کے اس کنارہ

کے مقابل ہو جو رکن یمانی کی طرف ہے اور سارہ حجر اسود اسکے داہنی طرف رہے (زبدہ)۔ پھر حجر اسود کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ مونڈوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسا کہ نماز کے لئے تکبیر کہتے ہیں (بدائع ،ھدایہ)۔ کہ رفع یدین کے وقت دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف ہوں۔

اور طواف کی نیت یوں کرے، اے اللہ میں تیرے عزت والے گھر کے طواف کی نیت کرتا ہوں سوتو اس کو میرے لئے آسان کر دے اور مجھ سے عمرہ کے طواف کے سات چکروں کو قبول فرما۔

و یرفع یدیہ عند التکبیر ای مقابلا للحجر حذاء منکبیہ او اذنیہ (مناسک ملا علی قاری، ص ۱۳۰)۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھائے۔ یعنی حجر اسود کے سامنے اپنے دونوں مونڈوں یا دونوں کانوں تک۔

حجر اسود کا بعض کے نزدیک صرف پہلی مرتبہ ہاتھ کو کانوں کی لو تک اٹھا کر استلام کرے۔ اور باقی پھیروں میں ہاتھ نہ اٹھائے۔ بہر حال حجر اسود کے سامنے پہنچ کر کہے بِسْمِ اللّٰہِ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ (مناسک ملا علی قاری)۔ ترجمہ: اللہ ہی کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ بڑا ہے نہیں ہے کوئی معبود اس کے سواء اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اور درود و سلام اللہ تعالیٰ کے رسول پر ہوں۔

پہلے چکر کی دعا

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (ترجمہ): کوئی معبود نہیں

سوائے تیرے پاک ہے تو بے شک میں خطاء کاروں سے ہوں۔

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

(ابن ماجہ، ص ۳۴۰)۔(ترجمہ): اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔

جب ملتزم کے سامنے آئے یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَالْحَرَمُ حَرَمُكَ وَالْاَمْنُ اَمْنُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ ۔ اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى غَائِبَةٍ بِخَيْرٍ ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(ترجمہ): اے اللہ عزوجل! یہ گھر تیرا گھر ہے اور حرم تیرا حرم ہے اور امن تیری ہی امن ہے اور جہنم سے تیری پناہ مانگنے والے کی یہ جگہ ہے۔ تو مجھ کو جہنم سے پناہ دے۔ اے اللہ! جو تو نے مجھ کو دیا مجھے اس پر قانع کر دے اور میرے لئے اس میں برکت دے اور ہر غائب پر خیر کے ساتھ تو خلیفہ ہو جا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لئے ملک ہے، اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان کی دعا

حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان یہ دعا پڑھے، اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّيْ بِخَيْرٍ (حصن حصین)۔(ترجمہ): اے اللہ جو کچھ

مجھے روزی دی ہے اس پر مجھکو قناعت عطا کر اور میرے لیے اس میں برکت دے اور میری غائب چیز پر خیر و خوبی کے ساتھ خلیفہ و نگہبان ہو۔

اور جب رکن عراقی کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّكِّ وَ الشِّرْكِ وَ الشِّقَاقِ وَ النِّفَاقِ وَ سُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَ سُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَ الْاَھْلِ وَ الْوَلَدِ

(ترجمہ): اے اللہ عزوجل! میں تیری پناہ مانگتا ہوں شک اور شرک اور اختلاف و نفاق سے اور مال و اہل و اولاد میں واپس ہو کر بری بات دیکھنے سے۔

اور جب میزاب رحمت کے پاس آئے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَ لَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُكَ وَ اَسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ شَرْبَةً ھَنِیْٓئَةً لَّا اَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا۔

(ترجمہ): الٰہی! تو مجھ کو اپنے عرش کے سایہ میں رکھ، جس دن تیرے سایہ کو سوا کوئی سایہ نہیں اور تیری ذات کے سوا کوئی باقی نہیں اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض سے مجھے خوش گوار پانی پلا کہ اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔

اور جب رکن شامی کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ سَعْیًا مَّشْكُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

(ترجمہ):اے اللہ عزوجل !تو اس کو حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ کو بخش دے اور اس کی وہ تجارت کر دے جو ہلاک نہ ہو،اے سینوں کی باتیں جاننے والے مجھ کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکال ۔(بہار شریعت وغیرہ)

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان

اس جگہ کو مستجاب کہتے ہیں ۔یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں ۔اس لئے یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۔رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ابن ماجہ،ص ٢٤٠)

۔ترجمہ:اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں گناہوں کی معافی اور دنیا وآخرت میں بھلائی اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے رر روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار (ابوداود)(ترجمہ):اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور اخرت میں بھی بھلائی دے اا ور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

رکن یمانی کا ہاتھوں سے استلام کرے(چھوئے)۔اگر موقع نہ ملے تو اشارہ کرنا درست نہیں ہے اور نہ اشارہ کر کے ہاتھ کو چومنا ہے۔

حجر اسود کے سامنے پہنچ کر بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (مناسک) کہہ کر استلام کرے اور طواف شروع کرے۔

دوسرے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَاقَةِ وَمَوْقَفِ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

۔ اے اللہ کفر سے اور فقر وفاقہ سے دنیا اور آخرت کی رسوائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ

(ابن ماجہ، ص ۳۴۰)۔ (ترجمہ): اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (ترجمہ): اے اللہ تجھ سے میں سوال کرتا ہوں گناہوں کی معافی اور دنیا اور آخرت کی عافیت کا۔ اے رب ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عطاء فرما۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حجر اسود کے سامنے پہنچ کر بِسْمِ اللہِ، اَللہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ (مناسک) کہہ کر استلام کرے اور طواف شروع کرے۔

تیسرے چکر کی دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (سورہ بقرہ

۲۸۶)(ترجمہ):اے اللہ ہمیں نہ پکڑا گرہم بھولیں یا خطا کریں اے پ، ارے رب
۔اور ہم پر بھاری بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا۔ اے رب ہمارے اور ہم
پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں قوت نہیں۔ اور ہمیں معاف فرمادے اور ہم پر
رحم کر تو ہمارا مولا ہے۔ تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ
اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہ (ابن ماجہ، ص ۳۴۰)۔ (ترجمہ):
اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ
بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے

،اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالاٰخِرَۃِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی
الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ص ۲۰۱)(ترجمہ):
اے اللہ تجھ سے میں سوال کرتا ہوں گناہوں کی معافی اور دنیا اور آخرت کی عافیت کا۔ اے
رب ہمی ں دنیا و آخرت کی بھلائی عطاء فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔
حجر اسود کے سامنے پہنچ کر بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
علیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ (مناسک) کہہ کر استلام کرے اور طواف شروع کرے۔

چوتھے چکر کی دعا

رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَۃً اِنَّكَ اَنْتَ
الْوَھَّابُ۔ رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ لاَ یُخْلِفُ
الْمِیْعَادَ (سورہ ال عمران ۸)(ترجمہ): اے ہمارے رب مت ٹیڑھے کر ہمارے دل

بعداس کے تو نے ہمیں ھدایت دی اور ہمیں عطا فرما اپنے پاس سے رحمت بے شک تو ہی سب کچھ بہت زیادہ دینے والا ہے۔اے رب ہمارے بے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن کے لئے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ابن ماجہ، ص ۳۴۰)۔(ترجمہ): اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔(ترجمہ):اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت طلب کرتا ہوں۔اے رب دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوذخ کی آگ سے بچا۔

حجر اسود کے سامنے پہنچ کر بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ (مناسک) کہہ کر استلام کرے اور طواف شروع کرے۔

پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (فضائل درود

۲۸ بحوالہ فضل الصلوٰۃ علی النبی)۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه (ابن ماجہ، ص ۳۴۰)۔ (ترجمہ): اللہ پاک ہے اور ساری خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبے والا عظمت والا ہے۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (بقرہ ۲۰۱)۔

حجر اسود کے سامنے پہنچ کر بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ (مناسک) کہہ کر استلام کرے اور طواف شروع کرے۔

چھٹے چکر کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (سورہ اعراف ۲۳)، (ترجمہ): اے رب ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان میں ہوئے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه (ابن ماجہ، ص ۳۴۰)۔ (ترجمہ): اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (بقرہ ۲۰۱)۔(ترجمہ): اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوذخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔

حجر اسود کے سامنے پہنچ کر بِسْمِ اللہِ، اَللہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علیٰ رَسُوْلِ اللہِ (مناسک) کہہ کر استلام کرے اور طواف شروع کرے۔

ساتویں چکر کی دعا

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ (سورہ ابراہیم ۴۱)(ترجمہ): اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور میری اولاد کو۔ اے ہمارے رب اور ہماری دعائیں سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب ہوگا۔

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔ (سورہ بنی اسرائیل ایت نمبر ۲۴)۔
(ترجمہ): اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے میری بچپن میں پرورش کی۔

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَاءَتْ

مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا (سورہ فرقان ۶۵،۶۶)، (ترجمہ): اے ہمارے پروردگار! ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھنا کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے بیشک جہنم بہت ہی برا ٹھکانا اور بہت ہی بری جگہ ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ جْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورہ فرقان ۷۴)، (ترجمہ): اے ہمارے رب! ہمیں بیویوں اور اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقی لوگوں کا امام بنادے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۵۹۔۱۰) (ترجمہ): اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور اہل ایمان کے بارے میں ہمارے دلوں میں کسی قسم کا کینہ نہ انے دے اے ہمارے رب تو بڑا ہی شفیق اور مہرباں ہے (سورہ حشر ایت نمبر ۱۰)۔

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۶۶۔۸) (ترجمہ): اے ہمارے رب ہمارا نور اخر تک باقی رکھنا اور ہمیں بخش دینا۔ تو یقینا ہر چیز پر قادر ہے (سورہ التحریم ایت نمبر ۸)۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ابن ماجہ، ص ۳۴۰)۔ (ترجمہ): اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (بقرہ ۱۰۲) (ترجمہ): اے اللہ بے شک میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی و آرام چاہتا ہوں ۔ اے ہمارے رب دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حجر اسود کے سامنے پہنچ کر بِسۡمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ (مناسک) کہہ کر استلام کرے۔ طواف کے پھیرے سات ہوتے ہیں اور حجر اسود کا استلام آٹھ۔ چکر پورے ہو رہے ہیں۔ الحمد اللہ۔

طواف کے بعد پہلے ملتزم دیوار کعبہ سے چمٹے اور وہاں دعا مانگے۔ پھر نماز طواف پڑھئے۔ بعض نے نماز کے بعد ملتزم پر دعا مانگنا لکھا ہے۔

دو رکعت نماز واجب الطواف

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰھِیۡمَ مُصَلًّی (سورہ بقرہ)۔ ترجمہ: اور مقام ابراھیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

اکثر احناف کے نزدیک یہ نماز واجب ہے۔ چنانچہ صاحب شرح وقایہ لکھتے ہیں ثم شفعا یجب بعد کل اسبوع عند المقام او غیرہ من المسجد (شرح وقایہ، ج ا، ص ۳۳۱)۔ پھر دو رکعت ہر سات چکروں کے مقام کے پاس پڑھنا واجب ہے یا مسجد میں کسی اور جگہ۔

علامہ عبدالغنی فرماتے ہیں وَهِيَ وَاجِبَةٌ لِكُلِّ أُسْبُوعٍ وَلاَ تُصَلِّي إِلاَّ فِي وَقْتٍ مُبَاحٍ (اللباب، ج ا،ص ١٧٠)۔اور یہ نماز واجب ہے ہر سات چکروں پر اور یہ نماز مباح وقت ہی میں پڑھی جائے۔

امام مظفرالدین احمد ساعاتی حنفی (متوفی ٦٩٤ھ) ل کھتے ہیں۔نو جبھا،ہم اس نماز کو واجب قرار دیتے ہیں (مجمع البحرین ص ٢٢٥)۔علامہ زین الدین ابن نجیمؒ (متوفی ٩٧٠ھ) ارشاد فرماتے ہیں، واما صلوۃ رکعتی الطواف بعد کل اسبوع فواجب علی الصحیح (بحر الرائق ج ٢ ص ٥٨٠)۔اور بہر حال نماز طواف کی دو رکعتیں ہر سات چکروں کے بعد جو پڑھی جاتی ہیں تو صحیح قول کے مطابق واجب نماز طواف ہے دو رکعت نماز طوف کے واجب کی دلیل یہ آیت شریفہ ہے۔اللہ فرماتا ہے، وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى، نیز اس پر ہمیشگی کرنا بھی وجوب کی دلیل ہے (واللہ اعلم)۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں یہ دو رکعتیں احناف کے نزدیک واجب ہیں اور ہر طواف کے بعد پڑھنی چاہیے کیونکہ اسکے بارے میں صراحتاً حکم آچکا ہے امام شافعی کے نزدیک یہ دو رکعت سنت ہیں (اشعۃ اللمعات)۔

علامہ محمد ھاشم سندھی تحریر فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم کے نزدیک دو رکعت نماز طواف کی نیت کرے۔یا دو رکعت واجب الطواف کہے نیت میں سنت طواف نہ کہے لیکن اگر کسی نے نیت کی تو جائز ہے (حیات القلوب ص ١٦٧)۔سنت نہ کہے تو پھر نفل بدرجہ اولی نہیں کہنا چاہئے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خانؒ (متوفی ١٣٩١ھ) فرماتے ہیں ہر طواف کے بعد دو نفل پڑھے جاتے ہیں یہ نفل اسی جگہ (مقام) پر پڑھنا سنت ہے (مراۃ المناجیح ج ٤ ص ١١٠)۔

صاحب فتح الملہم لکھتے ہیں اس کے بارے میں تین قول ہیں۔ان میں سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ دونوں رکعتیں سنت ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں رکعتیں واجب ہیں تیرا قول یہ ہے اگر طواف واجب ہے تو دو رکعتیں واجب ہیں ورنہ سنت اور یہ برابر ہے کہ دونوں واجب ہوں یا سنت تو ان دونوں کے ترک کرنے سے اس کا طواف باطل نہیں ہوگا (فتح الملہم ج ۳ص ۲۷۹) ان دونوں رکعتوں کے نفل لکھنے اور بولنے سے بھی مراد واجب ہے کیونکہ انکا پڑھنا ضروری ہے۔

(۱) طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز طواف واجب (مونڈھے ڈھانک کر) پڑھے۔پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے اور یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْٓ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَاَرْضِیْ مِنَ الْمَعِیْشَۃِ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔(مناسک ملاعلی قاری فتاوی رضویہ) (ترجمہ): الٰہی تو میرا چھپا اور ظاہر سب جانتا ہے،تو میرا عذر قبول فرما اور میری حاجت تجھے معلوم ہے،تو میری مراد دے اور جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے،تو میرے گناہ بخش دے،الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ ایمان جو میرے دل میں پیوست ہو جائے،اور سچا یقین کہ میں جانوں کہ مجھے وہی ملے گا جو تو نے میرے لیے لکھ دیا ہے اور میں اس معاش پر راضی ہوں جو تو نے مجھے نصیب کی ہے اے سب مہربانوں سے بڑھ کر

مہربان۔

مقام ملتزم پر دعا مانگے

(۲) پھر مقام ملتزم (خانہ کعبہ کی دیوار کا وہ حصہ جو خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان ہے) کے پاس آکر یہ دعا مانگے

یَاوَاجِدُ یَامَاجِدُ لَا تَزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ۔ (ترجمہ): اے قدرت والے، اے عزت والے مجھ سے زائل نہ کر جو نعمت تو نے مجھے بخشی ہے (۳) پھر آب زمزم پیئے (۴) پھر استلام حجر اسود کرے (۵) پھر صفا کی جانب جائے اور صفا اور مروہ کی سعی کرے۔۔ (لباب المناسک ص ۱۰۶)۔

بعض نے لکھا ہے کہ طواف کے بعد (۱) ملتزم پر آئے (۲) پھر دو رکعت طواف پڑھے (۳) پھر زمزم پر آکر پانی پیئے (۴) پھر لوٹ کر حجر اسود کو بوسہ دے پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کرے۔ (عین الھدایہ ج ا ص ۱۲۵۸)۔

مسئلہ: دوران طواف اگر وضو نہ رہے تو دوبارہ وضو کرے جو طواف کے چکر رہ گئے وہ پورے کرے نماز جنازہ آجائے نماز کی اقامت ہو تو نماز میں شریک جائے بعد میں طواف کے باقی پھیرے پورے کرے۔

آب زمزم پینے کا طریقہ اور دعا

زمزم کعبہ کے پاس ایک کنواں ہے اور غیر مُنْصَرِف ہے مَاءٌ زَمْزَمُ کا معنی ہے بہت پانی۔ زمزم میں باندھنے کا معنی بھی ہے۔ حضرت ھاجرہ نے چاروں طرف سے مٹی گھیر کر پانی کے بہاؤ کو باندھ دیا تھا۔ اَب زمزم کو صرف زمزم بھی کہا جاتا ہے شق صدر کی حدیث میں ہے

فَرَجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَہٗ بِمَاءِ زَمْزَمْ (بخاری کتاب الحج حدیث ۱۶۳۶ باب ماجاء زمزم) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جبریل آمین نے میرا سینہ میں شگاف کیا پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم ہے جو کہ بھوکے لئے کھانا اور بیمار کے لئے شفا ہے (طبرانی)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زمزم کا پانی مکہ سے مدینہ لے جایا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لے جایا کرتے تھے (ترمذی)۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ (ابن ابی شیبہ)، آب زمزم جس غرض سے پیا جائے وہ حاصل ہوتی ہے۔

علامہ محمد تمر تاشی متوفی ۱۰۰۶ھ تنویر الابصار میں لکھتے ہیں ثم شرب من ماء زمزم پھر وہ زمزم کا پانی پیئے۔ اس کی شرح میں علامہ محمد علاوہ الدین ابن حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ فرماتے ہیں ای قائما مستقبلا القبلۃ یعنی کھڑے ہو کر منہ قبلہ کی جانب کئے ہوئے پئے (ردالمختار ج ۳ ص ۵۴۹) زمزم اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل آمین نے نکالا تھا حضرت ھاجرہ اور اسمائیل کے پینے کے لئے اور یہ ان کی برکت سے ساری دنیا کے اہل ایمان زمزم پیتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی وجہ سے نعمتیں ملتی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زمزم پلایا فَشَرِبَ وَھُوَ قَائِمٌ سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا (بخاری حدیث ۱۶۳۷) اس حدیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ زمزم اور وضوء کا پانی

شرع میں کھڑے ہوکر پینے کا حکم ہے اور لوگوں نے دو پانی اپنی طرف سے لگائے ہیں ایک سبیل کا دوسرا جھوٹا پانی اور دونوں جھوٹے (الملنو ظ ج ۴ ص ۶)۔ زمزم کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے ضروری نہیں اور نہ عمرہ حج کے فرائض میں سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواز کے طور پر کھڑے ہوکر زمزم پیا تھا یا جگہ کی تنگی اور کیچڑ کی وجہ سے۔ بعض نے لکھا کہ اب زمزم کھڑے ہوکر پینا سنت ہے۔ (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۲۹)

آب زمزم پیتے وقت قبلہ رو ہوکر کھڑے ہوکر یہ دعا پڑھے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ عِلۡمًا نَّافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنۡ كُلِّ دَاءٍ۔ (فتح باب العنایہ شرح النقایۃ ج ۱ ص ۶۷۰)

(ترجمہ): اے اللہ میں تجھ سے فائدہ مند علم اور کشادہ رزق اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔

اور آب زمزم پینے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنَا عِلۡمًا نَّافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنۡ كُلِّ دَاءٍ (حصن حصین)۔ (ترجمہ): اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والا علم اور رزق میں کشادگی اور ہر بیماری سے شفاء طلب کرتا ہوں۔

سعی سے قبل استلام حجر اسود

حجر اسود کے سامنے آکر بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكۡبَرُ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ پڑھیے۔ پھر حجر اسود کا استلام کر کے صفا کی طرف سعی کے لئے جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتوں کے بعد حجر اسود کا استلام کیا تھا اور پھر آپ باب صفا کی طرف تشریف لے گئے تھے (ترمذی)۔ یعنی نماز طواف اور سعی کے درمیان استلام کیا تھا۔

باب ہشتم (۳) صفامروہ کی سعی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ باب الصفا سے صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے۔ اور جب صفا پہاڑی کے قریب پہنچے تو یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ میں سعی کی ابتدا اسی پہاڑی سے کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور ابتداء فرمایا ہے

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ ۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (سورہ بقرہ ۱۵۸)۔ ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا كُتِبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيُ فَاسْعَوْا (فتح القدیر) (ترجمہ): تم پر سعی لکھ دی گئی لہٰذا تم سعی کرو۔

سعی عمرہ کے لئے واجب ہے۔ اور نیت سنت ہے اور سعی کی نیت یوں کرے۔ اے اللہ میں صفا مروہ کے درمیان سعی کے سات چکروں کی نیت کرتا ہوں محض تیری رضا کے لئے پس تو میرے لئے اسے آسان کر دے اور مجھ سے قبول فرما۔

صفا پر دعا و ذکر

پھر جب صفا پر چڑھ جائے تو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے تین بار کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے اور نبی ﷺ پر درود بھیجے۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور اللہ

تعالیٰ سے اپنی حاجت کے لئے دعا مانگے۔(ھدایہ)

اور یہ دعا پڑھے، لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ،(ترجمہ):اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے بادشاہی ہے اور تعریف اس کے لئے ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے خاص بندے کی مدد کی تنہا سب جھتوں کو شکست دی۔

اب سعی شروع کرے، لوگوں کو دیکھا دیکھی سعی میں اضطباع نہ کرے۔ پھر ذکر کرتا ہوا صفا سے مروہ کی جانب چلے تھوڑی دور چل کر وہ ہرے نشان آجائیں گے جس کو کتابوں میں میلین اخضرین (دوسبز نشان) لکھا گیا ہے۔ اب وہاں نہ کوئی ستون ہے اور نہ کوئی پتھر ہے۔ اب تو صرف ہرے رنگ کی ٹیوب لائٹ کی پٹی دیواروں اور چھت پر نظر آئے گی۔ یہ ٹیوب لائٹ کی ہری پٹی دو جگہ چھت پر ہیں، ان دونوں جگھوں کے درمیان۔ یہاں پر صرف مردوں کو جب یہ کچھ فاصلہ پر رہ جائے تو دوڑ کر چلے یہ حکم مردوں کے لئے ہے نہ کہ عورتوں کے لئے۔

اور یہ دعا پڑھے، رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ (حصن حصین)۔(ترجمہ): اے میرے رب میرے قصور معاف فرما مجھ پر رحم فرما بے شک تو بڑی عزت اور بزرگی والا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب صفا و مروہ کے درمیان کندھے ہلا ہلا کر چلتے یہ دعا کرتے،

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔(برائع الصنایع)۔اور اے اللہ مجھے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا عامل بنا دے اور ان کی ملت پر مجھے موت دے اور مجھے عذاب قبر سے بچا لے۔

مروہ پر دعا وذکر کرنا

اور اسی طرح مروہ پر چڑھکر تکبیر، حمد وثنا، درود پڑھے اور دعا بھی مانگے اور صفا، مروہ کے درمیان سات چکر پورے کرے۔صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے۔

مسئلہ سعی کے ساتوں چکر مسلسل اور پے در پے کرنا سنت ہے اگر کوئی ساتواں چکر ایک ساتھ پورے نہ کر سکے تو مختلف اوقات میں ایک ایک یا دو دو کر کے بھی پورا کر سکتا ہے۔

مسئلہ اگر پوری سعی یا سعی کے اکثر چکر بلا عذر ترک کر دیئے تو دم واجب ہوگا مگر عمرہ اور حج ہو جائے گا اگر بال منڈوانے کے ساتھ وہ احرام سے حلال ہو چکا ہے اور اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ گیا تو (حرم میں) دم بھیجنے سے تلافی ہو جائے گی (عمدۃ الفقہ)۔صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا رکن ہے اور صفا کو اس لئے صفا کہتے ہیں کہ حضرت آدم صفی اللہ اس کے اوپر بیٹھے تھے اور مروہ اس لئے نام ہے کہ اس پر ایک عورت بیٹھی تھی مراد حضرت حوا ہیں (درمختار) بعض نے اس کے اور وجوہ بھی بیان کئے ہے (واللہ اعلم)۔

سعی کے بعد کی نماز

سعی کے اختتام پر دو رکعت نماز نفل پڑھنا مستحب ہے۔وَنُدِبَ خَتْمُهٗ بِرَكْعَتَيْنِ فِی الْمَسْجِدِ كَخَتْمِ الطَّوَافِ (درمختار) چوں فارغ از سعی مستحب است کہ ادا کند دو رکعت نماز را و افضل ان است کہ ادا کند انہارا بر مروہ بلکہ در مسجد حرام متابعۃ للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حیات

القلوب ص ۱۶۷ مناسک ملاعلی قاری ص ۱۸۱) خلاصہ یہ ہے کہ سعی کے بعد دو رکعت نماز نفل مسجد میں پڑھنا مستحب ہے۔

(۴) حلق وقصر سر کے بالوں کا منڈوانا اور کتروانا

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ** (سورۃ بقرۃ آیت ۱۹۹) (ترجمہ): اور مت اپنے سروں کو منڈاو یہاں تک کہ قربانی اپنے حلال ہونے کی جگہ (حرم میں) پہنچ جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ثُمَّ الْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ** (سورۃ حج آیت ۲۹) (ترجمہ): پھر چاہئے کہ وہ اپنی میل کو دور کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ** (سورۃ فتح آیت ۲۷)
(ترجمہ): منڈاتے ہوئے اپنے سروں کو اور کتراتے ہوئے جب صفاومروہ کی سعی کے ساتوں چکر پورے ہوجائیں تو پھر یا تو سر کے سارے بال منڈوالے یا کتروالے کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔ اور عورت اپنے سر کے تھوڑے سے بال نیچے سے کتر ڈالے۔ اب احرام کے کپڑے اتار دے، کیونکہ اب عمرہ پورا ہو گیا اور عمرہ کے بعد طواف وداع نہیں ہے۔

حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر کے بال منڈوانے سے منع فرمایا ہے (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زنانہ مردوں اور مردنما عورتوں پر لعنت فرمائی ہے ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کے ہمشکل بنتے ہیں اور تم پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی ہمشکل بنتی ہیں (ریاض

الصالحین) یعنی ایک دوسرے کی مشابہت کرتے

مسئلہ: سعی سے قبل حلق وقصر کرنے سے دم لازم ہوگا (حیات القلوب)۔

مسئلہ: تمام امور ادا کرنے کے بعد حلال ہونے کے وقت محرم ایک دوسرے کا حلق وقصر کر سکتے ہیں (حیات القلوب)

ازواج مطہرات کا عمل مبارک جواز کی دلیل نہیں ہے

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات سر کے لمبے بال کاٹ دیتی تھیں یہاں تک کہ وہ صرف کندھوں کے برابر رہ جاتے تھے صاحب شرح مسلم لکھتیں ہیں کہ عرب میں عورتوں کے بال زینت سمجھے جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے ازواج لمبے بال رکھنے کی کیا ضرورت ہے اس لئے انہوں نے بالوں کو کٹوا دیا لیکن آج کل عورتیں زینت کے حصول کے لئے اور فیشن کے مطابق اپنے بال مردوں کی طرح گدی تک کٹوا ڈالتی ہیں اس عمل کے لئے اس حدیث کو حجت نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ یہاں پر سبب مشترک نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات ترک زینت کے لئے بال کٹواتی تھیں حصول زینت کے لئے (بال کٹواتی ہیں)(شرح مسلم جلد ا باب غسل جنابت السراج الوھاج جلد ا ص ۱۰۲)

عمرہ کے مکروہ ایام: سال کے پانچ دنوں میں (۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳) ذی الحجہ کو عمرہ کرنا جائز نہیں۔ باقی دنوں میں جب چاہے عمرہ کرے۔ یہ حکم حج کرنیوالے کے لئے ہے۔ غیر حاجی کے لئے عمرہ کرنا ان دنوں میں بھی درست ہے۔ عمرہ کی کثرت مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے، البتہ طواف کثرت سے کرنا عمرہ کی کثرت کے مقابلہ میں افضل ہے (حیات القلوب فی

زیارۃ المحبوب)۔

مسئلہ: عمرہ کرنے سے حج فرض ہونے کی دوشرطیں ہیں (۱) ایام حج میں عمرہ کرے (۲) حج کی ادائیگی تک حکومت کی طرف سے ٹھہرنے کی اجازت ہواور حج کے مصارف بھی ہوں۔

مسئلہ: اگرآفاقی زیادہ عمرے کرنا چاہے تو مقام تنعیم سے احرام باندھے جہاں مسجد حضرت عائشہ (رضی اللہ عنھا) ہے۔اور جو شخص مکہ شریف میں موجود ہواسکا میقات حج کے لئے حرم اور عمرہ کے لئے مقام تنعیم ہے جو کہ حدود حرم سے باہر ہے۔

ایام حج میں مکہ سے سفر کرنا کے مسائل

سوال؛ کیا حاجی تمتع اور قران کا عمرہ کر کے حج سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ یا کسی اور مقام پر سفر کرسکتا ہے؟۔

جواب؛ جاسکتا ہے۔مگر اختلاف ہے کہ اس سفر سے پہلا سفر ختم ہوجا تا ہے یا نہیں۔امام اعظم فرماتے ہیں کہ صرف وطن جانے سے سفر ختم ہوتا ہے (اپنے وطن کے علاوہ کسی اور مقام کے سفر سے یہ سفر ختم نہیں ہوتا۔لہٰذا عمرہ جس پر حج تمتع کی بنیاد ہے وہ قائم ہے سفر سے جب واپس ہوتو اب صرف حج کے احرام سے مکہ میں داخل ہو کیونکہ یہ ایک ہی سفر شمار ہوگا۔عمرہ اور حج دونوں اسی ایک ہی سفر میں واقع ہونے کے سبب حج تمتع ہوجائے گا۔اور صاحبین کے نزدیک مکہ مکرمہ سے جہاں کا بھی سفر ہوگا یہ دوسرا سفر شمار ہوگا لہٰذا پہلا عمرہ باطل ہوگا یہ صرف عمرہ مفرد ہوکر رہ جائے گا۔اب مدینہ طیبہ سے از سرے نو اس کو عمرہ حج تمتع یا قران کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں آنا ہوگا۔بہر حال بہتر یہی ہے کہ ایام حج میں حج سے پہلے مکہ سے باہر نہ جائے اور سفر نہ کرے،انتظار حج تک مکہ مکرمہ ہی میں رہے۔اور کثرت سے طواف کرتا

رہے۔ (رکن دین کتاب الحج ۹۳)۔

اور عمدۃ الفقہ میں ہے۔ اگر افاقی تمتع حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ آ کر عمرہ کے احرام سے حلال ہو کر حج سے پہلے مدینہ منورہ چلا جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اس کو مدینہ منورہ سے مکہ واپس آتے وقت حج افراد کا حرام باندھ کر آنا چاہئے اور اس کا حج تمتع ہو جائے گا اس کو قران یا عمرہ کا احرام نہیں باندھنا چاہئے کیونکہ وہ سفر واحد ہونے کی وجہ سے مکی کے حکم میں ہے اگر وہ قران کا احرام باندھ کر آئے گا تو اس پر دم جنایت واجب ہو جائے گا اور دوسرے عمرہ کا احرام اس لئے نہیں باندھ سکتا کہ پہلے عمرہ سے تمتع منعقد ہو چکا ہے تاہم دوسرے عمرہ کی گنجائش ہے کیونکہ آفاق سے آرہا ہے اس لئے اگر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے تو امام صاحب کے نزدیک چنداں حرج نہ ہوگا (اور جبکہ اکثر فقہا کے نزدیک عمرہ کر کے حلال ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے بھی افاقی کو اور مفرد عمرہ کرنا جائز ہے تو اس صورت میں بدرجہ اولی اس کے لئے عمرہ جائز ہونا چاہئے کیونکہ مکی کے حکم میں ہونے کے باوجود افاق سے آرہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن صاحبین کے نزدیک وہ مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت عمرہ کا احرام باندھ کر آئے کیونکہ میقات سے باہر جانے کی وجہ سے اس کا تمتع باطل ہو گیا اور عمرہ دو سفروں کی وجہ سے مفرد ہو جائے گا اور اب اس دوسرے عمرے سے حج تمتع از سر نو منعقد ہو جائے گا۔ (عمدۃ الفقہ کتاب الحج ص ۲۸۶) مدینہ منورہ سے حج قران کا احرام باندھ کر وہی آسکتا ہے جو جدہ سے سیدھا مدینہ منورہ گیا ہو۔

قیام مکہ شریف کے آداب واعمال:

حاجی وعامر مکہ معظّمہ میں اقامت کے دنوں کو غنیمت جانیں اور ان دنوں کی قدر کریں اور

اپنے اس قیام کو سعادت وخوشی و نصیب سمجھیں۔لھذا ان دنوں میں نماز پنجگانہ مسجد حرام میں ادا کریں اور خانہ کعبہ کا طواف بکثرت کریں

ثُمَّ طَوَافُ النَّفْلِ اَفْضَلُ لِلْغَرِیْبِ مِنْ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ کہ مسافر کے لئے طواف نفل نماز نفل سے افضل ہے۔اوراسی طرح زیادہ عمرے کرنے کی بجائے طواف کرنا زیادہ افضل ہے۔

اِنَّ اَکْثَارَ الطَّوَافِ اَفْضَلُ اَمْ اَکْثَارُ الْاِعْتِمَارُ وَالْاَظْهَرُ تَفْضِیْلُ الطَّوَافِ لِکَوْنِهٖ مَقْصُوْد" بِالزَّاتِ وَلِمَشْرُوْعِیَّتِهٖ فِی جَمِیْعِ الْحَالَاتِ (مناسک ملا قاری ص ۱۸۲)۔کم ازکم ایک قرآن مجید حرم میں ختم کرے۔جو شخص مسجد حرام میں کچھ دیر کے لئے بیٹھنا چاہئے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ نگائیں خانہ کعبہ کی طرف عبادت کی نیت سے رکھے کہ اسکو دیکھنا عبادت ہے۔جس وقت بھی مسجد حرام میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرے تا کہ اعتکاف کا ثواب حاصل ہو۔اعتکاف کی نیت یوں کرے، **نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ مَادُمْتُ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ**۔میں نے اعتکاف کی نیت کی ہے کہ جب تک میں اس مسجد میں ٹھہروں گا۔زائر حرم کے باشندوں کی خلاف طبع باتوں پر صبر کرے۔اور اہل حرم سے بدکلامی نہ کرے۔

نمازی کے آگے سے گزرنا: اور جہاں تک ہو سکے نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔کیونکہ نمازی کے آگے سے گزرنا بڑا گناہ ہے، حدیث شریف میں بڑی وعیدائی ہے۔اور نمازی کے اگے سے نہ گذرنے کا حکم عام اور ہر مسجد میں ہے کوئی جگہ اور کوئی مسجد مستثنٰی نہیں۔

مسئلہ: مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گزر سکتے ہیں (بہار شریعت بحوالہ درمختار)۔علماء احناف فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کا طواف

کرنے والے کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے اسی طرح خانہ کعبہ کے اندر نمازی کے آگے سے گذرنا جائز ہے اور مقام ابراہیم کے پیچھے نمازی کے اگے سے گذرنا جائز ہے۔اگرچہ نماز پڑھنے والے اور گذرنے والے کے درمیان سترہ نہ ہو۔ (کتاب الفقہ علی مذاھب الاربعہ)۔

مسئلہ: اگرگزرنے والا مجبور ہو کہ اور طرف کوئی راستہ نہیں ہے تو اس میں گزرنے والے پر گناہ نہیں ہوگا (غایۃ الاوطار ج ا ص ۳۴۴)۔

اَنَّ الْمُرُوْرَ بَیْنَ یَدَیْہِ الْمُصَلِّی بِحَضْرَتِ الْکَعْبَۃِ یَجُوْزُ (شامی ج ۳ ص ۴۵۷، مطبوعہ بیروت)، کہ خانہ کعبہ کے پاس نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے حنابلہ کے نزدیک سارا مکہ اور حرم میں نمازی کے آگے سے گزرنا حرام نہیں ہے، **لَا یَحْرُمُ الْمُرُوْرُ بَیْنَ یَدَیْہِ الْمُصَلِّی بِمَکَّۃَ کُلِّھَا وَحَرَمِھَا** (کتاب الفقہ علی مذاھب الاربعہ)۔

مکہ کے مقدس مقامات قابل زیارت اور متبرک مکانات: اب تقریبا سب قابل زیارت اور متبرک مکانات جدید تعمیرات کی وجہ سے مسمار کردیئے گئے ہیں۔ان کی اصل جگہیں بھی ختم کردی ہیں۔ چند مشہور اور متبرک جگھیں ہیں ان کی زیارت کرے: (۱) مولدالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) غار حراء، جو جبل نور کی چوٹی پر ہے یہیں پہلی وحی نازل ہوئی تھی (۳) غار ثور، جو جبل ثور کے اوپر واقع ہے اوراس کا ذکر قران کریم میں یوں آیا ہے **اِذْھُمَا فِی الْغَارِ** (۴) اس کے علاوہ منی، مزدلفہ، عرفات، اور جبل رحمت

اوران کی زیارت کرنا حج کا رکن نہیں ہیں۔اور مکہ شریف کے قبرستانوں کی تعداد آٹھ بیان کی جاتی ہے تاریخ القویم ج ٦ ص ١٦٤۔اور افادۃ الانام کی ج ۷ ص ۳۵۹ کی فہرست میں مکہ

کے قبرستانوں کی تعداد بارہ بیان کی ہے۔ جنت البقیع کے بعد سب سے افضل مکہ شریف کا قبرستان (مقبرۃ المعلیٰ، جنت المعلیٰ) ہے۔ اسی قبرستان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے افراد مدفون ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت قاسم حضرت عبداللہ کی قبریں ہیں۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اطراف عالم کے علماء صوفیاء مدفون ہیں۔

اعلم ان المقبرۃ المعلاۃ خلق کثیر من الصحابۃ والتابعین والعلماء والصالحین مدفون (افادۃ الانام ج ۲ ص ۱۴۸)، اس قبرستان کے دو حصے ہیں ان دونوں کے درمیان سڑک نکالی گئی ہے شمال میں ایک چھوٹے احاطہ میں کہا جاتا ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور دیگر افراد کی قبریں ہیں۔ اس احاطہ (چاردیواری) کا ایک بہت بڑا گیٹ ہے۔ جس سے اندر کی قبریں نظر آتی ہیں۔ لیکن اوپر چڑھ کر جائیں پھر صاراوہ احاطہ میں جو قبریں ہیں وہ نظر آتی ہیں۔ حج وعمرہ کرنے والوں کو چاہئے کہ ان قبور کی زیارت کریں۔ علماء نے زیارت کرنے کو مستحب لکھا ہے۔ اور جب وہاں جائیں تو اپنے لئے اھل قبور کے لئے اس طرح دعا مانگیں۔ حضرت بریدہ فرماتے ہیں قبرستان جانے کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو یہ دعا سکھلایا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللهُ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ (مسلم کتاب الجنائز)۔ اے اس گھر کے رہنے والے مؤمنوں مسلمانوں تم پر سلامتی ہو ہم بھی انشاء اللہ تمہارے پاس آنے والے ہیں ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔ اور یہ دعا عرض کرے، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ (ترجمہ): اے مومنون

کی بستی کے رہنے والو تم پر سلام ہو اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے آملیں گے اور ہم اپنے اور تم سب کے لئے اللہ سے عافیت کے طلبگار رہیں۔

بعض کتابوں میں مساجد مکہ شریف کی تعداد تقریباً ۳۳ سے زائد مزکور ہے مگر ان میں سے بعض تو ہیں اور زیادہ تر مسجدیں ختم کردی گئی ہیں۔ جو ہیں ان کی زیارت کریں غرضیکہ مکہ معظّمہ کا ہر زرہ قابل زیارت ہے۔ اگرچہ یہ سب زیارتیں حج کا رکن نہیں ہیں مگر ان کے دیکھنے سے سکون قلبی اور دلی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظّمہ میں ۵۳ برس قیام پزیر رہے ہیں۔

مولانا محمد مخدوم ہاشم لکھتے ہیں سورہ فاتحہ سورہ بقرہ کی پانچ آیتیں آیۃ الکرسی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سورہ یسین، سورہ ملک، سورہ تکاثر، سورہ اخلاص گیارہ، بارہ، بار بار تین بار پڑھے۔ پھر اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کرے اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس کو ثواب ان قبروں کو والوں کو پہنچا دیجئے۔ اس کا فائدہ پڑھنے والے اور جن کو ایصال ثواب دیا ہے سب کو۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ (سورہ حشر ۱۰)، (ترجمہ): اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان ہے رحم والا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (سورہ ابراہیم ۴۱)، (ترجمہ): اے ہمارے رب مجھے بخش دے میرے ماں باپ کو بخش دے اور سب مسلمانوں کو جن حساب قائم ہوگا۔

اے اللہ تیری توفیق اور فضل سے راقم الحروف نے اس قبرستان میں تین چار مرتبہ حاضری دی پھر حاضری کی توفیق عطاء فرما۔ ہم سب کو حرامین شریفین بار بار حاضری نصیب فرما۔ یا اللہ ہماری دعا قبول فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اللہ کی رحمت کا محتاج اور حجاج کی دعاؤں کا طالب ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

باب نہم طریقہ حج بیت اللہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ** (سورہ آل عمران، ۹۷)۔

(ترجمہ): اور اللہ کے لئے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی اور جو شخص انکار کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے سارے جہان سے۔

حج کی فرضیت، فضائل، فرائض و واجبات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اب نقشہ افعال حج کی روشنی میں طریقہ حج بیان کیا جاتا ہے۔

نقشہ افعال حج

نمبر شمار	افعال حج	نوعیت حکم	تاریخ و حکم
۱	احرام حج	فرض	۸ ذی الحجہ کو یا اس سے قبل مسجد حرام یا حرم میں باندھے
۲	قیام منیٰ	سنت	منیٰ میں نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پڑھنا

۳	وقوفِ عرفات	فرض	۹ ذی الحجہ کو اس زوال کے بعد تا غروب آفتاب
۴	وقوفِ مزدلفہ	واجب	۱۰ ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک
۵	رمی جمار، عقبہ	واجب	۱۰ ذی الحجہ منی میں زوال سے قبل
۶	قربانی	واجب	۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک منی میں رمی جمار کے بعد
۷	حلق یا قصر	واجب	۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک منی میں قربانی تک
۸	طوافِ زیارت	فرض	۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک مکہ مکرمہ میں
۹	سعی	واجب	طواف زیارت کے بعد
۱۰	رمی جمار	واجب	۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو زوال کے بعد کنکریاں مارنا واجب ہے۔ اور ۱۳ ذی الحجہ کی صبح صادق منی میں ہو جائے تو زوال کے بعد مارنا واجب ہے۔ قبل از زوال مکروہ ہے
۱۱	طواف الوداع	واجب	مکہ مکرمہ سے واپسی کے وقت

مناسک حج: ایک نظر میں

حج کا پہلا دن	حج کا دوسرا دن	حج کا تیسرا دن	حج کا چوتھا دن	حج کا پانچواں دن
۸ ذی الحجہ	۹ ذی الحجہ	۱۰ ذی الحجہ	۱۱ ذی الحجہ	۱۲ ذی الحجہ

مکہ سے منیٰ کو روانگی	فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے عرفات کو روانگی	مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد روانگی	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے	منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے
منیٰ میں آج کے دن ظہر	ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے	پہلے جمرہ عقبہ کی رمی	پہلے جمرہ اولیٰ کی رمی	پہلے جمرہ اولیٰ کی رمی
عصر	وقوفِ عرفات	پھر قربانی کرنا	پھر جمرہ وسطیٰ کی رمی	پھر جمرہ وسطیٰ کی رمی
مغرب	عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے	پھر سر کے بال منڈانا یا کتروانا	پھر جمرہ عقبہ کی رمی	پھر جمرہ عقبہ کی رمی
عشاء پڑھنی ہیں	مغرب کے وقت مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی	پھر طواف زیارت کو مکہ جانا	طواف زیارت اگر کل نہیں کیا تھا تو آج کر لیں	طوافِ زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے ضرور کر لیں
رات منیٰ میں قیام	مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہے	رات منیٰ میں قیام	رات منیٰ میں قیام	۱۳ ذی الحجہ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جاسکتی ہیں
	رات مزدلفہ میں قیام کرنا			

حج کا پہلا دن (۸ ذی الحجہ) مکہ سے منیٰ کو روانگی حج تمتع کرنے والا حرم ہی میں اپنی قیام گاہ پر غسل کرے یا وضو کرے۔ خوشبو لگائے اور احرام کی چادریں پہن کر دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ اور دل سے یوں نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ

مِنِّی ۔(ترجمہ):اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں۔اسے میرے لئے آسان کردے اور مجھ سے قبول فرما۔اس کے بعد باآواز بلند تین مرتبہ تلبیہ پڑھے۔لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔

(ترجمہ):اے اللہ میں حاضر ہوں،اے اللہ میں حاضر ہوں،تیرا کوئی شریک نہیں،میں حاضر ہوں،سب نعمتیں تیری عطاء کردہ ہیں اور تیرے لئے بادشاہی ہے اور اس میں تیرا کوئی شریک نہیں۔تو اس کے بعد بکثرت تلبیہ پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور ممنوعات احرام وحج سے بچے۔تاکہ حج میں خرابی پیدا نہ ہو۔

طواف زیارت سے قبل نفلی طواف اور سعی کرنا

اگر کوئی حاجی طواف زیارت کی سعی پہلے ہی کرنا چاہے تو ایک نفلی طواف بحالت احرام مع رمل واضطباع کرے اور اس کے بعد سعی کرے۔تو یہ حج کی سعی ہو جائے گی اور طواف زیارت کے بعد سعی نہیں کرنی پڑے گی۔

چنانچہ صاحب ھدایہ باب التمتع میں فرماتے ہیں وَلَوْ كَانَ هٰذَا الْمُتَمَتِّعُ بَعْدَ مَا اَحْرَمَ بِالْحَجِّ طَافَ وَسَعٰى قَبْلَ اَنْ يَّرُوْحَ اِلٰى مِنٰى لَمْ يَرْمُلْ فِي الطَّوَافِ الزِّيَارَةِ وَلَا يَسْعٰى بَعْدَهٗ لِاَنَّهٗ قَدْ اَتٰى بِذٰلِكَ مَرَّةً (ھدایہ مع نصب الرایہ،ج ۳،ص ۱۳۲)۔(ترجمہ):اگر اس حج تمتع کرنے والے نے حج کا احرام باندھ کر منی میں جانے سے پہلے طواف وسعی کر لی تو طواف زیارت میں رمل نہیں کرے گا اور نہ ہی سعی کرے گا کیونکہ وہ ایک بار سعی کر چکا ہے۔

حج کی سعی وقوف عرفات سے پہلے کرے تو احرام کا ہونا شرط ہے،وہ حاجی قارن ہو یا متمتع یا

مفرد۔ اگر حج کی سعی وقوف عرفات کے بعد کرے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں ہے کیونکہ اب اس کو احرام سے حلال ہونے کے بعد سعی کرنا جائز ہے۔ بلکہ مسنون یہی ہے کہ احرام سے فارغ ہو کر سعی کرے (عمدۃ الفقہ، ص ۱۹۸)۔

منی کی جانب روانگی

اور احرام باندھنے کے بعد ۸ ذی الحجہ کو منیٰ کی جانب روانہ ہو جائے۔

یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج میں تھا۔ میں نے صبح کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد خیف میں پڑھی (ترمذی، نسائی)۔ اس لئے قیام منیٰ میں نمازیں مسجد خیف میں پڑھے۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد خیف میں ستر انبیاء کرام نے نماز پڑھی (رسول اللہ کا طریقہ حج، ص ۳۰۹، بحوال طبرانی)۔ ہم احناف کے نزدیک منی میں قیام سنت ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے۔ سنة عندنا و واجب عند الشافعي (شرح مناسک، ص ۲۳۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حجۃ الوداع کی حدیث میں روایت ہے کہ جب یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) کا دن آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے (مکہ مکرمہ سے ہی) احرام باندھا اور منی کے لئے روانہ ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر نکلے اور منی میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ (۹ ذی الحجہ کی) فجر کی نمازیں ادا کیں۔ پھر سورج طلوع ہونے کے ساتھ عرفات کو روانہ ہو گئے (مسلم کتاب الحج)۔

شب عرفہ کی دعا

اور یہ رات شب عرفہ ہے۔اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔اور یہ دعا بار بار پڑھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورہ بقرہ ۲۰۱)۔(ترجمہ):اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔اور اس مبارک رات میں یہ دعا بھی پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاءُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْھَوَاءِ رُوْحُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا اِلَیْہِ۔ (حیات القلوب)۔

(ترجمہ):وہی ذات پاک ہے جس کا عرش آسمان میں زمین جس کی سیر گاہ ہے سمندر میں جس کی گذرگاہ ہے آگ پر جس کا حکم چلتا ہے جنت میں جس کی رحمت برستی ہے پاک وہ ذات ہے قبر میں جس کا فیصلہ نافذ ہے پاک ہے وہ ذات فضا میں جس کی روح بسی ہوئی ہے پاک ہے۔وہ جس نے آسمان کو بلندی عطا کی ہے اور زمین کو پست فرمایا اور اس کے علاوہ نہ کہیں جائے پناہ اور نہ کہیں نجات ہے۔اور اس کے ساتھ تلبیہ اور درود بھی پڑھے۔

یہاں منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا اور رات گزارنا سنت ہے۔صبح سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہوجائے۔

حج کا دوسرا دن

حج کا دوسرا فرض عرفات میں ٹھہرنا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللہَ اِنَّ اللہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورہ بقرہ ۱۹۹)۔

(ترجمہ): پھرتم پھرو جہاں سے پھرتے ہیں لوگ اور بخشش مانگو تم اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش اور جوان کے طریقہ پر تھے وہ مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے اور عرفات میں قیام نہیں کرتے تھے اور ان کے علاوہ اور لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس میں دلیل ہے کہ عرفات میں قیام حج کا فرض ہے (تاویلات اہل السنۃ)۔

منی سے عرفات جاتے ہوئے ۹ ذوالحجہ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعا میں مشغول رہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ لوگ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم میں سے بعض لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھتے تھے اور اس پر انکار نہیں کیا جاتا تھا اور ہم سے بعض اللہ اکبر پڑھتے تھے اور اس پر انکار نہیں کیا جاتا تھا (بخاری کتاب الحج، حدیث ۱۹۵۹) تلبیہ اور درود بھی پڑھے۔ عرفات کا نام عرفات اس لئے رکھا گیا کہ یہاں حضرت آدم اور حضرت حواء کا تعارف ہوا تھا جنت سے زمین پر اترنے کے بعد (درمختار)۔

عرفات میں نماز ظہر وعصر کا جمع کر کے پڑھنا

۹ ذی الحجہ (یوم عرفہ) کو وقوف عرفات حج کا سب سے بڑا دوسرا رکن ہے۔ مسجد نَمِرَۃ میں حج کا خطبہ دیا جاتا ہے جس میں احکام حج وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں اور پھر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ نماز ظہر اور نماز عصر باجماعت جمع کر کے ادا کی جاتی ہے (ھدایہ)۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہیں پڑھے جاتے تا کہ وقوف عرفہ میں زیادہ

دعائیں کرنے کا وقت مل جائے۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو مسجد نمرہ میں امام اعظم (خلیفہ یا نائب) کی اقتدا اور بحالت احرام دیگر شرطوں کے ساتھ پڑھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر حاجی اپنے خیمے میں نماز پڑھے تو پھر دونوں نمازیں اپنے وقت پر ادا کرے۔ اپنے خیموں میں باجماعت پڑھے تب بھی اپنے اپنے وقت میں پڑھے اور قصر کرے اور نوافل وغیرہ بھی پڑھے۔

وقوف کی جگہ

اور نمازوں سے فارغ ہوکر موقف کی طرف جائے اور جبل رحمت کے قریب (نیچے) وقوف کرے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں وقوف فرمایا تھا۔ سارا میدان عرفات موقف ہے سوائے وادی عرنہ کے کیونکہ یہ عرفات میں داخل نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ** (ابوداود باب صفۃ حج النبی، ترمذی) کہ عرفات سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے اور بطن عرنہ سے دور رہو۔ عرنہ وادی (برساتی نالہ) کا نام ہے جو مسجد نمرہ عرفات کے متصل مغرب میں واقع ہے۔ عرنہ حدود حرم میں واقعہ ہے جبکہ عرفات حدود حرم سے باہر حل میں واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی عرنہ میں شیطان کو دیکھا تھا اس لئے وہاں حجاج کو ٹھہرنے سے منع کر دیا (مراقی الفلاح، ص ۴۰۰، عمدۃ الناسک)۔

مسئلہ: اگر کوئی آٹھ ذی الحجہ کو منی نہ جاسکے اور ۹ ذی الحجہ کو سیدھا عرفات پہنچ جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی دم اور نہ فدیہ لازم ہے۔ لیکن خلاف سنت ضرور ہے۔

یوم عرفہ کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کثرت سے بندوں کو آگ سے آزاد کرے۔ اس روز اللہ (یعنی اس کی رحمت، اپنے بندوں کے) بہت قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان (حاجیوں) کی وجہ سے فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے پوچھتا ہے (ذرا بتاؤ) یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں (مسلم کتاب الحج، باب فضل یوم عرفہ)

دوران دعا ہاتھ اٹھانا مسنون ہے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عرفات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے (اونٹنی پر سوار) تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگنے کے لئے دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی مُڑی۔ اس کی نکیل ہاتھ سے گر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ سے اس کی نکیل تھامے رکھی اور دوسرا ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے رکھا (نسائی کتاب الحج، باب رفع الیدین فی الدعوۃ بعرفۃ)۔

دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا مسنون ہے۔ عندالضرورہ ایک ہاتھ بھی اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے۔

یوم عرفہ کی دعائیں

آج کا یہ دن نہایت عظمت و بزرگی والا ہے۔ یہ ان دنوں میں سے ہے جن میں جو دعائیں بھی صدق دل سے مانگی جائیں وہ قبول ہوتی ہیں۔ اور یہ دن اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگنے کا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس موقع پر وہ دعائیں مانگی جائیں جو قرآن و حدیث

میں مذکور ہیں۔ بس اب اللہ سے دعائیں مانگیں اور راقم الحروف گناہگار کے لئے بھی دعا کیجئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ترجمہ: تمام تعریف اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔ اور درود وسلام ہو تمام رسولوں کے سردار اور خاتم النبیین پر، اور ان کی آل اور تمام صحابہ پر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ آمین

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔ بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جو (تیرے) غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا، (الٰہی دعا قبول فرما)۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورہ بقرہ ۲۰۱)۔ ترجمہ: اے ہمارے رب دے ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہمیں دوزخ کے عذاب سے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (سورہ

بقرہ ۲۵)۔ترجمہ: اے ہمارے رب ہم پر ڈال دے صبر اور ہمارے قدموں کو جما دے اور مدد دے ہمیں کافر لوگوں کے مقابلہ میں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۔ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورہ بقرہ ۲۸۶)

ترجمہ: اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں۔ اے ہمارے رب نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا کہ تو نے رکھا تھا بوجھ ہم سے پہلے لوگوں پر۔ اے ہمارے رب نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز جس کی ہمیں طاقت نہیں اس کے اٹھانے کی اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہمیں اور رحم کر ہم پر۔ تو ہی ہمارا مالک ہے، پس تو غالب کر ہم کو کافروں پر۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (سورہ بقرہ ۸)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب نہ پھیر ہمارے دل ہدایت دینے کے بعد اور دے ہمیں اپنے پاس سے رحمت۔ بے شک تو ہی دینے والا ہے۔

رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورہ آل عمران ۱۹)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ہیں۔ پس بخش دے ہمارے گناہ اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ تُوْلِجُ

اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورہ آل عمران ۲۷)۔

ترجمہ: یا اللہ! سلطنت کے مالک۔ بادشاہی دے جسے چاہے، چھین لے جس سے چاہے اور عزت دے جس کو چاہے اور ذلیل کر دے جس کو چاہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ ہے۔ بے شک ہر چیز پر تو قادر ہے۔ تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں (یعنی کبھی رات کو گھٹا کر دن کو بڑھا دیتا ہے اور کبھی اسکا عکس کرتا ہے) اور تو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے (جیسے مرغی سے بیضہ، انڈا، اور بیضہ سے مرغی) اور جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۔ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (سورہ آل عمران)۔

ترجمہ: اے میرے رب مجھ کو اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عنایت فرما۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (سورہ آل عمران ۱۴۷)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش اور ہمارے کام میں ہم سے جو زیادتی ہوگئی ہے (اسے بھی بخش دے) اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور کفار کے مقابلہ ہماری مدد فرما۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا ۔ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۔ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۔ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰى رُسُلِكَ۔ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (سورہ آل عمران ۱۹۱ تا ۱۹۴)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب نہیں پیدا کیا تو نے اسے باطل (عبث)۔ پاک ہے تو، ہمیں بچا عذاب دوزخ سے۔ اے ہمارے رب بلا شبہ جسے تو داخل کر دے گا دوزخ میں پس تو اسے رسوا کر دے گا اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔ اے ہمارے رب بے شک ہم نے سنا ایک پکارنے والے کو جو پکار رہا ہے ایمان کے لئے کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر۔ پھر ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب پس بخش دے ہمارے لئے ہمارے گناہ اور دور کر ہم سے ہماری برائیاں اور وفات دے ہمیں نیکیوں کے ساتھ۔ اے ہمارے رب اور عطاء فرما ہم کو جو تو نے وعدہ کیا ہم سے اپنے رسولوں (کی زبان) پر اور نہ رسوا کر ہم کو روز قیامت۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرنے والا۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

(سورہ اعراف ۲۳)۔ ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور ہو جائیں گے نقصان اٹھانیوالوں میں سے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔ فَاغْفِرْ لِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (مشکوۃ)۔

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔ تو میری بخشش فرما دے اپنی خاص مغفرت سے اور مجھ پر رحم فرما۔ بلا شبہ تو بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہم سے قبول فرمائیں، آپ سننے والے جاننے والے ہیں۔اور ہماری توبہ قبول کیجئے۔آپ توبہ قبول کرنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

ربَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (سورہ کہف ۱۰)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کو تیار کر۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ احقاف ۱۵)۔ترجمہ: اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیری اس نعمت کا جو تو نے عطا کی مجھ کو اور میرے والدین کو اور یہ کہ میں کروں نیک کام جو تو پسند کرے اور درستگی فرما میری اولاد میں اور میں نے تیری طرف توبہ کی اور میں مسلمانوں سے ہوں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (سورہ فرقان ۷۴)۔ترجمہ: اے ہمارے رب عطا فرما ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے ٹھنڈک آنکھوں کی اور بنا ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (سورہ ابراہیم)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب کردے مجھے نماز قائم رکھنے والا اور میری اولاد میں سے بھی۔اے

ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔اے ہمارے رب بخش دے مجھ کواور میرے ماں باپ کو اور تمام ایمانداروں کواس دن جس دن حساب قائم ہوگا۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (سورہ اسراء)۔

ترجمہ: اے رب ان پر رحم فرما جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا (سا)۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (سورہ حشر ۱۰)۔ترجمہ: اے ہمارے رب بخش دے ہم کواور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں کینہ ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے۔اے ہمارے رب تو ہی ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (سورہ طہ ۲۶)۔

ترجمہ: اے رب میرا سینہ کشادہ کردے اور میرا کام آسان فرمادے۔

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (سورہ طہ)۔ترجمہ: اے رب میری سمجھ زیادہ کر۔

لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (سورہ انبیاء ۸۷)۔

ترجمہ: اے اللہ کوئی معبود نہیں سوائے تیرے۔تیری ذات پاک ہے، میں نامناسب کام کرنے والوں میں سے ہوں۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ اللَّهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ۔ وَلَمْ يُولَدْ۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔

ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے، وہ ایک ہے۔اللہ بے نیز ہے۔نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (سورہ فلق)۔

ترجمہ: تم فرماؤمیں اسکی پناہ لیتا ہوں جو صبح پیدا کرنے والا ہے، اس کی سب مخلوق کی شر سے، اور اندھیری ڈالنے والے کی شر سے جب وہ ڈوبے اور ان عورتوں کی شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں، اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِكِ النَّاسِ۔ اِلٰهِ النَّاسِ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (سورۃ الناس)

ترجمہ: تم کہو میں اسکی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب، سب کا بادشاہ، سب لوگوں کا خدا ہے اس کی شر سے جو دل میں بُرے خطرے ڈالے اور دبک رہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ جنوں اور انسانوں سے۔

عرفات میں تلبیہ پڑھنا سنت ہے: اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ (مشکوۃ، صحاح ستہ)۔

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ، میں حاضر ہوں۔ نہیں ہے تیرا کوئی شریک میں حاضر ہوں، بے شک تعریف تیرے لئے ہے اور نعمتیں تیری دی ہوئی ہیں اور ملک تیرا ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْكَ وَالْعَمَلُ۔

ترجمہ: حاضر ہوں میں اے اللہ، حاضر ہوں، حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور

ساری بھلائی تیرے قبضے میں ہے، حاضر ہوں اور رغبت و اعمال تیرے لئے ہیں (مسلم)۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہتر کلمات جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا وہ یہ ہیں: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ۔ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ (مشکوۃ کتاب المناسک)۔

ترجمہ: کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا۔ وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ فِيۡ قَلۡبِيۡ نُوۡرًا وَّفِيۡ بَصَرِيۡ نُوۡرًا۔ اَللّٰهُمَّ اشۡرَحۡ لِيۡ صَدۡرِيۡ وَيَسِّرۡ لِيۡ اَمۡرِيۡ۔ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡ وَّسَاوِسِ الصَّدۡرِ وَشَتَّاتِ الۡاَمۡرِ وَفِتۡنَةِ الۡقَبۡرِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ (حصن حصین)۔ ترجمہ: اے اللہ! میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان فرمادے۔ اور میں سینہ کے وسوسوں اور کاموں کی بدنظمی اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اسکے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اسکے شر سے جسے ہوائیں لیکر چلتی ہیں (ابن ابی شیبہ عن علی)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ خَيۡرِ مَا سَأَلَكَ مِنۡهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ مَا اسۡتَعَاذَكَ مِنۡهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ۔ وَتُبۡ عَلَيۡنَا اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ۔

ترجمہ: الٰہی میں آپ سے سوال کرتا ہوں ان تمام بھلائیوں کا کہ جن بھلائیوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے طلب کیا۔ اور الٰہی میں ان شروں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ جن

سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی پناہ مانگی۔ اے اللہ! آپ ہم سے قبول فرمائیں۔ آپ سننے والے، جاننے والے ہیں۔ اور ہماری توبہ قبول کیجئے۔ آپ توبہ قبول کرنیوالے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (بخاری کتاب الانبیاء ،حدیث نمبر ۳۳۷۰)۔ ترجمہ: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتیں بھیج جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر رحمتیں کیں۔ بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے تو نے رحمت نازل کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ بیشک تو ہی لائق تعریف اور بزرگی والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء، حدیث نمبر ۳۳۶۹)۔

ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمتیں بھیج جیسی رحمتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل کیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر ویسی برکتیں نازل کر جیسی برکتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل کیں۔ بیشک تو حمد و بزرگی والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ وَاُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ

بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (رواہ ابوداود)۔

ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں اور مسلمان ماؤں پر اور ان کی اولاد پر رحمت بھیج جیسے تو نے رحمت بھیجی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تو حمد اور بزرگی والا ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِاُسْتَاذِیْنَا وَلِاَوْلَادِنَا وَلِاَحْفَادِنَا وَلِاِخْوَانِنَا وَلِاَخَوَاتِنَا وَلِاَعْمَامِنَا وَلِعَمَّاتِنَا وَلِاَخْوَالِنَا وَلِخَالَاتِنَا وَ لِسَائِرِ اَقَارِبِنَا وَاَصْحَابِنَا وَاَحِبَّاءِنَا وَلِمَنْ لَهٗ حَقٌّ عَلَیْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ۔ اِنَّكَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ (رکن دین، ص ۲۲۷ بحوالہ حصن حصین)۔ ترجمہ: الٰہی ہماری بخشش فرما اور ہمارے والدین، مشائخ، اساتذہ، اولاد، پوتوں، بھائیوں، ہماری بہنوں، ہمارے چچا، ہماری پھوپھیوں، ہمارے ماموں، ہماری خالاؤں، تمام ہمارے عزیز واقارب، تمام ہمارے دوست احباب اور ہر اس شخص کی جس کا ہم پر کوئی حق ہو، اور تمام مومنین اور مومنات، اور مسلمین اور مسلمات کو، خواہ ان میں سے زندہ ہوں یا وفات پا گئے ہوں، ان سب کو بخش دے اور ان کے درجات بلند فرما کہ آپ دعاؤں کو قبول کرنیوالے اور مدارج کو بلند فرمانے والے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ۔

یا اللہ! ہمارے چھوٹے، بڑے، ظاہری، باطنی سب گناہ معاف فرما۔ یا اللہ ہماری بخشش فرما۔ یا اللہ! سب بیماروں کو شفاء عطا فرما۔ یا اللہ! سب چھوٹوں اور بڑوں کو صحت عنایت فرما۔ یا اللہ! بالخصوص محمد عبد القاھر مرتضیٰ کو ہر قسم کی جسمانی تکلیف اور بیماری سے شفاء کلی عطا فرما۔ ہر قسم کی کمزوری اور معذوری سے محفوظ فرما۔ یا اللہ! اپنی ذات وصفات اور اسماء حسنیٰ کے وسیلہ سے ہر موذی مرض سے شفاء دے۔ یا اللہ! نبی کریم ﷺ کے ذکر خیر کی برکت سے اور آپ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے غیر کی محتاجی سے بچا۔ یا اللہ! اس دینی کام میں میرے ساتھ تعاون کرنے والوں کی ہر مشکل آسان فرما اور ہر پریشانی دور فرما۔ یا اللہ! ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ اپنی رحمت سے ہر پریشانی سے نجات عطا فرما۔ آمین۔

یا الہ العالمین! تمام حج وعمرہ کرنے والوں کی دعاؤں کی برکتوں سے حاجتیں پوری فرما، مشکلیں آسان فرما، حرمین شریفین کی حاضری بار بار نصیب فرما۔ آمین۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ صافات ۱۸۲)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَنَاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔

عرفہ کے دن امت کے حق میں دعا کا قبول ہونا اور شیطان کا ذلیل وخوار ہونا

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن شام کو اپنی امت کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کی۔ سو آپ ﷺ بہت دیر دعا کرتے رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی کہ میں نے ایسا کر دیا سوائے ان

لوگوں کے جنہوں نے دوسروں پر ظلم کیا ہے۔ رہے ان کے وہ گناہ جو میرے اور ان کے درمیان ہیں تو میں نے ان گناہوں کو معاف کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کی: اے میرے رب تو اس پر قادر ہے کہ تو اس مظلوم کو جزاء اور ثواب عطا فرما اور اس ظالم کی مغفرت فرما دے۔ تو اس شام کو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول نہیں کی (دعا کی قبولیت میں تاخیر ہوئی)۔ پھر جب نبی ﷺ نے (دوسرے دن صبح کو مزدلفہ میں) اس دعا کو دہرایا تو اللہ نے آپ کی دعا قبول کر لی اور فرمایا: میں نے ان کو معاف کر دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ آپ ﷺ کے اصحاب نے پوچھا: یا رسول اللہ آپ اس وقت کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرا رہا ہوں۔ جب اس نے جان لیا کہ اللہ نے میری امت کے متعلق میری دعا قبول کر لی ہے تو وہ چلانے لگا: ہائے ہلاکت، وائے موت اور مٹی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالنے لگا (سنن ابن ماجہ ۳۰۱۳، سنن ابوداؤد ۵۲۳۴)

صاحب نعمت الباری (ج ۳، ص ۹۷۷ پر) لکھتے ہیں کہ جب حج کرنے والا میدان عرفات میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے خواہ وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے ہو۔ بعض علماء اس کا انکار کرتے ہیں کہ کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور حقوق العباد بندوں کے معاف کرنے سے۔

عرفات سے مزدلفہ کی روانگی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (سورہ بقرہ ۱۹۹)۔ ترجمہ: پھر تم پھرو جہاں سے پھرتے ہیں لوگ اور بخشش مانگو تم اللہ سے۔ بے شک اللہ بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے بغیر نماز مغرب پڑھے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے۔

اور راستہ میں اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ پڑھتے ہوئے جائے۔

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھنا

اور مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب اور نماز عشاء ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ عشاء کے وقت میں ملا کر پڑھے، خواہ جماعت سے پڑھے، خواہ تنہا۔ اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نوافل نہ پڑھے (درمختار)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔ چونکہ عشاء اپنے وقت میں ہے اس لئے خبردار کرنے کے لئے الگ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ عصر کا عرفہ میں حکم مختلف ہے کیونکہ وہ اپنے وقت سے مقدم ہے۔ لہٰذا خبردار کرنے کیلئے وہاں اقامت کہی جائے گی (الہدایہ)

ویصلی المغرب و العشاء باذان و اقامة (ملتقی الابحر، ج۱، ص ۴۱۰)

ترجمہ: اور مغرب اور عشاء کو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھے۔

ای بل یصلی سنة المغرب و العشاء و الوتر بعدھما (مناسک ملا علی قاری، ص ۲۱۴)۔ ترجمہ: یعنی بلکہ مغرب اور عشاء کی سنتیں اور وتر کو نماز مغرب و عشاء پڑھنے کے بعد پڑھے۔

امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک ایک آذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب و عشاء پڑھائی جائے اور اسی کو امام ابوجعفر طحاوی نے اختیار کیا ہے (حاشیہ لباب فی المناسک)

شب مزدلفہ میں ذکر و دعا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَإِذَآ أَفَضۡتُم مِّنۡ عَرَفَٰتٍ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ عِندَ ٱلۡمَشۡعَرِ ٱلۡحَرَامِۖ وَٱذۡكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمۡ وَإِن كُنتُم مِّن قَبۡلِهِۦ لَمِنَ ٱلضَّآلِّينَ (سورہ بقرہ ۱۹۸)۔ترجمہ: جب تم عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد مشعر حرام کے پاس کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک اِس سے پہلے تم بھٹکے ہوئے تھے (مشعر حرام سارے مزدلفہ کا نام ہے)۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ عرفات سے سورج کے غروب ہونے سے پہلے لوٹ آتے تھے اور مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد سورج کے طلوع ہونے کے بعد (منیٰ) لوٹتے تھے اور اہل اسلام کو ان دونوں جاتوں (صورتوں) کے خلاف حکم دیا گیا کہ عرفات سے غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ جائیں اور مزدلفہ سے (منی کی جانب) طلوع افتاب سے قبل روانہ ہوں (تاویلات اہل السنۃ)۔

مزدلفہ کا نام اس لئے مزدلفہ ہے کہ حضرت آدم حواء وہاں جمع ہوئے اور ان سے قریب ہو گئے (درمختار) یعنی ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی۔ واللہ اعلم

وقوف مزدلفہ

پہلا واجب طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک مزدلفہ میں ٹھہرنا ہے (۱۰ ذی الحجہ کو وقوف مزدلفہ واجب ہے)۔ جب حاجی مزدلفہ آئے تو مستحب یہ ہے کہ اس پہاڑ کے قریب ٹھہرے جس کو جبل قزع کہتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھ کر جبل قزع کے قریب دعا میں مشغول ہو جائے اور جس قدر ممکن ہو اللہ سے دعائیں مانگے کیونکہ یہ وقت اور جگہ قبولیتِ دعا کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس جگہ ٹھہرے اور دعا کرتے رہے۔ حضرت عباس بن مرداس کی حدیث میں ذکر ہے کہ اپنی امت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا قبول ہوئی یہاں تک کہ قتل اور مظالم کے لئے بھی دعا قبول ہوئی (ھدایہ)۔ معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اور یہ دعا بکثرت پڑھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورہ بقرہ ۲۰۱)۔ ترجمہ: اے ہمارے رب دے ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہمیں دوزخ کے عذاب سے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَشْفِعُ اِلَیْكَ بِخَوَاصِّ عِبَادِكَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَیْكَ۔ اَسْاَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ وَاَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اَوْلِیَائِكَ وَاَنْ تُصْلِحَ حَالِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (کتاب الاذکار للنووی، ص ۱۷۷)۔ ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے خاص بندوں کو بطور وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ مولا میں تجھ کو تیری بارگاہ کا وسیلہ بناتا ہوں۔ مولا میں التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے تمام بھلائیاں عطاء فرما۔ تو مجھ پر اس طرح احسان فرما جس طرح تو نے اپنے اولیاء پر احسان کیا ہے۔ مولا آخرت اور دنیا میں میرا حال درست فرما، اے سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالے۔

حج کا تیسرا دن (دسویں ذی الحجہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ (سورہ توبہ ۳)۔ ترجمہ: اور اعلان عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں کے لئے بڑے حج کے دن کہ اللہ تعالیٰ بری ہے

مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی۔ حج اکبر کے دن سے مراد قربانی کا دن ہے اور اسی دن کو بعض مفسرین کے نزدیک یوم حج اکبر کہا گیا ہے۔

منیٰ کی جانب روانگی

دسویں ذولحجہ صبح کے وقت جب خوب روشنی پھیل جائے، سورج طلوع ہو جانے سے قبل منی کی طرف تکبیر وتہلیل اور تلبیہ پڑھتے ہوئے سکون سے جائے۔ اور جب وادی محسر سے گزر ہو تو تیزی سے نکلے کیونکہ یہاں اصحاب فیل (ہاتھی والوں) پر اللہ کا عذاب آیا تھا۔ اس لئے یہاں ٹھہرنے کا حکم نہیں ہے۔ اور یہ دعا پڑھتے ہوئے گزرے:

اَللّٰھُمَّ لاَ تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلاَ تُھْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ

ترجمہ: اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے نہ مارنا اور نہ اپنے عذاب سے ہلاک کرنا اور اس سے قبل ہمیں آرام وعافیت عطا فرما (شرح نقایہ، ج ا، ص ۴۸۱، ترمذی ۳۴۵۰)۔

خیال رہے کہ منی اور مزدلفہ کے درمیان ایک نالہ ہے جس کو وادی محسر کہا جاتا ہے۔ محسر کا معنی تھکانے والا، عاجز کرنے والا کے ہیں۔ چونکہ ابرہ بادشاہ کا لشکر جو ہاتھیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے آیا تھا وہ عاجز ہو گیا تھا اور تھک گیا تھا اور آگے جانے سے روک دیا گیا تھا اس لئے اس کا نام محسر ہے۔

منی میں پہنچ کر یوں عرض کرے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ (بدایۃ السالک فی نھایۃ السالک، ص ۲۷ مخطوط)۔ ترجمہ: اے اللہ یہ مقام منیٰ ہے۔ تو مجھ پر وہ احسان فرما جو تو نے اپنے نیک بندوں پر احسان فرمایا۔

رمی جمرات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود قربانی کے دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی سواری پر سوار ہو کر کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا اور آپ فرمارہے تھے لِتَاخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ (مشکوۃ بحوالہ مسلم)

ترجمہ: مجھ سے افعال (احکام) حج سیکھ لو کیونکہ میں نہیں جانتا، شائد میں اپنے اس حج کے بعد پھر حج نہ کرسکوں۔ یعنی جو باتیں اور جو کام اور طریقہ میں نے اپنے اس حج میں اختیار کیا ہے اس کو تم سیکھ لو اور یاد کرلو۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا۔ ترجمہ: کہ تم مجھ سے اپنے حج کا طریقہ سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا، شائد میں اس سال کے بعد حج نہ کرسکوں۔ پھر ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا۔

رمی جمرات کی ابتداء

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم علیہ السلام مناسک حج ادا فرمارہے تھے تو جمرہ عقبہ کے مقام پر شیطان سامنے آیا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں اور وہ زمین میں ڈھنس گیا۔ پھر شیطان درمیانے جمرہ کے پاس ظاہر ہوا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں اور وہ زمین میں ڈھنس گیا۔ پھر آپ تیسرے (یعنی پہلے) جمرہ کی جگہ پہنچے تو پھر شیطان دکھائی دیا۔ اسے پھر سات کنکریں ماریں اور وہ زمین میں ڈھنس گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اب تم لوگ شیطان کو کنکریاں مار کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کررہے ہو (الترغیب والترھیب، ج ۲، ص ۲۰۷، عمدۃ

المناسک،ص ۴۷۹)

جمرہ عقبہ کی رمی

منی میں تین ستون اونچے بنے ہوئے ہیں۔ان کی نیچلی جگہ کو جمرات اور جمار کہتے ہیں۔اور ایک کو جمرہ کہتے ہیں۔اور جمار یا جمرات جمرۃ کی جمع ہے(چھوٹی چھوٹی پتھریاں، کنکریاں)۔ان ستونوں کی جڑ میں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب ہے اسکو جمرہ اولی اور اسکے بعد والے کو جمرہ وسطی اور اسکے اخیر میں جو ہے اس کو جمرہ عقبہ (یا جمرہ کبری) کہتے ہیں۔اوران کو شیطان کہنا غلط ہے۔ ان تینوں کے گرد گھیرا بنا ہوا ہے جس میں کنکریاں پھنکنے کو رمی کہا جاتا ہے۔۱۰ ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی ہوتی ہے۔اگر کوئی رمی بوجہ بیماری اور ضعف کے نہیں کر سکتا تو کوئی دوسرا اس کے حکم سے نائب بن کر رمی جمار کر سکتا ہے۔نائب پہلے اپنی طرف سے رمی کرے پھر دوسرے کی طرف سے رمی جمار کرے۔

جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر الگ الگ مارے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی ہی کنکری کے ساتھ تلبیہ پڑھنا موقوف (بند) کر دے۔اور اگر سب کنکریاں ایک ساتھ پھینکیں تو یہ ساتوں ایک ہی کنکری کے قائم مقام ہوں گی۔اور اس میں دم لازم ہوگا۔

اور ۱۰ ذی الحجہ کی رمی جمار کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر آنے والی رات کی صبح صادق سے پہلے تک ہے۔مگر سنت طلوع آفتاب سے لے کر زوال سے پہلے تک ہے۔

جمرہ عقبہ کے پاس دعا نہ مانگے کیونکہ یہاں دعا مانگنی ثابت نہیں ہے۔اگر کسی نے دسویں کو رمی جمار نہیں کی تو قضاء ہوگی۔۱۱ ذی الحجہ کو اس کی قضاء کرے اور دم بھی دے۔اس لئے

کوشش کرے کہ دسویں تاریخ ہی کو رمی جمار کرے۔

حج کی قربانی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ (سورۃ حج ۲۹)۔

ترجمہ: اوران جانوروں پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیئے ہیں اللہ کا نام چند مقرر دنوں میں لیتے رہیں۔تم خود بھی اس سے کھاؤ اور بدحال محتاج کو بھی کھلاؤ۔

اس آیت کریمہ میں صاحبین کے نزدیک ایام معلومات سے مراد ایام نحر (قربانی کے دن) ہیں یعنی دسویں، گیارہویں، بارویں اور تیرہویں تاریخ۔

اور حج کے موقع پر جو جانور بطور شکرانہ ذبح کیا جاتا ہے اس کو ھدی کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ (سورہ بقرہ ۱۹۶)۔ترجمہ: اور جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے۔

اب رمی سے فارغ ہو کر قربانی میں مشغول ہو۔ یہ قربانی وہ نہیں جو بقرہ عید میں ہوا کرتی ہے کہ وہ تو مسافر پر اصلاً نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے اگر چہ حج میں ہو۔ بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔قارن اور متمتع پر واجب ہے اگر چہ فقیر ہو اور مفرد کے لیے مستحب اگر چہ غنی ہو۔ جانور کی عمر و اعضاء میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں ہیں (بہار شریعت)۔

قربانی کے بدلے دس روزے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ (سورہ بقرہ)۔ترجمہ: پس جو نہ پائے تو تین روزے حج کے دنوں میں اور سات

جب اپنے گھر پلٹ جاؤ۔ یہ کامل دس روزے ہوں گے۔

☆ اگر دم شکر دینے سے عاجز ہو تو حلق کرا کے احرام کھول دے۔ جب قدرت ہو ایک جانور بنیت دم شکر حدود حرم میں ذبح کرے اور اس پر جنایت نہیں کیونکہ وہ معذور ہے (ردالمختار)

☆ حج تمتع اور حج قران ادا کرنیوالے پر قربانی بطور شکرانہ دینا واجب ہے اور حج افراد والے کے لئے قربانی مستحب ہے۔ قربانی ۱۰ ذی الحجہ سے لے کر ۱۲ ذی الحجہ تک دے سکتا ہے۔

☆ حج کی قربانی جو بطور شکرانہ دی جاتی ہے اس کے گوشت کا حکم عید الاضحیٰ کی قربانی کی طرح ہے۔ خود کھائیں، دوسروں کو کھلائیں۔ اور جو احکام حج کی خلاف ورزی کی بنا پر دم دیا جاتا ہے اس کا گوشت خود کھانا، مالداروں اور امیروں کو دینا جائز نہیں ہے (غنیۃ الناسک)۔

اور ایام نحر میں حجاج کے علاوہ جو قربانی دی جاتی ہیں ان کو اضحیہ یا اضاحی کہا جاتا ہے۔

یَتَعَیَّنُ الْحَرَمُ لَا مِنًی (درمختار، شامی، ج ۲، ص ۳۶)۔ یعنی دم شکر، دم نقصان و جنایت کی مقرر جگہ حرم ہے، نہ کہ منیٰ۔

☆ جو حج تمتع کرنے والا قربانی دینے کی طاقت نہ رکھے تو وہ دس روزے رکھے۔ تین ۹ ذی الحجہ تک رکھے اور سات اس کے بعد جب چاہے۔

قربانی کے جانوروں کی تین قسمیں ہیں: (۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بھیڑ، بکری۔ ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ اور قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا کرے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ هٰذَا

النُّسُكَ وَاجْعَلْهُ قُرْبَانًا لِوَجْهِكَ وَعَظِّمْ اَجْرِيْ عَلَيْهَا ۔بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

یہ کہہ کر ذبح کر دے۔

یا اللہ اس بندہ عاجز کے وہ سب قصور معاف فرمادے جو حج وعمرہ کی ادائگی میں ہوئے ہیں۔

آمین۔

حلق وقصر (سر کے بالوں کا منڈوانا یا کتروانا)

حج کا چوتھا واجب سر کے بال منڈوانا یا کتروانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ لِيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ (سورہ حج ۲۹)۔ترجمہ: پھر چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ (سورہ فتح ۲۷)۔ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلا یا کہ تم مسجد حرام میں ضرور داخل ہوگے اگر اللہ نے چاہا، اس کے ساتھ تم میں سے کوئی سر منڈاتا ہوگا اور کوئی بال کترواتا ہوگا۔تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہوگا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ(سورہ بقرہ ۱۹۶)۔ترجمہ: اور تم اپنے سر نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے یعنی قربانی کے بعد سر منڈایا جائے۔

اور قربانی کے بعد سر کے سارے بال منڈائے یا سارے کتروائے مگر منڈوانا زیادہ افضل ہے۔ ایک تو اس میں زیادہ ترک زینت پائی جاتی ہے اور دوسرا حصول دعاء کا سبب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ سر منڈوانے والوں کے لئے دعا فرمائی اور آخر میں ایک مرتبہ بال کتروانے والوں کے لئے دعا کی (مشکوۃ)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ میں سے بعض نے منڈایا اور بعض نے سر کے بال کتروائے (بخاری ومسلم)۔

حلق وقصر کی مقدار

علامہ علی قاری رحمہ اللہ بالوں کی مقدار منڈوانے کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین سے (سر کے چوتھے حصہ کے بال منڈانے یا کتروانے جو ایک پورے کے برابر ہوں) ہرگز ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے سر کے بعض حصہ کے منڈانے یا کتروانے پر اکتفا کیا ہو بلکہ قزعہ کے بارے میں بچوں کے لئے بھی ممانعت وارد ہے۔ اور وہ سر کے بالوں کے بعض حصہ کو منڈانا اور بعض بالوں کو چھوڑ دینا ہے۔ تو ظاہر بات ہے کہ سر کے عام بال منڈوانے یا کتروانے کے بغیر احرام سے باہر نہیں آئے گا (مرقاۃ)۔

امام ابن ھمام نے اسی قول کو اختیار کیا ہے کہ پورے سر کے بال منڈوانا یا پورے سر کے بال کتروانا ہی واجب ہیں اور انہوں نے فرمایا یہی صواب (درست) ہے (مظاہر حق)۔

مسئلہ: سنت تمام سر کے بال منڈانا یا کٹانا ہے۔ صرف چوتھائی سر کے بالوں پر اکتفا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے بچنے کی خاطر حج وعمرہ کے بعد پورے

سر کے بال قینچی یا مشین سے کترائے یا پورے بال منڈوائے تاکہ اختلاف سے بچتے ہوئے اتفاقی مسئلہ پر عمل ہو۔عورت اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے پورے کے برابر تھوڑی سی مقدار بال خود کترلے یا کسی دوسری عورت سے کتروالے۔اسی قدر کافی ہے۔

اب احرام کھول دیا جائے۔حلال ہونے کے وقت محرم کو اپنا یا کسی دوسرے شخص کا سر مونڈنا یا کترنا جائز ہے خواہ وہ دوسرا محرم ہو۔اس سے جزاء واجب نہ ہوگی۔

شرح مناسک میں ہے **حكمه التحليل فيباح به جميع ما حظر بالاحرام من الطيب والصيد ولبس المخيط وغير ذلك الا الجماع** (شرح مناسک، ص ۲۳۱) کہ احرام سے حلال ہونے کا حکم یہ ہے کہ وہ تمام چیزیں جو احرام باندھنے سے حرام تھیں وہ مباح ہو جائیں گی یعنی خشبو لگانا، شکار کرنا، سلا کپڑا پہننا وغیرہ سوائے منکوحہ عورتوں کے ساتھ جماع کرنے کے۔اوراسی طرح ہدایہ میں ہے **وَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَاءَ** کہ اور حاجی کے لئے عورتوں کے سوا ہر چیز حلال ہوگی۔

رمی جمار، قربانی اور حلق میں ترتیب کا وجوب

۱۰ ذی الحجہ کو چار افعالِ حج ادا کئے جاتے ہیں، ان میں سے تین میں ترتیب واجب ہے
(۱) رمی جمار (۲) قربانی دینا (۳) حلق وقصر (سر کے بال مندوانا اور کتروانا)

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمھما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی ترتیب واجب ہے اور مقدم ومؤخر کرنے سے دم لازم ہوگا۔صاحبین (امام ابویوسف، امام محمد) امام شافعی، امام احمد، اور امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترتیب سنت ہے۔اس لئے ان امور میں تقدیم وتاخیر سے کوئی دم لازم نہیں آئے گا (تفسیر مظھری، مرقاۃ، ھدایہ)۔

(۴) اور چوتھا کام دسویں ذی الحجہ کو طواف زیارت کرنا ہے۔ اور اس کو مقدم و مؤخر کرنے سے دم لازم نہیں ہوتا کیونکہ ترتیب تین کاموں میں واجب ہے۔ (بدائع الصنائع)۔ مگر صاحبین کے نزدیک ترتیب سنت ہے، واجب نہیں۔ اگر ان افعال میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کچھ واجب نہیں ہوتا (ردالمختار)۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک بھی ترتیب سنت ہے

۔

طواف زیارت

حج کا تیسرا فرض طواف زیارت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **وَلۡيَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ** (سورہ حج ۲۹)۔ (ترجمہ): اور انہیں چاہیئے کہ وہ اس قدیم گھر کا طواف کریں۔ ۱۰ ذی الحجہ کو تینوں کاموں کے بعد طواف زیارت کے لئے مکہ جائے اور طواف زیارت کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حجۃ الوداع والی حدیث میں روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان گاہ تشریف لائے۔ اونٹ ذبح کئے پھر اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور طواف افاضہ کیا۔ ظہر کی نماز مسجد مکہ میں ادا کی اس کے بعد بنی عبد المطلب کے پاس تشریف لائے جو لوگوں پر زمزم پلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے بنو عبد المطلب خوب پانی نکالو اور لوگوں کے پلاؤ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ (میرے پانی نکال کر پینے یا پلانے کے بعد) لوگ (خود پانی نکالنے کی سنت ادا کرنے کے لئے) تم سے ڈول زبردستی حاصل کر لیں گے تو میں بھی تمہارے پاس مل کر پانی نکالتا۔ تب بنی عبد المطلب کے لوگوں نے پانی کا ایک ڈول (نکال کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا اور آپ نے اس سے پیا۔ (مسلم)۔

اب احرام کا ہونا لازمی نہیں ہے کیونکہ احرام کی چادریں قصر وحلق کے بعد اتار دی جاتی ہیں۔
طواف زیارت ۱۰ ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ تک کسی وقت بھی اداء کرنا واجب ہے۔ اگر بلا عذر ان تین دنوں میں ادا نہ کیا تو تاخیر کرنے پر دم لازم ہوگا اور گنہگار بھی ہوگا (بدائع الصنائع)۔ اگر اس حج تمتع کرنے والے نے حج کا احرام باندھ کر منی میں جانے سے پہلے طواف وسعی کرلی تو طواف زیارت میں رمل نہیں کرے گا اور نہ ہی سعی کرے گا کیونکہ وہ ایک بار سعی کر چکا ہے (ھدایہ)۔
طواف زیارت پورا کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے اور پھر سعی کرے اگر پہلے نہیں کی تھی۔ اور آب زمزم خوب پیئے۔

حائضہ عورت کا طواف

مسئلہ: اگر طواف زیارت سے قبل کسی عورت کو حیض یا نفاس آجائے اور اس کے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس کی گنجائش نہ ہو کہ وہ حیض اور نفاس سے پاک ہوکر طواف زیارت کر سکے اور اس کے لئے سفر بھی ضروری ہو۔ مثلاً تاریخ آگے نہیں ہوسکتی یا قافلے والے جا رہے ہیں تو بحالت مجبوری وہ طواف زیارت کرسکتی ہے۔ اور یہ طواف زیارت شرعاً معتبر ہوگا۔ وہ پورے طور پر حلال ہوجائے گی لیکن اس پر بدنہ (بڑے جانور، اونٹ یا گائے کی قربانی) بطور جنایت حدود حرم میں دینا لازم ہوگی لیکن اس کا حج صحیح ہوگا۔
مولانا علی قاری فرماتے ہیں در شرح منسک متوسط آوردہ کہ اگر طواف زیارت کردزنے در حالت حیض صحیح گردد طواف در حق سقوط فرضیت ولازم اید بروی ذبح بدنہ وعاصیہ گردد بسبب دخول در مسجد وطواف بغیر طہارت وواجب باشد بروی اعادۃ آن طواف مع الطھارۃ پس اگر

اعادہ کرد ساقط گرد د بدنہ از وی و واجب باشد بروی توبہ از معصیت اگر چہ بدنہ دہد (حیات القلوب، ص ٨٣)۔

مسئلہ: طواف زیارت مرنے سے قبل فوت (ساقط) نہیں ہوتا اور اس کی طرف سے بدل بھی جائز نہیں ہوتا کیونکہ یہ طواف حج کا رکن ہے مگر صرف ایک مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص (حاجی) وقوف عرفات کے بعد طواف زیارت سے پہلے فوت ہو جائے اور وصیت کرے اپنے حج کے پورا کرنے کی تو بقیہ اعمال حج سے بدنہ واجب ہوگا جیسے وقوف مزدلفہ، رمی جمار، طواف زیارت اور طواف وداع۔ تو پھر اس کا حج مکمل ہو جائے گا (حیات القلوب، ص ٢١٠) ۔

منیٰ میں نماز قصر کرنا

منیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ نمازیں ادا کیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر۔ یہاں منیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازیں قصر کر کے پڑھی تھیں یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکعت والی نماز کی دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعت پڑھیں تھیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعت پڑھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ابتدائے خلافت (چھ سال) میں دو ہی رکعت پڑھیں لیکن بعد میں چار رکعت پڑھنے لگے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ وہ جب امام (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ) نماز پڑھتے تھے تو چار رکعت پڑھتے تھے اور جب اکیلے (سفر میں) نماز پڑھتے تو دو رکعت ہی پڑھتے تھے (مشکوۃ ص ١١٩ بحوالہ بخاری و مسلم)۔ حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے لئے جو اسباب بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قبیلہ دار تھے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تو جواب فرمایا میں قبیلہ دار ہوں۔ اور انہوں نے مکہ مکرمہ میں نکاح کیا تھا اور ان کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہنا پڑتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو مقیم سمجھتے تھے۔ یا اس بناء پر کہ آپ آخر میں حضرت عائشہؓ کے موافق ہو گئے تھے کہ قصر کرنا یا پوری نماز پڑھنا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ قصر محض (رخصت ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسانی کی غرض سے رخصت کو اختیار کیا (اشعۃ اللمعات)۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ لکھتے ہیں یعنی آخر خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف منی میں چار پڑھنے لگے، منی کے علاوہ اور سفر میں کبھی اتمام نہ کیا اور منی میں آ کر کبھی قصر نہ کیا۔ اگر آپ مسافر کو اختیار مانتے تو اس زمانہ میں کبھی قصر کرتے کبھی اتمام۔

خیال رہے کہ آپ کے منی میں اتمام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عہد عثمانی کے نومسلموں نے آپ کو منی میں قصر کرتے دیکھا تو سمجھے کہ اسلام میں نماز کی دو رکعتیں ہیں۔ اسی وہم کو دور کرنے کے لئے آپ نے مکہ معظّمہ میں اپنا ایک گھر بنایا وہاں اپنی ایک بیوی کو مقیم کر کے رکھا۔ اب اگر ایک دن کے لئے بھی آپ مکہ معظّمہ آتے تو نماز پوری کرتے تھے (مراۃ، ج۲، ص۳۱۵)۔

منی کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال

اللہ عزوجل فرماتا ہے فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۔ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۔ وَاللّٰهُ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (سورہ بقرہ ۲۰۰ تا ۲۰۳)۔(ترجمہ): پھر جب حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ۔اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ ان کی کمائی سے ان کا حصہ ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں ۔تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر کچھ گناہ نہیں پرہیز گار کے لئے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم کو اس کی طرف اٹھنا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بطن محسر میں پہنچے اور یہاں جانور کو تیز کر دیا۔ پھر وہاں سے بیچ والے راستہ سے چلے جو جمرہ کبری کو گیا ہے۔ جب اس جمرہ کے پاس پہنچے تو اس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر تکبیر کہتے اور بطن وادی سے رمی کی ۔ پھر منحر میں آ کر تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کو دیدیا بقیہ کو انھوں نے نحر کیا۔اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی میں انہیں شریک کر لیا۔ پھر حکم فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا ہانڈی میں ڈال کر پکایا جائے۔ دونوں صاحبوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور شوربا پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔اور ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی (مسلم،

کتاب الحج، ح ۱۲۱۸)۔

طواف زیارت کے بعد واپس منیٰ میں آجائے۔ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ کو منیٰ میں ٹھہرے اور تینوں راتیں منیٰ میں گزارنا سنت ہے۔ بلا وجہ کسی اور جگہ رہنا خلاف سنت ہوگا۔ قیام منیٰ کے دوران مسجد خیف میں نمازیں ادا کرے اور اس قیام کو بھی غنیمت سمجھے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اسی لئے ائمہ احناف اور امام مالک کے نزدیک یہاں خطبہ دینا سنت ہے کہ جس میں احکام بیان کئے جائیں۔ قیام منیٰ کے دوران اگر کوئی بوجہ مجبوری کے مکہ شریف میں ٹھہرنا چاہے تو جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں شب باشی کی اجازت طلب کی کیونکہ وہ لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی (بخاری کتاب المناسک)۔

حج کا چوتھا دن (۱۱ ذی الحجہ)

۱۱ ذی الحجہ کو جمرہ اولی، جمرہ وسطی اور جمرہ عقبہ پر سات سات کنکریاں مارنا (زوال کے بعد) واجب ہیں اور ان کا وقت زوال سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ جمرہ اولی پر کنکریاں مارنے کے بعد دعا کرے اور اسی طرح جمرہ وسطی پر کنکریاں مارنے کے بعد دعا مانگے

۔ویکثر الاذکار والثناء علی وجه الخضوع والخشوع لا السمعة والریا لا عند الجمرة العقبه (بدایۃ السالک) مگر جمرہ عقبہ پر رمی کے بعد نہ ٹھہرے اور نہ دعا کرے کیونکہ یہاں ٹھہرنا اور دعا کرنا ثابت نہیں ہے۔ صرف جمرہ اولی اور جمرہ وسطی پر رمی

کرنے کے بعد ٹھہر کر دعا کرنا سنت ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس جمرے کو رمی فرماتے جو منی کی مسجد کے متصل ہے تو سات کنکریاں اس پر مارتے۔ ہر کنکری مارنے پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے پھر آگے بڑھ جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور دیر تک کھڑے رہتے۔ پھر دوسرے جمرے پر آتے۔ اس پر سات کنکریاں مارتے ہر کنکری مارتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے۔ پھر نالے کے نزدیک بائیں طرف اتر جاتے اور قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور کھڑے رہتے۔ پھر اس جمرہ پر آتے جو عقبہ پر ہے۔ اس پر بھی سات کنکریاں مارتے، ہر کنکری پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے۔ پھر وہاں سے لوٹ آتے۔ اور وہاں (دعا کے لئے) نہ ٹھہرتے (بخاری) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جمرہ اولی، جمرہ وسطی کے پاس ٹھہرے اور دعا مانگے اور دوسرا یہ کہ ہر کنکری مارتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ تیسرا یہ کہ جمرہ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرے اور نہ دعا مانگے۔ (واللہ اعلم)۔

حج کا پانچواں دن (۱۲ ذی الحجہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ۔ (ترجمہ): اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایام معدودہ سے مراد دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ ہے (تاویلات اہل السنۃ)۔

گیارہویں، بارہویں کی رمی جمار کے اوقات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ (مسلم ابن ماجہ)۔ (ترجمہ): کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید

قربان کے دن چاشت کے وقت کنکریاں ماریں اور اسکے بعد (دوسرے دنوں میں) جب سورج ڈھل گیا کنکریاں ماریں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۰ ذی الحجہ چاشت کے وقت رمی کی اور اس کے بعد کے دونوں میں آفتاب ڈھلنے کے بعد (بخاری)۔یعنی گیارہویں، بارہویں کو سورج ڈھلنے کے بعد کنکریاں ماریں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں كُنَّا نَتحين فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا (بخاری)۔(ترجمہ): ہم لوگ رمی کے وقت کا انتظار کیا کرتے تھے۔جب سورج ڈھل جاتا تو ہم رمی کرتے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے لَا تَرْمُوا الْجِمَارَ فِي الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ حَتَّى تَزُوْلَ الشَّمْسُ (مئوطا)۔(ترجمہ):ان تین جمروں پر کنکریاں سورج ڈھلنے سے قبل نہ مارو۔

گیارہویں بارہویں ذی الحجہ کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے۔اور رمی جمار کا وقت زوال کے بعد ہے۔اس سے قبل مارنے پر دم لازم آتا ہے۔نیز دوبارہ کنکریاں مارنی ہوں گی۔

حج کے چھٹے دن (تیرہویں ذی الحجہ) کی رمی جمار

تیرہویں ذی الحجہ کی رمی جمار اختیاری ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (سورہ بقرہ ۲۰۳)۔(ترجمہ):تو جو جلدی کر کے دو دن میں (مکہ شریف) چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو (منی میں) رہ جائے (کنکریاں مارنے کے لئے) تو اس پر کچھ گناہ نہیں پرہیزگار کے لئے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم کو اس کی طرف اٹھنا ہے۔

اگر بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی سے فارغ ہوکر مکہ شریف واپس آ جائے تو ۱۳ ذی الحجہ کی رمی ساقط ہو جائے گی۔ اگر ۱۳ ذی الحجہ کو طلوع فجر کے بعد منیٰ سے گیا تو بالاتفاق اس پر دم واجب ہوگا (عمدۃ الفقہ)۔

۱۳ ذی الحجہ کو اختیار ہے اگر چاہے تو منی میں ٹھہرے اور تینوں جمروں پر کنکریاں مارے۔ اور اگر چاہے ۱۲ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے قبل مکہ مکرمہ میں لوٹ آئے تو جائز ہے۔ اور ۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں ٹھہرے تو زوال کے بعد رمی واجب ہے۔ قبل زوال مکروہ ہے۔ نہ مارنے کی صورت میں دم واجب ہوتا ہے (حیات القلوب، ص ۲۲۱)۔

امام برھان الدین علی مرغینانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ افضل یہی ہے کہ تیرہویں ذی الحجہ تک منی میں ٹھہرا رہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منی میں قیام فرمایا یہاں تک کہ آپ نے چوتھے دن یعنی تیرہویں ذی الحجہ کو بھی تینوں جمروں کی رمی فرمائی (ھدایہ)۔ اور چوتھے دن تیرہویں کو بھی زوال کے بعد رمی جمار کرلے اور یہی صاحبین اور امام شافعی کا قول ہے۔ مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آفتاب بلند ہو تو رمی جائز ہے۔ مشہور روایت کے مطابق زوال کے بعد کنکریاں مارے (ھدایہ)۔

تیرہویں کو رمی جمار کرنا افضل ہے اس لئے کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوتھے دن تیرھویں ذی الحجہ کو بھی زوال کے بعد رمی کی تھی۔ فَلَا يَرْمِي قَبْلَه (مرقاۃ، ج ۵، ص ۵۱۳) تو زوال سے پہلے رمی نہ کرے۔

کیا تین دنوں میں ہر روز رمی جمار جائز ہے؟

شیخ احمد عبدالغفور عطار لکھتے ہیں وَقَدْ اَفْتَى عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ المعاصرين بجواز

رمی ایام التشریق مِنَ الصباح اِلَی اللَّیْلِ وھُمْ عَلٰی حَقٍ فَکَثْرَۃ عدۃ الحجَّاج تَمْنَعُ مِن الرمی فی ھذا الوقت الضَّیِقِ وَیَتَعَذَّرُ الرَمیُ مِنَ الزَّوَالِ وَقَبْلُ الْغَرُوْبِ بِالنِسْبَۃِ لِجَمِیْعِ الْحَجَّاجِ فَفِی اِطَاعَۃِ وَقت الرمی سعۃ لَّھُمْ (حجۃ النبی واحکام ص ۳۳۰ من منشورات وزرات الحج والاوقاف فی المملکۃ العربیۃ السودیۃ)۔(ترجمہ: مسلمان علماء معاصرین نے فتوی دیا ہے کہ ایام میں تشریق میں صبح سے لے کر شام تک کنکریاں مارنا جائز ہے اور وہ علما اس مسئلہ میں حق پر ہیں اس لئے کے حجاج کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔اور اس تنگ وقت میں رمی جمار کے لئے مانع ہے اور زوال سے غروب افتاب تک رمی جمار دشوار ہے تمام حاجیوں کے لئے تو اس فتوی کی رو سے وقت رمی جمار میں گنجائش ہے۔

صاحب نعمت الباری ج ۴ کے ص ۱۹۲ پر لکھتے ہیں لہٰذا اس ضرر سے بچنے کے لئے ان آخری تین دنوں میں بھی طلوع افتاب کے بعد کنکریاں ماری جائیں تو استحسانا جائز ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا، اور طلوع فجر کے بعد کنکریاں مارنے کی گنجائش ہے۔۔۔ نیز آخری تین دنوں میں زوال سے پہلے کنکریاں مارنا صرف سنت ہے اور جان کی حفاظت واجب ہے اس لئے ان آخری تین دنوں میں بھی طلوع آفتاب کے بعد کنکریاں مارنی چاہئیں۔

یہ فتوی امر مجبوری کے تحت دیا گیا ہے لیکن رمی جمار سنت طریقے پر زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔

منی سے مکہ مکرمہ کو واپسی

منی سے واپسی پر وادی محصب (وادی ابطحا، وادی ابطح) میں کچھ دیر کے لئے ٹھہرنا سنت ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں پھر محصب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے پھر سوار ہو کر خانہ کعبہ کو گئے وہاں طواف کیا (بخاری)۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم مقام ابطح میں کچھ دیر کے لئے اترتے تھے (حیاۃ القلوب ص ۲۱۶) یہ وادی محصب جنت المعلی کے قریب ہے۔ اب جدید تعمیرات کی وجہ سے اس کا پتہ نہیں چل سکتا مسجد الاجابہ کے نام سے ایک مسجد ہے جس کے ذریعہ سے اس جگہ کی پہچان ہو سکتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں سواری سے اتر کر دعا کرے۔

طواف وداع

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ (حج) ادا کرنے کے بعد جدھر چاہتے چلے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کو ئی شخص اس وقت تک نہ جائے حب تک آخری بار طواف وداع نہ کرے (مسلم)۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ مکہ شریف سے رخصت ہوتے ہوئے اس کا آخری عمل بیت اللہ شریف کا طواف ہے البتہ حائض عورتوں کو اس کی رخصت دی ہے کہ وہ طواف کئے بغیر مکہ معظّمہ سے چلی جائیں (مسلم)۔

یہ طواف میقات سے باہر رہنے والے ہر حاجی پر واجب ہے۔ اور طواف الوداع مکہ شریف سے وطن واپسی سے قبل کیا جائے اور اس کے بعد رخصت ہو جائے طواف وداع کی نیت یوں کرے کہ میں نے نیت کی اس گھر کے طواف وداع کے سات کامل چکروں کی اللہ تعالیٰ

کے لئے۔ اللہ اکبر کہے پھر بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور کہے بِسْمِ اللّٰہِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ پھر حجر اسود کا استلام کر کے طواف شروع کرے جب سات پھیرے پورے ہو جائیں تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز نفل ادا کرے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو کیونکہ اوقات مکروہ میں ہر جگہ نماز پڑھنی منع ہے۔ آب زمزم پیئے۔ آب زمزم پینا مستحب ہے۔ پھر مقام ملتزم کے پاس آ کر دعا کرے۔ اور حسرت وافسوس اور غم کا اظہار کرتے ہوئے رخصت ہو جائے اور رخصت ہونے سے قبل یہ دعا خلوص دل سے مانگے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا كَافِيًا۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیَ الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ مَرَّةً بَعْدَ الْمَرَّةِ اِلٰی بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمَقْبُوْلِيْنَ عِنْدَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَهٗ اٰخِرَ الْعَهْدِ فَعَوِّضْنِیْ عَنْهُ الْجَنَّةَ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَنَاتِهٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ وَاَوْلِيَاءِ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(ترجمہ): تمام پاک بابرکت وافر اور کفایت کرنے والی تعریف سب اللہ کے لئے ہے اے اللہ مجھ کو (حج وعمرہ) سے واپسی کے بعد پھر خانہ کعبہ کی جانب بار بار آنے کی توفیق عطا فرما۔ اے بزرگی اور عزت والے مجھے اپنے مقبول بندوں میں سے بنا لے۔ اے اللہ تو اس گھر کی زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ بنا اور اگر یہ آخری زیارت تو نے بنائی

ہے تو مجھے اس کے عوض جنت عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے رحمت کاملہ نازل فرما بہترین مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی اہل پر ان کے صحابہ پر ان کی بیویوں پر ان کی بیٹیوں پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے علماء اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء پر بھی رحمت نازل فرما امین۔

نقشہ اعمال حج ائمہ مذاہب اربعہ کی روشنی میں

کام	حنفیہ	شافعیہ	مالکیہ	حنابلہ
حج	فورا فرض	تاریخ سے فرض	فورا فرض	فورا فرض
احرام حج	شرط و رکن	رکن	رکن	رکن
احرام بالعمرہ	سنت	سنت	سنت یا واجب	سنت
احرام میقات سے	واجب	واجب	واجب	واجب
احرام کے لئے غسل	سنت	سنت	سنت	سنت
احرام کے لئے خوشبو لگانا	سنت	سنت	مکروہ	مستحب
تلبیہ	سنت	سنت	واجب	سنت
طواف قدوم	سنت	سنت	واجب	سنت

طواف کی نیت	شرط	شرط	واجب	شرط
طواف حجر اسود سے شروع کرنا	واجب	شرط	واجب	شرط
قادر کو سعی میں پیدل چلنا	واجب	شرط	شرط	شرط
طواف کے وقت کعبہ کو بائیں طرف کرنا	واجب	شرط	شرط	شرط
باوضو طواف کرنا	واجب	شرط	شرط	شرط
طواف کے سات چکر	واجب	شرط	شرط	شرط
طواف کی دو رکعتیں	واجب	سنت یا واجب	واجب	سنت
طواف عمرہ	رکن	رکن	رکن	رکن
حج اور عمرہ کی سعی	واجب	رکن	رکن	رکن
سعی طواف کے بعد کرنا	واجب	شرط	واجب	شرط
سعی کی نیت کرنا	واجب	شرط	شرط	شرط
صفا سے سعی شروع کرنا اور مروہ پر ختم	واجب	شرط	شرط	شرط
قدرت کے ساتھ چلنا	واجب	سنت	واجب	شرط
سات چکر چلنا	واجب	شرط	شرط	شرط

لگاتار سعی کے چکر لگانا	سنت	سنت	واجب	شرط
عمرہ میں حلق یا قصر	واجب	واجب	واجب	واجب
حج کی رات منٰی میں بسر کرنا	واجب	سنت	واجب	مستحب
وقوف عرفہ	رکن	رکن	رکن	رکن
وقت وقوف عرفہ سورج ڈھلنے سے لے کر عید کے دن کی صبح صادق تک وقت وقوف سورج کے غروب ہونے کے بعد تک	واجب	سنت	رکن	واجب
عرفہ سے منی کی جانب روانگی امام یا نائب کے ساتھ	واجب	سنت	واجب	سنت
مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھنا	واجب	سنت	سنت	سنت
مزدلفہ میں رات گزارنا	واجب	واجب	واجب	واجب
مزدلفہ میں وقوف کرنا	واجب	واجب	سنت یا مستحب	واجب
عید کے دن جمرہ عقبہ کو رمی کرنا	واجب	واجب	واجب	واجب
حلق و تقصیر حج میں	واجب	رکن	واجب	واجب

رمی ذبح اور حلق کے درمیان ترتیب	واجب	سنت	سنت	سنت
حرم اور ایام نحر میں حلق کرنا	واجب	سنت	سنت	سنت
طواف زیارت	رکن موکد	رکن	رکن	رکن
طواف زیارت کا قربانی کے دنوں میں ہونا	واجب	رکن	واجب	
رمی سے طواف زیارت میں تاخیر کرنا	سنت	سنت	واجب	سنت
ایام تشریق میں رمی جمار	واجب	واجب	واجب	واجب
ایام تشریق میں رمی جمار	واجب	واجب	واجب	واجب
رمی میں رات تک دیر نہ کرنا	سنت	سنت	واجب	سنت
ایام تشریع کی راتیں منی میں ٹھہرنا	سنت	واجب	واجب	واجب
طواف الوداع	واجب	واجب	مستحب	واجب

(مناسک الحج والعمرۃ وزیارۃ المدینۃ المنورۃ علی المذاھب الاربعۃ ص ۱۷۲)

مؤلف کی دعا

یا اللہ راقم الحروف کو تو نے سات مرتبہ اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائی ہے اور میرے اہل خانہ کو بھی تین مرتبہ یہ سعادت عطا کی ہے۔ یا اللہ یہ سب تیرا ہی فضل و کرم اور احسان تھا ہم اس تیری دی ہوئی توفیق پر تیرا شکر ادا کرتے ہیں ہم اس لائق کب تھے تو نے ہی اپنے کرم

سے نوازا اور شرف بخشا ہے۔ یا اللہ پھر ہم سب کو اپنے گھر کا دیدار عطاء فرما۔ یا اللہ ہمارے گھر کے ہر فرد کو حرمین شریفین کی حاضری نصیب فرما۔ یا اللہ جب آخری وقت آ جائے جس کا آنا برحق ہے ہمیں وہاں ہی دیار حبیب میں جگہ عطاء فرما۔ یا اللہ تو ہر چیز پر قادر اور سب پر غالب ہے امین۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ لَنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ وَزِیَارَۃَ قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْن۔

باب دہم

محصر کا بیان

محصر کا ذکر قران کریم میں یوں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرتا ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤُسَکُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ (بقرہ ۱۹۶)۔ (ترجمہ): اور تم پورا کرو حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کے لئے۔ پس اگر تم حج وعمرہ سے روک دیئے جاؤ تو جو قربانی میسر آئے (وہ آگے بھیج دو) اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ منی میں نہ پہنچ جائے مسئلہ: جس نے حج وعمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کرسکا اسے محصر کہتے ہیں (حج وعمرہ سے رکا ہوا) جن وجوہ سے حج وعمرہ نہ کرسکے وہ یہ ہیں دشمن، درندہ، مرض، ہاتھ پاؤں ٹوٹ جانے، قید کے ڈر سے، عورت کے محرم یا جس کے ساتھ جارہی تھی اس کا انتقال ہوجانا، مصارف یا سواری کا ہلاک ہوجانا، شوہر کا اپنی بیوی کو نفلی حج سے روکنا، اسی طرح مولا، لونڈی اور غلام کو منع کردے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ (عمرہ کے لئے) گئے تو کفار قریش نے ہمیں کعبہ پہنچنے سے پہلے (حدیبیہ) روک دیا چنانچہ

آپ نے اپنی ہدی (قربانی) کے جانور (وہیں) ذبح کئے اور سر منڈایا اور آپ کے بعض صحابہ نے بال کتروائے اور بعض نے سر منڈوائے۔

مسئلہ؛ محصر کو اجازت ہے کہ حرم میں قربانی بھیج دے جب قربانی ہو جائے گی تو اس کا احرام کھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے۔ بغیر اسکے احرام نہیں کھول سکتا جب تک مکہ معظّمہ پہنچ کر طواف وسعی وحلق نہ کرے روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہیں چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو۔ احرام باندھتے وقت اگر شرط لگائی ہے کہ کسی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکوں تو احرام کھول دوں گا تب بھی یہی حکم ہے اس شرط کا کچھ اثر نہیں۔

محرم کا بیماری کی وجہ سے فدیہ دینا

فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ بِهٖۤ اَذًى مِّنۡ رَّاۡسِهٖ فَفِدۡيَةٌ مِّنۡ صِيَامٍ اَوۡ صَدَقَةٍ اَوۡ نُسُكٍ۔ (ترجمہ): پس جو شخص تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو فدیہ کے روزے ہیں یا صدقہ یا قربانی۔ یعنی تین روزے رکھے، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا بکری ذبح کرے۔

اگر کسی مرض کی وجہ سے سر کے بال (احرام میں) منڈوائے تو اس کے لئے جبر نقصان کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے

حج کے فوت ہونے کی صورت میں قضا کرنا ہوگا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے رسول ﷺ کی سنت یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روکا جائے تو وہ بیت اللہ کا

طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے ہر چیز سے حلال ہو جائے تاکہ وہ اگلے سال حج کرے اور ھدی ذبح کرے اگر وہ ھدی ذبح نہ کر سکتا ہو تو وہ روزہ رکھے، (مشکوۃ)۔ حج فوت ہو جانے کی صورت میں آئندہ سال قضا کی جائے۔ مسئلہ: جس کا حج فوت ہو گیا یعنی وقوف عرفہ اسے نہ ملا تو طواف و سعی کر کے سر منڈا یا یا بال کترو اکر احرام سے باہر ہو جائے اور آئندہ حج کرے اور اس پر دم واجب نہیں۔ مسئلہ؛ عمرہ فوت نہیں ہو سکتا کہ اس کا وقت عمر بھر ہے اور جس کا حج فوت ہو گیا اس پر طواف صدر وداع نہیں ہے۔

حج بدل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہء خَثْعَم کی ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ کے فریضہ نے جو اس کے بندوں پر ہے میرے باپ کو بہت بوڑھا پایا ہے (کہ باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے) سواری پر بیٹھ نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر دوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں (اسکی طرف سے حج کرو) راوی کہتے ہیں کہ گفتگو حجۃ الوداع کے موقع پر ہوئی تھی (بخاری و مسلم)۔ حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بذات خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ بلا شبہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے وہ حج و عمرہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور سواری پر بیٹھ نہیں سکتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ ادا کر (مشکوۃ)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر وہ مر گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے ذمہ اگر کوئی مطالبہ (قرض) ہوتا تو کیا تم ادا کرتے۔ اس

نے کہا، ہاں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،تو پھر اللہ تعالیٰ کا مطالبہ (نزر) ادا کر کیونکہ اس کا ادا کرنا ضروری ہے(مشکوۃ بحوالہ بخاری ومسلم)۔بدنی، مالی، مرکب، عبادت بدنی، میں نیابت نہیں ہوسکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا ادا نہیں کرسکتا جیسے نماز روزہ۔مالی میں نیابت بہرحال جاری ہوسکتی ہے جیسے زکوۃ وصدقہ مرکب میں عاجز ہوتو دوسرا اسکی طرف سے کرسکتا ہے ورنہ نہیں جیسے حج۔رہا ثواب پہنچانا کہ وہ جو عبادت کی جائے اسکا ثواب کسی کو پہنچے اس میں کسی عبادت کی تخصیص نہیں ہے۔ہر عبادت یعنی نماز، روزہ، زکوۃ، حج، صدقہ، تلاوت قرآن، ذکر، زیارت قبور فرض ونفل سب کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچایا جاسکتا ہے(بہار شریعت)۔بہرحال کسی دوسرے شخص سے حج کرانے کو حج بدل کہتے ہیں حج کرانے والے کو آمر اور اسکے حج کرنے والے کو مامور کہا جاتا ہے۔

حج بدل کرانے کی بہت سی شرطیں ہیں مگر یہاں چند ضروری شرطیں ذکر کی جاتی ہیں (۱) جو حج بدل کراتا ہو اس پر حج فرض ہو (۲) جسکی طرف سے حج کیا جائے وہ عاجز ہو کہ حج بالکل نہ کرسکتا ہو (۳) وقت حج سے موت تک عزر برابر باقی ہے (۴) جسکی طرف سے کیا جائے اس نے حکم دیا ہو بغیر اس کے حکم کے نہیں کرسکتا (۵) مصارف اسکے مال سے ہوں جسکی طرف سے حج کیا جائے لہٰذا اگر مامور نے اپنا مال صرف کیا حج بدل نہ ہوا (لہٰذا تمام مصارف حج آمر کے اجازت سے ہوں گے دم شکر ہو یا دم احصار اور یا دم جنایت) (۶) جسکو حکم دیا ہے وہی حج کرے دوسرا کرے گا تو نہیں ہوگا (۷) اسکے وطن سے حج کیا جائے (۸) میقات سے حج کا احرام باندھے اگر اس نے اس کا حکم دیا ہو (۹) اسکی نیت سے حج کرے، یعنی احرام باندھنے کے وقت آمر کی طرف سے حج کی نیت کرے اگر احرام

باندھنے کے بعد بھی نیت کرے تو درست ہے۔ نیت کے الفاظ یہ ہیں، اَحْرَمْتُ عَنْ فُلاَنٍ یا یہ کہے لَبَّیْكَ یا نَوَیْتُ عَنْ فُلاَنٍ۔ بہتر یہ ہے کہ آمر کے حج کی نیت اس طرح کرے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ عَنْ فُلاَنٍ وَاَحْرَمْتُ عَنْہُ لَبَّیْكَ بِحَجَّۃٍ عَنْہُ۔ فلاں کی جگہ اس کا نام لے اگر یاد ہو۔ یہ شرطیں اور دیگر حج جیسی شرطیں حج فرض میں ہیں۔ حج نفل ہو تو ان میں سے کوئی شرط نہیں۔ اگر آمر نے اس کو حج کرنے کا حکم دیا ہے۔

مسئلہ: حج بدل وہ کرے جو اپنا حج فرض ادا کر چکا ہے اگر ادا نہیں کیا تو حج بدل ہو جائے گا مگر خود گنہگار ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے عمرہ کی نیت کرنا چاہے تو یوں نیت کرے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ عَنْ فُلاَنٍ یا یوں کہے لَبَّیْكَ عَنْ فُلاَنٍ یا عَنْ آمِرٍ، اور درمختار میں ہے کہ نائب اپنے منیب (نائب بنانے والا) آمر کی طرف سے حج کرے تو احرام باندھنے کے وقت یوں کہے، اَحْرَمْتُ عَنْ فُلاَنٍ یا لَبَّیْكَ عَنْ فُلاَنٍ کہ میں نے فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھا اور میں نے فلاں کی طرف سے لبیک کہا۔ اگر نائب بنانے والے کا نام بھول جائے اور آمر کرنے والے کی طرف سے نیت کرے تو صحیح ہے اور دل کی نیت کافی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے عہد سے لے کر آج تک اہل اسلام کا اسی پر عمل چلا آ رہا ہے، کہ قبور کی زیارت کرتے ہیں اور قبور پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، مردوں کو کفن پہناتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور ان عبادات کا ثواب مردوں کو بخشتے ہیں۔ (بدائع الصنائع)۔

ایصال ثواب کیلئے حج کرنا

جس شخص پر حج فرض نہیں تھا اور حج کرنے کی اس نے وصیت بھی نہ کی ہوا گر وارث اس کا حج کریں یا کسی سے کرائیں تو یہ حج نفلی ہوگا۔ مرحوم کو اس کا ثواب ضرور ملے گا۔ اگر وصیت نہ ہو تو جیسا حج چاہیے کر سکتا ہے۔ وہ بدل نہیں ہوگا بلکہ ایصال ثواب کیلئے ہوگا بہتر یہ ہے کہ پہلے والدہ کے ایصال ثواب کیلئے حج کرے کیونکہ والدہ کے حقوق زیادہ ہوتے ہیں پھر والد کی طرف سے برائے ایصال ثواب حج کرے۔ اور اگر دونوں کی طرف سے ایک حج کرے پھر دونوں کی روحوں کو ثواب بخش دے تو جائز ہے۔

وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ عَنْ اَبَوَيْهِ يُجْزِئُه اَنْ يَّجْعَلَ عَنْ اَحَدِهِمَا لِاَنَّ مَنْ حَجَّ عَنْ غَيْرِهٖ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ فَاِنَّمَا يَجْعَلُ ثَوَابَ حَجِّهٖ لَهٗ وَ ذٰلِكَ بَعْدَ اَدَاءِ الْحَجِّ فَلَغَتْ نِيَّتُهٗ قَبْلَ اَدَائِهٖ وَ صَحَّ جَعْلُهٗ ثَوَابَهٗ لِاَحَدِهِمَا بَعْدَ الْاَدَاءِ (الهدايه باب الحج عن الغير)۔

جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے حج کا تلبیہ پڑھا تو اسکو جائز ہے کہ حج کو ایک کی طرف سے کر دے کیونکہ اس نے اسکی بغیر اجازت کے حج کیا تو وہ اس کا ثواب اس کے غیر کے لئے کر دے اور یہ احرام کے وقت سے لغو ہے۔ کیونکہ ابھی تک حج نہیں کیا اور حج کا ثواب حج کی آدائیگی کے بعد کر دے، حالانکہ احرام میں اس نے والدین دونوں کی نیت کر لی تھی تو حج اداء ہونے سے قبل لغو ہوگی۔ ادائیگی کے بعد وہ والدین میں سے ایک کی نیت کی تو جائز ہے اور اس کا ثواب دونوں میں سے جس کے لئے چاہے کر دے تو صحیح ہے جیسے دونوں کیلئے ثواب اور دونوں کے واسطے ھدیہ کر دے تو بھی صحیح ہے (عین الھدایہ) مثلا کوئی شخص حج کرے اور ادائیگی کے بعد یوں دعا کرے کہ اے اللہ اس حج کا ثواب میرے والدین کو

پہنچاءتو ان کوثواب ملے گا اور یہ بہتر ہے۔

باب یازدھم

جنایات کا بیان (قصور کرنا، غلطی یا کمی کرنا)

جب کوئی شخص مرد یا عورت احرام میں داخل ہو جائے تو اس پر احرام کی وجہ سے کچھ پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں۔ ان پابندیوں کی خلاف ورزی کو جنایت (قصور) کہا جاتا ہے۔ جنایت کی جمع جنایات ہے اور اس کے معنی قصور کے ہیں۔ ان جنایتوں اور قصوروں کی سزائیں مقرر ہیں۔ لہٰذا احرام کی خلاف ورزی میں بعض صورتوں میں دم اور بعض صورتوں میں صدقہ واجب ہوتا ہے۔

جہاں مطلق دم بولا جاتا ہے اس سے ایک سال کا بکرا، بکری مراد ہوتے ہیں اور گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ بھی بکرا، بکری کے قائم مقام ہوسکتا ہے۔ ان جانوروں میں قربانی کے جانور کی شرائط اور اوصاف کا لحاظ رکھنا لازمی ہوتا ہے۔

اور جہاں مطلقا صدقہ بولا جائے اس سے نصف صاع یعنی دو سیر گیہوں مراد ہے۔ تقریباً دو کلو بھی دے دینا درست ہے۔ لیکن جس جنایت پر دم واجب ہوگا اس میں جانور ذبح کرنا ہی واجب ہے۔ اور وہ بھی حرم میں ہونا ضروری ہے۔ دمِ جنایت کا گوشت نہ جنایت کرنے والا خود کھا سکتا ہے اور نہ جو صاحب نصاب ہو۔

اور ارتکاب جنایات (قصور) کی وجہ سے جو کچھ واجب ہو اس کو جزاء یا کفارہ کہتے ہیں یعنی کفارۂ جنایات۔

درمختار میں ہے کہ حج کی بحث میں جنایات سے مراد یہ ہے کہ جو امور احرام اور حرم کی وجہ

سے ممنوع ہیں ان میں قصور سرزد ہو جائے۔ ایسی جنایات کی وجہ سے کبھی دو قربانیاں لازم آتی ہیں، کبھی ایک اور کبھی صدقہ لازم آتا ہے۔

خوشبو لگانا

مسئلہ: مرد ہو یا عورت، دونوں کا حالت احرام میں خوشبو لگانا ممنوع ہے۔

مسئلہ: محرم قصداً خوشبو لگائے یا بھول کر، دونوں حالت میں جزاء واجب ہوتی ہے اور یہ خوشبو بدن پر لگی ہوتی ہے یا بستر پر یا کپڑوں پر۔

مسئلہ: احرام باندھنے سے پہلے عطر لگائی اور احرام کے بعد اس کی خوشبو باقی رہی تو اس سے کوئی جزاء نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی خوشبودار چیز سے خوشبو لگ جائے تب بھی یہی حکم ہے کہ جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر محرم نے خوشبو پورے اعضا یا اس سے زیادہ کو لگائی تو اس پر دم لازم ہے۔ اور اگر اس نے عضو سے کم لگائی اس پر صدقہ لازم ہے۔

مسئلہ: روغن گلاب یا روغن چنبیلی یا کوئی اور خوشبودار تیل لگائے۔ اگر ایک بڑے عضو کامل پر لگا یا تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم ہو تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: بعض لوگ حجر اسود اور رکن یمانی پر خوشبو لگا دیتے ہیں۔ چونکہ احرام میں خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے اس لئے احرام والا ہاتھ یا منہ لگانے سے احتیاط کرے۔ اسی طرح مقام ملتزم پر خوشبو لگی ہوتی ہے۔

مسئلہ: محرم نے اپنے سر پر حناء (مہندی) کا حضاب لگایا ہو تو اس پر دم واجب ہے کیونکہ حناء خوشبودار ہے (الھدایہ)

سلے کپڑے پہننا

یعنی مرد کو ایسا کپڑا پہننا جو پورے بدن پر یا کسی عضو کی ساخت پر بنایا گیا ہو، خواہ سی کر، خواہ بدن پر چپکا کر۔ کرتہ، پاجامہ، ہاف پینٹ، چڈی، شیروانی، بنیان اور ٹوپی وغیرہ ان کا حکم ایک ہی ہے یعنی ہر ایک کے پہننے میں جزاء واجب ہوگی کہ اگر ایک دن یا ایک رات کی مقدار پہنا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہنا تو ایک مٹھی بھر صدقہ کرے۔

سر و چہرہ کو ڈھکنا

مرد کو احرام کی حالت میں سر اور منہ دونوں پر کپڑا لگا کر ڈھانکنا ممنوع ہے اور عورت کے لئے صرف چہرہ پر کپڑا لگانا منع ہے۔ اگر سر یا چہرہ ایسی چیز سے ڈھانکا جس سے عادۃً ڈھانکتے ہیں جیسے عمامہ، ٹوپی یا کوئی دوسرا سلا ہوا یا بغیر سلا ہوا کپڑا، قصداً ہو یا بھول کر، خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو، سوتے یا جاگتے میں، عذر سے ہو یا بلا عذر سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔ اگر ایک کامل رات کی مقدار یا اس سے زیادہ سر یا چہرہ کا چوتھائی حصہ کسی کپڑے سے ڈھانکا تو ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر چوتھائی حصہ سے کم ڈھانکا، یا ایک دن یا ایک رات سے کم مقدار ڈھانکا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: احرام میں چھتری لگانا درست ہے۔

بال مونڈنا اور کترنا

مسئلہ: احرام کی حالت میں بال منڈانا، کترانا، اکھاڑنا، توڑنا، صفا پاوڈر یا صابن سے دور کرنا، جلانا سب ممنوع ہے۔

مسئلہ: اپنے آپ بغیر ہاتھ لگائے گر جائیں یا بیماری سے تمام بال گر پڑیں تو کچھ نہیں۔

مسئلہ: سر، داڑھی، گردن، بغل اور زیر ناف کے سوا باقی اعضاء کے بال منڈوانے میں صرف صدقہ ہے۔

مسئلہ: تمام گردن، ایک پوری بغل یا زیر ناف بال دور کرنے سے دم واجب ہوگا۔ مسئلہ: اگر عورت نے احرام کی حالت میں حلال ہونے سے قبل اپنے پورے سر یا چوتھائی سر یا اس سے زیادہ حصے کے بال ایک پوری انگلی کا تیسرا حصہ کے برابر یا اس سے زیادہ کترائے تو اس پر دم واجب ہے۔

ناخن کترنا

مسئلہ: ایک ہاتھ، پاؤں کے پانچ ناخن کترنے سے یا بیسوں کو ایک ساتھ کاٹنے سے ایک دم لازم ہے۔ اور کسی ہاتھ پاؤں کے پورے پانچ کترے تو ہر ناخن پر ایک صدقہ ہے یہاں تک کہ اگر چاروں ہاتھوں پاؤں کے چار چار کترے تو سولہ (۱۶) صدقے دے۔ مگر یہ صدقوں کی قیمت ایک دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کرے یا دم دے۔ اگر ایک ہاتھ پاؤں کے پانچوں ایک جلسہ میں اور دوسرے کے پانچوں دوسرے جلسے میں کترے تو دم لازم ہیں۔ اور چاروں ہاتھوں پاؤں کے چار جلسوں میں تو چار دم لازم ہیں۔

مسئلہ: ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے یا کاٹنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

جنسی تعلقات

مباشرت فاحشہ اور شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بدن مس کرنے میں دم دے اگرچہ انزال نہ ہوا۔ اور بلاشہوت میں کچھ نہیں۔ یہ افعال عورت کے ساتھ ہوں یا مرد کے ساتھ دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ: مرد کے افعال سے عورت کو لذت آئے تو وہ بھی دم دے۔

مسئلہ: وقوف عرفہ سے پہلے (احرام کی حالت میں) جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا۔ اسے حج کی طرح پورا کر کے دم (بکری) دے اور آئندہ سال میں اس کی قضاء کرے۔ عورت بھی احرام حج میں تھی تو اس پر بھی یہی لازم ہے (الھدایہ)۔

مسئلہ: اگر وقوف عرفات کے بعد سر منڈوانے سے پہلے جماع کر لیا تو حج فاسد نہیں ہوا مگر ایک بدنہ یعنی سالم گائے یا سالم اونٹ ذبح کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اگر محرم نے حلق کرنے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کیا تو نہ اس کا حج فاسد ہو گا اور نہ ہی اس پر بدنہ واجب ہو گا۔ اس پر ایک بکری واجب ہو گی (الھدایہ)۔

مسئلہ: بھول کر جماع کرنے سے بھی حج فاسد ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر وقوف عرفات کے بعد سر منڈوانے سے پہلے جماع کر لیا تو حج فاسد نہیں ہوا مگر ایک بدنہ یعنی سالم گائے یا سالم اونٹ ذبح کرنا لازم ہے۔

مسئلہ۔ وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا اور اگر حلق وطواف سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد بدنہ ہے اور دونوں کے بعد کیا تو کچھ نہیں (عالمگیری)

مسئلہ۔ حج فاسد ہونے کے بعد دوسرے حج کا احرام اسی سال باندھا تو دوسرا نہیں ہے بلکہ وہی ہے جسے اس نے فاسد کر دیا اس ترکیب سے سال ائندہ کی قضا سے نہیں بچ سکتا (بھار شریعت)

مسئلہ: جس نے عمرہ میں چار چکر طواف کرنے سے پہلے صحبت کی تو اس کا عمرہ فاسد ہو گیا۔ اس کے دیگر افعال پورا کرے۔ اور پھر اس کی قضا کرے اور اس پر ایک بکری لازم ہے۔

اوراگرصحبت چارچکروں کے بعد کی ہےتوعمرہ فاسدنہیں ہوگا مگرقضالازم ہوگی اورایک بکری بطوردم دینالازم ہے۔اورجس نے بھول کرصحبت کی وہ جان بوجھ کرصحبت کرنے والے کی مثل ہے۔

جوئیں مارنا

اگرعمرہ وحج کرنے والے نے جوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینک دی تو ایک میں روٹی کاٹکڑالازم اوردو یا تین ہوں توایک مٹھی اناج لازم۔اوراس سے زیادہ میں صدقہ لازم ہے۔

مسئلہ: جوئیں مارنے میں سریا کپڑادھویا یادھوپ میں ڈالاتب بھی یہی کفارے ہیں جوجوں مارنے میں تھے۔

طواف سعی وغیرہ میں غلطیاں

مسئلہ: جس نے طواف قدوم بے وضوہوکرکیااس پرصدقہ ہے۔اوراگرجنبی تھاتواس پربکری لازم ہے۔

مسئلہ: اگرطواف زیارت بے وضوہوکرکیااس پربکری لازم ہے۔اوراگروہ جنبی تھاتواس پر ایک اونٹ لازم ہے۔اورافضل یہ ہے کہ دوبارہ طواف کرے جب تک مکہ شریف میں ہو اوراس پرقربانی نہیں ہے۔

مسئلہ: جس نے طواف وداع (صدر) بے وضوکیاتواس پرصدقہ ہےاوراگراس نے جنابت کی حالت میں طواف کیااس پرایک بکری لازم ہے۔

مسئلہ: اگرکوئی طواف زیارت کے تین چکرچھوڑدے یااس سے کم توایک بکری لازم ہے

۔اور اگر چار چکر چھوڑ دے تو وہ محرم ہی رہے گا یہاں تک کہ طواف کرے۔

مسئلہ: جس نے طواف صدر (وداع) کے تین چکر چھوڑ دیئے تو اس پر صدقہ ہے اور اگر پورا طواف صدر چھوڑ دیا یا اس کے چار چکر چھوڑ دیئے تو اس پر ایک بکری لازم ہے۔

مسئلہ: اور جس نے صفا مروہ کے درمیان سعی چھوڑ دی تو اس پر بکری لازم ہے اور اس کا حج پورا ہوگیا۔

مسئلہ: سعی میں احرام یا زمانہ حج شرط نہیں۔ جب بھی چاہے کرے، ادا ہو جائے گی (بہار شریعت)۔

مسئلہ: اگر سعی اپنے وقت اصلی یعنی طواف زیارت کے بعد ایام نحر سے فوت ہوگئی اور وہ ابھی تک گھر نہیں لوٹا تو سعی کرے اور کچھ لازم نہیں ہوگا۔ اگر مکہ میں ہے تو سعی کرے اور کچھ لازم نہیں ہوگا۔ اگر گھر لوٹ گیا ہے تو دم لازم ہے (بدائع)۔ مسئلہ: اور جو شخص عرفات سے امام سے قبل چلا گیا تو اس پر دم ہے۔

مسئلہ: جس نے وقوف مزدلفہ چھوڑ دیا تو اس پر دم ہے۔ اور جس نے رمی جمار سب دنوں کی چھوڑ دی تو اس پر دم لازم ہے۔ اگر تینوں جمروں میں سے ایک کی رمی چھوڑ دی تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اگر جمرہ عقبہ کی رمی قربانی کے دن چھوڑ دی تو اس پر دم ہے۔

مسئلہ: جس نے سر منڈانا مؤخر کیا یہاں تک کہ قربانی کے دن گزر گئے تو اس پر دم ہے (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک)۔

خیال رہے کہ قربانی کے دن چار افعال بالترتیب واجب ہیں (۱) رمی جمار (۲) قربانی (۳) حلق وقصر (۴) طواف زیارت۔ باترتیب پہلے جمرہ عقبہ کی رمی پھر قربانی

ذبح کرنا قارن و متمتع کے حق میں، پھر سر منڈوانا، پھر طواف زیارت کرنا۔ پس ان مناسک (احکام) کی تقدیم وتاخیر سے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد اور ایک روایت کے مطابق امام شافعی رحمھم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دم واجب ہے۔ اور صاحبین (امام یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ تعالی) کے نزدیک کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ اللباب شرح قدوری میں ہے کہ امام اسیجابی نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول صحیح ہے اور اسی طرف برھان الشریعہ ،صدر الشریعہ اور نسفی گئے ہیں۔

چار جگہوں میں اونٹ یا گائے کا بطور دم ذبح کرنا ضروری ہے

(۱) طواف زیارت (مفروض) کو حالت جنابت میں کرنے سے بدنہ واجب۔

(۲) حیض کی حالت میں طواف کرنے سے۔

(۳) نفاس میں طواف کرنے کی وجہ سے بدنہ لازم ہے۔

(۴) وقوف عرفات کے بعد جماع کرنے کی وجہ سے بدنہ واجب ہے (عین الھدایہ)۔

من طاف طواف الزیارۃ جنبا و من جامع بعد الوقوف بعرفۃ فانہ لاجوز فیھما الا البدنۃ۔

دو جگہوں میں دم بدنہ دیا جائے گا: (۱) جس نے جنابت کی حالت میں طواف زیارت کیا (۲) جس نے وقوف کے بعد جماع کیا۔ کیونکہ ان دو مقامات میں صرف بدنہ جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ (سورہ حج ۳۶)۔ (ترجمہ): اور اونٹ گائے بنایا ہم نے ان کو تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے کہ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔ بدنہ جمع بدنۃ۔ شریعت میں اونٹ اور

گائے مراد ہے۔جن کی حرم مکہ میں قربانی دی جاتی ہے۔

بدنۃ:(مذکرومؤنث)قربانی کا اونٹ یا گائے جس کو مکہ(حرم میں)لے جائیں۔اس کی جمع بُدن ہے(بیان اللسان)

شکارکرنااوراس کی سزا

آج کل ہوائی جہازوں،بسوں،ٹیکسیوں اورموٹرکاروں کے ذریعہ سے سفرہوتاہےتونہ شکارکا موقع ملتاہے،نہ اسکی ضرورت پیش آتی ہےاورنہ احرام کے بعدکوئی شکارکرناچاہتاہےاس لئےشکارکرنے کےمتعلق اختصارکی بناپرمسائل بالتفصیل نہیں لکھے گئے۔صرف تبرکاارشاد وخداوندی ہدیہ قارئین کیاجاتاہے۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتاہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَاتَقۡتُلُوا الصَّیۡدَ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ وَمَنۡ قَتَلَہٗ مِنۡکُمۡ مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحۡکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ (سورہ مائدہ)۔(ترجمہ):اے ایمان والو!احرام کی حالت میں شکار نہ کرواورجوتم میں سےقصداجانورکوقتل کرےگاتوبدلہ اسی جانورکےمثل ہےجوقتل ہوا۔تم میں سےدوعادل اس میں حکم کریں(اس پرعمل ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتاہےاُحِلَّ لَکُمۡ صَیۡدُ الۡبَحۡرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمۡ وَلِلسَّیَّارَۃِ۔وَ حُرِّمَ عَلَیۡکُمۡ صَیۡدُ الۡبَرِّ مَا دُمۡتُمۡ حُرُمًا۔وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اِلَیۡہِ تُحۡشَرُوۡنَ(سورہ مائدہ۹۹)۔(ترجمہ):تمہارے فائدہ اورمسافروں کے فائدہ کے پیش نظرتمہارے لئے بحری(سمندری)شکاراوربحری کھانا(مچھلی)حلال کیاگیاہے۔اورجب تک تم حالت احرام میں ہوتمہارے لئے برّی جانورشکارکرناحرام ٹھرایاگیاہے۔اوراللہ

سے ڈرو جس کے پاس تم سب کو جمع کیا جائے گا۔

موذی جانوروں کو مارنے میں سزا نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے خَمْسٌ مِّنَ الْفَوَاسِقِ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَدَاةُ وَالْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَّةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ (هدايه)

(ترجمہ): پانچ جانور بدکار ہیں جن کو حل وحرم دونوں جگہ قتل کیا جائے: چیل، سانپ، بچھو، چوہا اور کاٹ کھانے والا کتا۔

کوّا، چیل، سانپ، بچھو، چوہے، کاٹ کر کھانے والا کتا، مچھر، پسو اور چیڑی کے مارنے میں کوئی جزا نہیں ہے۔ جوں اور ٹڈی کے مارنے میں جو چاہے خیرات کرے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور موذی ہیں۔ ان کو حرم میں قتل کیا جا سکتا ہے: کوّا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔ دوسری روایت میں سانپ کا ذکر بھی آیا ہے (بخاری)۔

باب دوازدہم: سفر زیارت مدینۃ المنورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بیا تا در مدینہ نور احمد — بہ بینی از در و دیوار لامع

جمال مصطفیٰ بے پردہ بینی — چو خورشیدے کہ بے ابر است طالع

حج بیت اللہ سے قبل یا بعد جب بھی خوش نصیبی سے موقع ملے تو مدینۃ المنورہ کی زیارت کے لئے سفر کرے۔ اور نیت کرے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر شدہ مسجد نبوی شریف کی زیارت کروں گا اس میں نماز پڑھوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ شریفہ کے سامنے

ذوق شوق محبت اور ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر سلام عرض کروں گا۔ مدینہ شریف کی زیارت کے بہت سے فضائل ہیں اور وہاں مرنے والوں کے لئے کا بہت ہی اجر و ثواب کا بیان کیا گیا ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

باید مدینہ ہم روی بکنی زیارت مصطفی　　تا پاک گردی از گناہ با او نشینی در صد

آنکس کہ او حج کند نرود در زیارت مصطفیٰ　　گفتہ جفانی ان تحقق دانی اے پسر

(ترجمہ): چاہئے کہ تو مدینہ جائے تا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے تا کہ گناہ سے پاک ہو اور آپ کا قرب حاصل کرے۔ جس نے حج کیا اور مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے نہیں گیا آپ نے اس کے حق میں جفانی فرمایا۔ یہ بات یقیناً جان اے بیٹے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (سورہ حشر ۹)۔ (ترجمہ): اور جنہوں نے مدینہ منورہ اور ایمان کو مہاجرین سے پہلے پکڑا۔ ان سے محبت کرتے جنہوں نے ان کی جانب ہجرت کی۔ اور اپنے سینوں میں اس چیز کی طلب محسوس نہیں کرتے جو مہاجرین کو دی گئی اور انہیں اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود شدید محتاج ہوں۔

مدینہ منورہ کے فضائل میں متعدد حدیثیں ہیں اور بہت سے اسماء بھی بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نام الایمان بھی ہے۔ امام محی الدین زکریا نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ نام ہیں: المدینۃ، طابۃ، طیبۃ، الدار، یثرب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَا كَانَ لِاَهْلِ يَثْرِبَ (ایضاح المناسک، ص ۱۰۰)۔

اس عدد سے زیادہ اسماء کی نفی نہیں ہوتی۔ وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ میں بہت سے اسماء مدینہ مذکور ہیں۔ یثرب جو قرآن میں آیا ہے وہ اس لئے کہا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اس شہر پاک کا نام یثرب تھا۔ بعض علماء نے یثرب کہنے سے منع کیا ہے لیکن بہت سے اور علماء یثرب ہی لکھتے ہیں۔

حج وعمرہ کرنے سے قبل یا حج وعمرہ کے بعد حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ مدینہ منورہ، مسجد نبوی اور روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضری دے۔ اور یہ بڑا ہی مبارک سفر ہے۔

علامہ رحمۃ اللہ علیہ سندھی (متوفی ۹۹۳ھ) لکھتے ہیں وَصَرَّحَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ بِاَنَّ الْمَشْيَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اَفْضَلُ مِنَ الْكَعْبَةِ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ (لباب المناسک ۲۹۸، المنسک الکبیر ۳۹۸)۔ (ترجمہ):: بعض مالکی علماء نے صراحتاً لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف چلنا، سفر کرنا کعبہ اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنے سے زیادہ افضل ہے۔

اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہو تو درود وسلام کے تحفے پیش کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کرے وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (سورہ بنی اسرائیل ۸۰)۔ (ترجمہ): اور دعا مانگا کیجئے کہ اے میرے رب جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو۔

مدینہ المنورہ کی فضیلت

مدینہ شریف کا سفر نہایت بابرکت اور باعث رحمت ہے۔ مدینہ منورہ کے چورانوے (۹۴) نام ہیں جو اس شہر پاک کی بزرگی کی دلیل ہے۔ اسی شہر مقدس میں مسجد نبوی شریف، گنبد حضراء، مسجد قبا، جبل احد وغیرہ قابل زیارت مقامات ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں سمٹ کر اس طرح واپس آجائے گا جس طرح سانپ پھر پھرا کر اپنے بل میں واپس آجاتا ہے (بخاری)۔ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں قیامت تک اہل ایمان باقی رہیں گئے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں مرسکتا ہو اسے ضرور مدینہ منورہ میں مرنا چاہیئے کیونکہ میں اس شخص کے لئے سفارش کروں گا جو مدینہ میں مرے گا (ترمذی)۔ یعنی یہاں آکر موت تک قیام کرسکتا ہو تو کرے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے مدینہ میں قیام کے دوران آنے والی مشکلات اور مصائب پر صبر کیا قیامت کے روز میں اس کی گواہی دوں گا بلکہ اس کی سفارش بھی کروں گا۔ اور مدینہ المنورہ کی ہر چیز پیاری ہے۔ علامہ محمد اقبال لکھتے ہیں

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر ست ☆ اے حنک شھرے کہ دروے دلبر است

ترجمہ: دونوں جہاں سے مدینہ کی مٹی زیادہ اچھی ہے۔ اے مبارک شہر کہ جس میں محبوب

ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ سے بڑی محبت تھی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی سفر سے واپس آتے اور مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری تیز کر دیتے اور اگر کسی جانور کی پشت پر ہوتے تو مدینہ کی محبت کی آڑ میں ایڑ لگاتے (بخاری)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھ کر سواری کو تیز کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ بہت مرغوب اور پسندیدہ تھا اور جو شہر حضور کو پسند ہو اس کی عظمت اور برکت اور فضیلت کا کنارہ کیسے ہاتھ آ سکتا ہے (فیوض الباری)۔

اسی لئے کہا گیا ہے ع خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است۔۔۔

مدینہ المنورہ کے لئے برکت کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لاتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے لیتے تو یوں دعا فرماتے

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ۔ قَالَ ثُمَّ يَدْعُوْا اَصْغَرَا وَلِيْدًا لَهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ (رواہ مسلم)

(ترجمہ): اے اللہ! ہمارے پھلوں میں ہمارے لئے برکت دے، ہمارے مدینہ میں

برکت دے، ہمارے صاع میں (پیمانہ)، ہمارے مد (پیمانہ) میں ہمارے لئے برکت دے۔ الٰہی! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل، تیرے نبی ہیں اور میں تیرا بندہ، تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور میں مدینہ کے لئے ویسے ہی دعا کرتا ہوں جیسی انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی اور اتنی ہی اس کے ساتھ (کہ مدینہ کی طرف لوگوں کے دل خوب مائل کردے)۔ اور راوی نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر کسی چھوٹے بچے کو بلاتے اور اسے یہ پھل عطا فرماتے (مسلم)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! مکہ کو تو نے جتنی برکت عطا فرمائی ہے، مدینہ کو اس سے دگنی برکت عطا فرما (بخاری)۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سب دعائیں قبول ہوئیں جس کا مشاہدہ آج ہو رہا ہے۔

مدینہ نبی کا قریب آ گیا ہے ☆ بلندی پے اپنا نصیب آ گیا ہے
نہ گھبرا نہ گھبرا مریض محبت ☆ کہ نزدیک کوئے حبیب آ گیا ہے

مسجد نبوی شریف کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ۔ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا (متفق علیہ)۔ (ترجمہ): نہ کسے جائیں کجاوے (سفر اختیار نہ کیا جائے) مگر صرف تین مسجدوں کی طرف: مسجد حرام، مسجد اقصی (مسجد بیت المقدس) اور میری اس مسجد کی طرف۔ یعنی مسجد خانہ کعبہ، مسجد بیت المقدس اور مسجد نبوی شریف کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف زیادہ حصول ثواب کی خاطر سفر نہ کیا جائے کیونکہ ان کے علاوہ دنیا کی سب مسجدیں آپس میں برابر ہیں۔ اس حدیث میں مستثنی منہ لفظ مسجد مقدر ہے۔ لفظ مسجد مقدر ہے قبر اور مکان نہیں ہے۔ اس کی تائید بعض حدیثوں سے ہوتی ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نمازی کے لئے یہ جائز نہیں کہ نماز کے لئے کسی مسجد کا سفر کرے سوائے مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری مسجد کا۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ کسی سوار کے لئے جائز نہیں کہ ثواب کی خاطر کسی مسجد کا سفر کرے سوائے مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری مسجد کے (شفاء الفواد فی زیارۃ خیر العباد)۔

حدیث میں مستثنی منہ مقدر و محذوف ہے۔ اور سیاق حدیث یوں ہے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰی مَسْجِدٍ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ۔ ترجمہ: کہ نہ کجاوے کسے جائیں کسی مسجد کی طرف سوائے تین مسجدوں کے (مسجد حرام، مسجد اقصی اور مسجد نبوی) (السعی المشکور فی رد المذھب الماثور، ص ۷۹، منہج السلف)۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اس حدیث کا تعلق قبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے سفر سے نہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سفر کرنے سے روکنا اور اس کو ناجائز قرار

دینا درست نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع کی زیارت کے لئے سفر فرماتے اور ہر سال شہداء اُحد کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر فرماتے تھے۔ اور یہ سفر ضرور تھا اگرچہ مسافت بہت قلیل تھی۔

مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بخاری ومسلم)۔ (ترجمہ): میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری ہر مسجد میں ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے سوائے مسجد خانہ کعبہ کے۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہُ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَائَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ

(رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقاۃ کذا فی مجمع الزوائد، خلاصۃ الوفاء، ج ۱، ص ۴۹۰)

کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھے کہ کوئی نماز بھی اس کی مسجد سے فوت نہ ہو تو اس کے لئے آگ سے براءت (نجات) لکھی جاتی ہے اور عذاب سے بھی براءت لکھی جاتی ہے اور وہ شخص نفاق سے بری ہے۔ لہٰذا زائرین کو آٹھ روز قیام مدینہ شریف میں کرنا چاہیے۔ تاکہ ثواب حاصل کر سکیں۔ اگر زائرین کے پاس وقت نہ ہو اور چالیس نمازیں پوری نہ کر سکیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

ریاض الجنۃ کی فضیلت

ریاض کا معنی باغ، باغیچہ کے ہیں اور اس کو روضۂ مقدسہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ** (بخاری و مسلم) (ترجمہ): کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ ایک اور روایت میں اس طرح ہے **بین قبری و منبری** کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ۔ اور ایک روایت میں یوں ہے **بین حجرتی و مصلائی** کہ میرے حجرہ اور میری جائے نماز کے درمیان۔ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریفہ سے لے کر منبر شریف تک کی جگہ جنت کا باغ ہے جس کو ریاض الجنۃ کہتے ہیں۔

ستون ہائے ریاض جنہ

قدیم مسجد نبوی میں آٹھ ستون تھے۔ انہیں اسطوانہ رحمت بھی کہا جاتا ہے۔ ان پر سنگ مرمر چڑھا ہوا ہے اور طلائی کا کام کیا ہوا ہے۔ امتیاز کے لئے ہر ایک کا نام کنیدہ ہے۔ اور دوسرے ستونوں سے رنگ کے اعتبار سے نمایاں ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

(۱) اسطوانہ حنانہ: اسے اسطوانہ مخلقہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ستون محراب النبی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس جگہ کھجور کا ایک خشک تنا کھڑا ہوا تھا جس کا سہارا لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیار کردہ منبر پر خطبہ دیا اس نے رونا شروع کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیچے اتر کر اپنا دست مبارک رکھا تو اس کا رونا بند ہو گیا۔ بعد میں اس ستون کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ قیامت کے دن اس کو اٹھایا جائے گا تا کہ جنتی لوگ اس کا پھل

کھائیں (کتاب الشفاء وغیرہ)۔

(۲) اسطوانہ عائشہ: اس کو اسطوانہ قرعہ بھی کہا جاتا ہے اور اس کا ایک اور نام اسطوانہ مہاجرین بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مسجد کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر میں اس کو ظاہر کروں تو ہجوم ہو جائے اور وہاں (لوگوں کو) نماز پڑھنے کے لئے قرعہ اندازی کی ضرورت پڑ جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جگہ حضرت ابن زبیرؓ کو بتائی تھی۔

(۳) اسطوانہ ابی لبابہ: اسے اسطوانہ توبہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں حضرت ابولبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ نے غزوہء تبوک میں عدم شرکت کی غلطی پر اس ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا تھا۔ پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کو (رسیوں سے) کھول دیا۔

(۴) اسطوانہ حرس: یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اپنے دولت کدہ پر تشریف لے جاتے تھے تو یہاں کوئی صحابی پہرہ کی غرض سے بیٹھتے۔ چونکہ اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ یہاں تشریف رکھتے اور نماز پڑھتے تھے اسی لئے اسے اسطوانہ علی بھی کہا جاتا ہے۔

(۵) اسطوانہ سریر: یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور رات کے وقت آپکا یہیں بستر شریف بچھایا جاتا تھا۔

(۶) اسطوانہ وفود: یہ وہ جگہ ہے جہاں وفود اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں جلوہ افروز ہو کر انہیں مشرف باسلام فرماتے تھے۔

(۷) اسطوانہ تہجد: مسجد نبوی میں باب جبرائیل سے داخل ہوں تو یہ جگہ عین سامنے پڑتی ہے۔ اس کے دائیں اصحاب صفہ کا چبوترہ ہے، بائیں جانب بستان فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔

(۸)اسطوانہ جبرائیل علیہ السلام: یہ مقام حضرت جبرائیل امین کے آنے کی خاص جگہ تھی ۔حضرت جبرائیل علیہ السلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں یہاں تشریف لاتے۔اسے اسطوانہ مربعۃ البصیر بھی کہتے ہیں۔وصال شریف سے پہلے آنے والے رمضان میں حضور ﷺ نے جبرائیل امین کے ساتھ قرآن شریف کا دور اسی جگہ فرمایا۔یہ دونوں ستون (یعنی ستون تہجد اور ستون جبرائیل) روضہ مبارکہ کے اندر آ گئے ہیں۔اسی لئے ریاض الجنۃ کے ستونوں کے نقشہ میں صرف چھ نظر آتے ہیں۔اوران دونوں ستونوں کی زیارت سے زائرین محروم ہو گئے ہیں۔

باب سیزدھم: سیدالمرسلین ﷺ کی قبر شریف کی زیارت

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم　　　من و تو کشتۂ شان جمالیم

دو حرفے بر مراد دل بگویم　　　بپائے خواجہ چشمان را بمالیم

(ارمغان حجاز)

ائمہ اربعہ کے نزدیک متفقہ اور اجماعی مسئلہ ہے کہ سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا مستحب ہے اور اسی نیت سے مدینہ طیبہ کا سفر کیا جائے۔عمدۃ الناسک کے ص ۶۹۴ ہے بعض نے سنت اور قریب الواجب بھی لکھا ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں سنت است زیارت قبر شریف آنحضرت ﷺ بعد از فراغ حج باتفاق اہل علم (المصفی شرح المؤطا، ج۱، ص۳۳۹) کہ نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت اہل علم کے نزدیک بالاتفاق حج کے بعد سنت ہے۔

محدث شہیر علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں سُنَّۃُ الصَّحَابَۃِ وَمَنْ تَبِعَھُمْ مِنَ الْاُمَّۃِ

(شرح مسند امام ابوحنیفہ،ص۲۰۱)(ترجمہ): کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنا صحابہ کی سنت ہے اور اس کی جس نے ان کی پیروی کی۔

علامہ محمد عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں اِتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّ زِیَارَۃَ قَبْرِہٖ ﷺ مِنْ اَعْظَمِ الْقُرُبَاتِ وَاَفْضَلِ الْمَشْرُوْعَاتِ وَمَنْ نَازَعَ فِیْ مَشْرُوْعِیَّتِہٖ فَقَدْ ضَلَّ وَاَضَلَّ (التعلیق المجد،ص۳۹۶)(ترجمہ): کہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرنا نیکیوں میں سے بڑی نیکی ہے اور سب جائز کاموں میں سے افضل کام ہے۔اور جس نے زیارت قبر شریف کے جائز ہونے میں جھگڑا کیا (منع کیا) تو بیشک وہ خود گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا ہے۔

علامہ ابوالمعالی محمود شکری (متوفی ۱۳۴۲ھ) لکھتے ہیں واذا کانت زیارۃ قبور عموم المؤمنین مشروعۃ فزیارۃ قبور الانبیاء والصالحین اولی لکن رسول اللہ ﷺ لہ خاصۃ لیست لغیرہ من الانبیاء والصالحین (غایۃ الامالی،ج۱ ،ص۱۳۱) کہ جب عام ایمان داروں کی قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے تو انبیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کرنا زیادہ بہتر ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خصوصیت ہے جو انبیاء وصالحین میں سے کسی دوسر کے لئے نہیں ہے۔

اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے جواز کی دلیل یہ آیت کریمہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (سورہ نساء ۶۴)۔

(ترجمہ): اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو یہ آپ کے پاس آجاتے۔ پھر اللہ سے

مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کرتے تو یہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانے والا پاتے۔

اسی لئے یہ آیت کریمہ مذاھب اربعہ کی ان تمام کتابوں میں تحریر کی گئی ہے جو حج ومناسک کے موضوع پر لکھی گئی ہیں۔اور زیارت قبر شریف کے موقع پر اس آیت کریمہ کو پڑھا جاتا ہے (کتاب الایضاح،ھدایۃ السالک الی مذاھب الاربعۃ فی المناسک،المسالک فی المناسک)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ (الشفاء وفاء الوفا،اعلاء السنن)(ترجمہ): کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لے میری شفاعت واجب ہوگی۔

وجبت کا معنی ہے اس کے لئے شفاعت ثابت ہوگی کیونکہ شفاعت کا وعدہ کیا گیا ہے ۔اور یہاں شرعی وجوب مراد نہیں ہے۔اور دوسری روایت میں حلت له شفاعتی ہے کہ اس کے لئے میری شفاعت جائز ہوگی۔

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں والمراد انه یخصه بشفاعة لیست بغیرہ واضافته لنفسه للتنویه والتعظیم (نسیم الریاض،ج ۵،ص ۹۷)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (مشکوۃ ۲۴۱)(ترجمہ): کہ جس آدمی نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت سے مشرف ہوا وہ اس آدمی کی طرح

ہے جس نے میری زندگی میں زیارت کی ۔ لِاَنَّهٗ ﷺ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهٖ یَدْرِیْ بِمَنْ یَزُوْرُهٗ یَرُدُّ سَلَامَهٗ (نسیم الریاض شرح الشفاء، ج ۵، ص ۹۸)

اعتراض: یہاں ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کی گویا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں زیارت کی ہے۔ تو کیا وہ صحابی ہو جائے گا حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں باعتبار ثواب بتایا گیا ہے کہ گویا اس نے زندگی میں زیارت کی ہے۔ اور اس میں تمام وجوہِ تشبیہ نہیں پائی جاتے۔ اَلْمُرَادُ اَنَّ لَهٗ اَجْرًا کَاَجْرِ مَنْ زَارَنِیْ حَیًّا وَالْمُشَبَّهُ لَا یُعْطٰی حُکْمَ الْمُشَبَّهِ بِهٖ مِنْ کُلِّ وَجْهٍ (حاشیہ طحطاوی، ص ۷۴)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ زَارَنِیْ فِی الْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ وَ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ (الشفاء)۔ ترجمہ: جو شخص مدینہ منورہ میں میری قبر کی زیارت کیلئے آئے خالص ثواب حاصل کرنے کی نیت ہو تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی (متوفی ۱۰۶۹ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِعْلَامٌ بِاَنَّهٗ یَمُوْتُ بِالْمَدِیْنَةِ وَیُدْفَنُ بِهَا فَهُوَ مِنْ اِخْبَارِهٖ ﷺ بِالْمُغَیَّبَاتِ وَاِنْ کَانَ لَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (نسیم الریاض فی شرح الشفاء، ج ۵، ص ۹۸)۔

موطا امام محمد میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کَانَ اِذَا اَرَادَ

سَفَرًا اَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ (ص ۳۹۵) ۔(ترجمہ): (حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما) جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس آتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک کے قریب درود پڑھتے اور دعا کرتے، پھر واپس ہوتے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مدینہ منورہ آئے تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہونا چاہئے اور اسی طرح کرنا چاہئے۔

فتاوی عالمگیری کتاب المناسک میں لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر شریف کی زیارت مندوب میں سے افضل ہے۔ مناسک فارسی اور شرح مختار میں ہے کہ جس شخص کو استطاعت ہو اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب کے قریب ہے۔ اگر کسی شخص پر حج فرض ہو تو احسن یہ ہے کہ پہلے حج کرے اور پھر ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرے۔ اور اگر کسی شخص کا حج نفل ہو تو اسے اختیار ہے کہ وہ پہلے حج کرے یا پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرے۔

جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے تو اسے چاہیے کہ ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد (نبوی) کی زیارت کی بھی نیت کرے اس لئے کہ یہ مسجد ان تینوں میں سے ایک مسجد ہے جس کی طرف سامان باندھا (سفر کیا) جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ (مسجدوں کی زیارت کیلئے) تین مسجدوں کی طرف ہی سامان سفر باندھا جائے۔ ان میں سے ایک مسجد حرام، دوسری میری مسجد (نبوی) اور تیسری مسجد اقصی (فتاوی عالمگیریہ ھندیہ)

امام کمال الدین محمد بن ھمام (متوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ بندہ ضعیف کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ صرف قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی (زیارت کی) نیت کی جائے اور مدینہ منورہ پہنچ کر مسجد شریف کی

بھی زیارت کرے۔اوراگراللہ تعالیٰ نے اس پر کرم کیا تو دوسری مرتبہ دونوں قبرمکرم کی زیارت اور مسجد نبوی کی نیت ایک ساتھ کرے کیونکہ ایسا کرنے میں آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اجلال اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوتا ہے (فتح القدیر، ج ۳،ص ۱۶۸)۔

وَالْاَوْلٰی فِیْمَا یَقَعُ عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ تَجْرِیْدُ النِّیَّۃِ لِزِیَارَۃِ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ حَصَلَ لَہٗ اِذَا قَدِمَ زِیَارَۃُ الْمَسْجِدِ اَوْ یَسْتَفْتِحُ فَضْلُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ فِیْ مَرَّۃٍ اُخْرٰی یَنْوِیْھِمَا فِیْھَا لِاَنَّ فِیْ ذٰلِکَ زِیَادَۃُ تَعْظِیْمِہٖ وَاِجْلَالِہٖ (فتح القدیر، ج ۳، ص ۱۶۸)۔

علامہ علی قاری فرماتے ہیں قَالَ الْعُلَمَاءُ یَسْتَحِبُّ لِزَائِرِ اَنْ یَنْوِیَ مَعَ زِیَارَتِہٖ ﷺ التَّقَرُّبَ بِشَدِّ الرَّحْلِ اِلٰی مَسْجِدِہٖ ﷺ وَالصَّلَاۃَ وَالْاِعْتَکَافَ فَاِنَّہٗ اَحَدُ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَۃِ الَّتِیْ تُشَدُّ اِلَیْھَا الرِّحَالُ (الدرۃ المضیۃ،ص ۴۷)

حافظ ابن حجر فتح الباری شرح البخاری میں زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں فانہا من افضل الاعمال و اجل القربات الموصلة الی ذی الجلال و ان شرعیتہا محل الاجماع بلا نزاع (فتح الباری، ج ۴،ص ۸۵،ارشاد االساری، ج ۳،ص ۲۴۳)۔ترجمہ: روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بہترین اعمال میں سے ہے اور اللہ تک پہنچانے والی بڑی نیکیوں میں سے ہے اور اس کی مشروعیت (جائز ہونے) پر اجماع ہے (اس میں کوئی نزاع نہیں)۔ہاں یہ حج کا رکن نہیں ہے مگر حقوق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک حق ہے۔

زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر سفر کرنے سے منع کرنا اور حرام قرار دینا بہت بری بدعت اور دل خراش اور انتہائی تکلیف دے بات ہے۔ چنانچہ حافظ احمد بن حجر عسقلانی لکھتے ہیں وَهِيَ مِنْ اَبْشَعِ الْمَسَائِلِ الْمَنْقُولَةِ عَنِ ابْنِ تَيْمِيَةَ (فتح الباری ج ۴ ص ۸۵ مطبوعہ دارالکتب علمیہ)۔ اور یہ مسئلہ ابن تیمیہ سے منقول شدہ مسائل میں سے سینہ کو جلا دینے والا بدبودار ہے۔

شیخ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کی نیت سے سفر نہیں کرنا چاہیے تو ان کی پیروی کرنیوالے حج اور عمرہ کی کتابوں میں لکھتے ہیں اور تقریروں میں بڑی سختی سے کہتے ہیں کہ زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت سے سفر نہ کریں۔ صرف مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کریں۔ اور ان تمام حدیثوں کو ضعیف یا موضوع قرار دیتے ہیں جن میں قبر شریف کی زیارت کی ترغیب دی گئی ہے حالانکہ ان احادیث کو بڑے بڑے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور ان پر علماء امت کا عمل بھی جاری ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ منکرین زیارت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور ان کا یہ کہہ دینا کہ زیارت کے متعلق جس قدر حدیث مروی ہے سب ضعیف یا موضوع ہیں باطل ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت سے سفر جانب مسجد نبوی مراد ہے لا اصل ہے (مجموعۃ الفتاوی، ج ۳، ص ۲۶۳)۔

علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں اور دعوی (منکرین زیارت کا) کرنا اس امر کا کہ جملہ احادیث زیارت موضوع ہیں محض غلط ہے بلکہ کل کے ضعف کا حکم بھی باطل ہے (السعی المشکوک، ص ۴۴۶)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرنے کی ترغیب میں متعدد حدیثیں ذکر کی گئی ہیں جیسا کہ شفاء السقام میں ہیں۔ اور متعدد سندوں سے مروی ہیں جن میں بعض حدیثیں حسن کا درجہ ہیں۔ ان تمام احادیث کو موضوع کہنا افتراء ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد ابن عبدالھادی وغیرہ نے ان حدیثوں کو موضوع اور ضعیف قرار دیا ہے اور ان کے رد میں **السعی المشکور فی رد المذہب المأثور** اور نصرۃ السبکی برد صارم المنکی وغیرہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور افراط و تفریط اور تعصب سے بچنا چاہیے۔

گنبدِ خضراء اور حجرہ مقدسہ

حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے میری ماں، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبور سے پردہ ہٹائیں (کیونکہ ان کے آگے پردہ ڈالا ہوا تھا) اور میرے لئے ان کا دروازہ کھولیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین قبور کے آگے سے پردہ ہٹایا جو نہ زمین کے ساتھ متصل تھی اور نہ زمین سے بہت زیادہ بلند تھیں ان پر سرخ رنگ کی بجری پڑھی ہوئی تھی۔ (مشکوۃ ص ۱۴۹)

واضح رہے کہ حجرۂ منورہ مبارکہ کہ جس میں تین شمس قمر استراحت فرما ہیں، یعنی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے رفیق و جانثار حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما، دراصل یہ پیغمبر خدا کا مکان مبارک تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہما کے لئے بنوایا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی اس کی دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں اور اس کے دروازے تھے، ایک مغربی سمت جو مسجد کی طرف پڑتا تھا،

دوسرا شام (شمال) کی جانب۔(حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب ص ۴۱۸)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس حجرہ مطہرہ کی دیواریں اسی بنیاد پر کچی اینٹوں سے تیار کی گئی۔

پھر ولید بن عبدالملک کے حکم سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنا زمانہ گورنری ۸۸ھ کو جب ازواج مطہرات ؓ کے دیگر حجروں کو شامل مسجد کیا گیا، تب حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اصل کچی دیواریں باقی رکھی گئیں اور اس کے چاروں طرف بہت ہی گہری بنیادیں کھود کر پنجگوشہ یا چھ گوشہ عمارت نہایت قیمتی منقش پتھروں سے تیار کی گئی۔ا اس کی پشت پر ایک دوسرا احاطہ بنوادیا اور ان دونوں عمارتوں میں سے کسی عمارت کا کوئی دروازہ نہیں چھوڑا تھا (حیات القلوب جزب القلوب)۔ورتینوں مزار مع حجرہ مقدسہ اس کے اندر آ گئے۔اور حظیرہ احاطہ (قبروں کی چار دیواری) میں کوئی دروازہ نہیں رکھا تھا اسی لئے زائر کو ان قبور مقدسہ کو بغیر براہ راست دیکھنا ممکن نہیں تھا۔ البتہ چھت میں ایک طرف دریچہ چھوڑا گیا ہے (کہ بوقت حاجت اس کے ذریعہ حجرۂ شریفہ اور حظیرہ (احاطہ) کے درمیان کی خالی جگہ پر رسی وغیرہ کے ذریعہ کسی کو اتارا جاسکے)۔(حاشیہ حیات القلوب)۔

حسین بن ابی الھیجاء مصری نے ۵۵۰ھ میں پہلی مرتبہ سرخ ریشمی نقوش والا غلاف حجرہ مطہرہ پر ڈالا تھا نیز پہلی مرتبہ حجرہ شریفہ کے گرد ۶۷ھ میں ظاہر رکن الدین بیبرس نے جالی لگائی تھی۔سلطان منصور قلاوؤن صالحی نے ۶۶۷ھ میں پہلی مرتبہ لکڑی کا قبہ خضراء تعمیر کرایا تھا۔ پھر ۸۹۲ھ میں سلطان ترکی قائتبائی نے پنج گوشہ دیوار پر ایک دوسرا قبہ (گنبد) بنایا تھا (رہنماء عمرہ وزیارت)۔سلطان سلیم ثانی نے ۹۸۰ھ میں نہایت

ایک خوبصورت حجرہ شریفہ پر گنبد بنایا تھا اور پھر ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود نے دوبارہ گنبد تعمیر کرایا اور ۱۲۵۵ھ میں اس کو سبز رنگ سے مزین کیا اس وقت سے گنبد خضراء کے نام سے مشہور ہے۔ تینوں مزارات (قبریں) تین دیواروں کے اندر دو گنبدوں کے نیچے ایک جالی میں اللہ کی حفاظت سے محفوظ ہیں اور اس ساری عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔سبحان اللہ۔ان تینوں مبارک قبروں کی اللہ تعالی نے کیسے حفاظت فرمائی ہے۔کہ ان تک کسی دشمن کی رسائی نہیں ہوسکتی۔اللہ تعالی کا یہ وعدہ برحق ہے، وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ، اللہ تعالی آپ کو لوگوں کی شر سے بچائے گا۔

اس حجرہ شریفہ میں تین قبریں ہیں ایک قبر کی جگہ خالی ہے بعض روایات کے مطابق وہاں حضرت عیسی علیہ السلام علیہ السلام دفن ہوں گے (اشعۃ اللمات)۔اور ان تین مبارک قبروں کی شکل وھیت کے بارے میں سات روایتیں بیان کی گئی ہیں اور ان کے آٹھ نقشے تیار کئے گے ہیں جن کی تفصیل وفاء الوفاء وغیرہ میں ہے۔اگر ان مبارک قبروں کو دیکھنے کی عام اجازت ہوتی تو سات روایتیں اور آٹھ نقشے نہ تیار کئے جاتے۔اللہ تعالی نے ان کو اپنی قدرت کاملہ سے محفوظ رکھا ہے تا کہ کسی قسم کی بے ادبی نہ ہو۔

آداب زیارت حجرۂ مقدسہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم اہل ایمان پر فرض ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ

قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰیؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (سورہ حجرات)۔(ترجمہ):اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی کریم کی آواز سے اور نہ زور سے ان کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم زور سے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال حبط نہ ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔ یقیناً جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہ وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے آزمالیا ہے تقوی کے لئے۔ انہی کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم وتکریم واحترام جس طرح زندگی میں ضروری تھا اسی طرح آپ کی وفات شریف کے بعد بھی لازمی اور ضروری ہے۔ اس لئے وہاں اپنی آوازوں کو ہرگز بلند نہ کرے بلکہ پست رکھے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید انجا

(عزت بخاری)

زمین پر ایک ایسی ادب گاہ (روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے جو عرش سے بھی زیادہ نازک ہے اور یہ ایسی جگہ ہے جہاں حضرت جنید بغدادی اور بایزید بستامی جیسی عظیم ہستیاں بھی سانس روک کر آتی ہیں تاکہ معمولی سی بے ادبی نہ ہو جائے۔

جب مسجد شریف میں داخل ہو تو اپنا دایاں پاؤں اندر داخل کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھے اور یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور درود شریف پڑھے۔

امام نوویؒ (متوفی ٦٧٦) فرماتے ہیں لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّطَافَ بِقَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ وَیُکْرَہُ اِلْصَاقُ الْبَطْنِ وَالظَّھْرِ بِجِدَارِ الْقَبْرِ قَالَہُ الْحَلِیْمِیُ وَیُکْرَہُ مَسْحُہٗ بِالْیَدِ وَتَقْبِیْلُہٗ بَلِ الْاَدَبُ اَنْ یَبْعُدَ مِنْہُ کَمَا یَبْعُدُ مِنْہُ مَنْ حَضَرَ فِیْ حَیَاتِہٖ ﷺ ھٰذَا ھُوَ الصَّوَابُ (کتاب الایضاح ص۴۵٦)۔

اور صاحب بہار شریعت فرماتے ہیں، کہ خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو! کہ یہ خلاف ادب ہے۔ بلکہ چار ہاتھ کے فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ (بہار شریعت)۔ فضائل حج میں ہے کہ اُس دعا کے وقت (جو کہ مواجہ شریف کے سامنے مانگی جاتی ہے) بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کرنا چاہیے۔ اگرچہ عام دعا کا ادب یہ ہے کے منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے لیکن اس وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پشت ہوتی ہے جو ادب کے خلاف ہے۔ اس لئے اس وقت اس طرف منہ کر کے دعا کرے۔ حج مسنون میں لکھا ہے کہ حجرہ شریفہ پر حاضر ہو کر منہ حجرہ کی طرف کر کے اپنے محسن اعظم سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کمال ادب اور جوش و محبت کے ساتھ درود و سلام پڑھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں صلوۃ وسلام عرض کرنا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورہ احزاب)۔ (ترجمہ): اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں اسی نبی مکرم پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا کرو (اور بڑے ادب محبت سے) سلام عرض کرو۔ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اہل

ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے پیارے رسول پر درود وسلام بھیجا کریں اور جب روضہ اقدس پر حاضری نصیب ہو تو خصوصی طور پر صلوٰۃ وسلام عرض کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ (مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد) کہ مجھ پر کوئی سلام نہیں بھیجتا مگر مجھ پر میری روح کو اللہ تعالیٰ لوٹاتا ہے حتی کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برزخی دائمی زندگی کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ اہل ایمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطراف عالم میں سے ہر وقت سلام عرض کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس لئے روح کے لوٹانے سے مراد متوجہ کرنا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عالیہ اور تجلیاتِ ربانی کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں۔

محدث شہیر علامہ علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں وَالْمَعْنٰی اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ یَرُدُّ رُوْحَہُ الشَّرِیْفَ مِنْ اِسْتِغْرَاقِہِ الْمَنِیْفِ لِیَرُدَّ عَلٰی مُسَلِّمِہٖ جَبْرًا لِلْخَاطِرِ الضَّعِیْفِ وَاِلَّا فَمِنَ الْمُعْتَقَدِ الْمُعْتَمَدِ اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ کَسَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ فِیْ قُبُوْرِھِمْ وَھُمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّہٖ تَعَلُّقًا بِالْعَالِمِ الْعَلَوِیِّ وَالسَّفْلِیِّ کَمَا کَانُوْا فِیْ حَالِ الدُّنْیَوِیِّ فَھُمْ بِحَسْبِ الْقَلْبِ عَرْشِیُّوْنَ وَبِاِعْتِبَارِ الْقَالِبِ فَرْشِیُّوْنَ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ بِاَحْوَالِ اَرْبَابِ الْکَمَالِ ھٰذَا (شرح الشفاء، ج ۲، ص ۱۴۳)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی پندرہ تاویلیں کی ہیں (انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء، ص ۸) علامہ نورالدین ملاعلی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں وَمِنْ اَعْظَمِ فَوَائِدِ زِيَارَةِ اَنَّ زَائِرَهُ ﷺ اِذَا صَلَّى اَوْ سَلَّمَ عِنْدَ قَبْرِهِ سَمِعَهُ سِمَاعًا حَقِيْقِيًا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ وَنَاهِيْكَ بِذَالِكَ بِخِلَافِ مَنْ يُصَلِّيْ اَوْ يُسَلِّمُ مِنْ بَعِيْدٍ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَبْلُغُهُ اِلَّا بِوَاسِطَةٍ لِمَا جَآءَ عَنْهُ ﷺ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ اُعْلِمْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِبًا بُلِّغْتُهُ (الدرۃ المضیۃ، ص ۲۸)۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے فائدوں میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آپ کے قبر کی زیارت کرنے والا جب درود پڑھتا ہے اور سلام بھیجتا ہے آپ کی قبر کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی آواز کو حقیقتاً سنتے ہیں اور اس کو جواب دیتے ہیں بغیر کسی واسطہ کے اور تیرے لئے یہ کافی بات ہے۔ نیز کسی نے کیا خوب کہا ہے

بہر سلام مکن رنجہ در جواب ان لب ☆ کہ صد سلام مرا بس یکے جواب تو

پھر ریاض الجنۃ میں دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور دعا مانگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے یہاں حاضری دینے کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ پھر بڑے ادب اور احترام اور ذوق وشوق اور محبت و پیار سے مواجہ شریف کے سامنے پشت قبلہ شریف کی جانب کئے ہوئے کھڑا ہو اور کوئی حرکت خلاف ادب نہ کرے۔ اور یوں سلام عرض کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

حَبِیْبَ اللہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (کتاب الایضاح) پھر حضرت ابوبکر صدیق رضي اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَابَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی سلام عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عُمَرَ الْفَارُوْقِ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے واپس آتے تو سیدھے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے۔ پھر قبر مقدس کے پاس آتے اور نہایت ہی اختصار کے ساتھ یوں سلام عرض کرتے السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ، السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَابَکْرٍ، السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَاہُ (انوار محمدیہ، ص ۶۰۰، الایضاح، ص ۴۰۳)۔ حضرت نافع مولیٰ ابن عمر تابعیؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قبر شریف کے پاس سلام پڑھتے تھے اور میں نے انہیں سو مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ سلام پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ وہ قبر شریف کے پاس آتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ۔ السَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ۔ اس کے بعد وہ لوٹ جاتے اور اس پر کوئی زیادتی نہ کرتے (الشفاء)۔

مواجہ شریف کی طرف منہ کر کے سلام عرض کرنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر قبلہ کی جانب سے حاضری دو اور اپنی

پشت کو قبلہ کی طرف کر کے اپنے چہرے کو مواجہ شریف کی طرف کرلو۔ اور پھر یوں کہو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ (مسند امام ابی حنیفہ ۲۵۸)۔

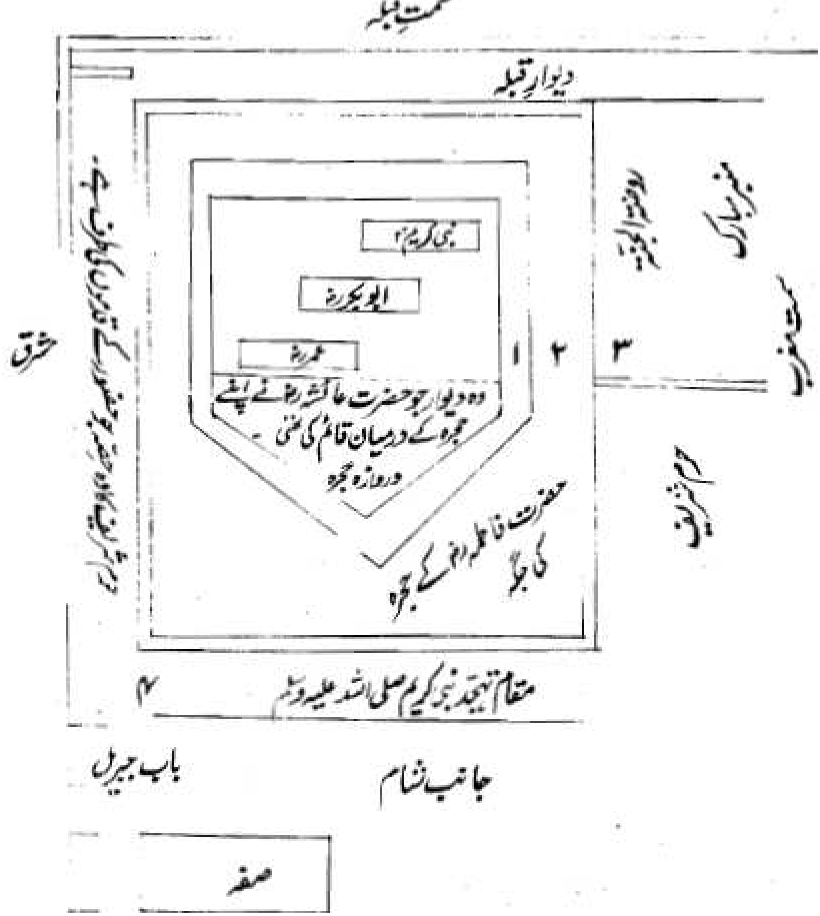
یہاں سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قبر شریف کی طرف منہ کر کے سلام عرض کرنا چاہیے نہ کہ پشت۔ اور دوسرا یہ کہ سلام مختصر عرض کیا جائے۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین لکھتے ہیں فَيَقِفُ اَمَامَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ مُسْتَقْبِلًا لِلْقَبْرِ مُسْتَدْبِرًا لِلْقِبْلَةِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ (مناسك الحج والعمرة، ص ۱۴۴)۔ پھر زائر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے سامنے قبر شریف کی طرف منہ کئے ہوئے قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے کھڑا ہو جائے۔ تو عرض کرے آپ پر سلام ہو اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

نقشہ قبور مبارکہ

علامہ سمہودی نے حجرہ مبارک اور دیگر مقامات کا نقشہ پیش کیا ہے وہ حسب ذیل ہے

نقشہ حجرہ مبارک



اور اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعائیں مانگے کہ اے اللہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میرا شفیع بنا اور فرشتوں کو میرا شفیع بنا۔ اے اللہ اپنے نیک بندوں کو میرا شفاعت کرنے والا بنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا۔ فرما دیجئے سب شفاعتیں اللہ ہی کیلئے ہیں

(کہ جس کو وہ چاہے اپنے بندوں کا شفاعت کرنے والا بنادے)۔

مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (سورہ بقرہ)۔ترجمہ: کون ہے جو سفارش کرے اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر۔بعض علماء لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں شفاعت کی درخواست کرے۔ چنانچہ صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں ثُمَّ یَسْاَلُ النَّبِیَّ الشَّفَاعَۃَ فَیَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَۃَ۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ (فتح القدیر، ج ۳،ص ۱۶۹،مناسک ملاعلی قاری)۔ پھر نبی علیہ السلام سے شفاعت کا سوال کرے تو کہے اے اللہ کے رسول میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔اے اللہ کے رسول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت چاہتا ہوں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے اللہ کریم کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ وہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین وسنت پر موت عطاء فرمائے۔ چونکہ اھل سنت وجماعت کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زندہ ہیں اور زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں اسی لئے شفاعت کی بھی درخواست کی جاتی ہے۔ اور جو حیات النبی کے منکر ہیں وہ اس سے منع کرتے ہیں۔ان کی کوئی پرواہ نہ کیجئے۔

مسجد قبا شریف کی زیارت

زائر کے لئے مستحب ہے کہ وہ مسجد قبا شریف کی زیارت کرے اور اس میں نماز پڑھے۔ یہ وہ پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد خود ہجرت کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رکھی تھی۔اس کی شان میں قرآن مجید کی شہادت ہے،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ (سورہ توبہ:۱۰۸)۔(ترجمہ): یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد اول روز سے تقوی پر رکھی گئی

ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں پیدل اور سوار ہو کہ تشریف لے جاتے (مؤطا امام مالک، کتاب الصلوٰۃ) یعنی کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر جاتے تھے۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ مسجد قبا مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی کے بعد سب دنیا کی مسجدوں میں سے یہ افضل ہے۔ مسجد قبا میں دو رکعت نفل پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (اپنے گھر سے) نکلے اور اس مسجد یعنی مسجد قباء میں آ کر (دو رکرت) نماز پڑھے، تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔ (نسائی)۔ اور جو دعا پسند ہو وہ مانگے۔ اس کے بعد یہ دعا کرے۔

مسجد قبا کی دعا

يَاصَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَامُفَرِّجَ كُرَبِ الْمَكْرُوبِيْنَ يَامُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاكْشِفْ كُرَبِيْ وَحُزْنِيْ كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَّسُوْلِكَ حُزْنَهٗ وَكُرْبَهٗ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ يَاحَنَّانُ يَامَنَّانُ يَا كَثِيْرَ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِحسَانِ يَادَائِمَ النِّعَمِ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اَبَدًا يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اٰمِيْنَ (نور الایضاح)

اے پکارنے والوں کی پکار سننے والے، مدد چاہنے والوں کے مددگار، تکلیف زدہ لوگوں کی تکلیف دور کرنے والے، مجبور لوگوں کی دعا قبول کرنے والے! ہمارے سردار حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما۔ اور میری پریشانی اور غم دور فرما دے جیسے تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مقام پر غم وحزن کو دور فرما دیا۔ اے مہربان! اے بہت احسان کرنے والے! اے بہت زیادہ بھلائی اور احسان والے! اے دائمی نعمتوں والے! اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے! اے ہمارے رب! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے آل واصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ رحمت وسلام نازل فرما (امین)۔

جنت البقیع کی زیارت

قبروں کی زیارت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ (مسلم) (ترجمہ): پس تم قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ قبروں کی زیارت موت کی یاد تازہ کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا، وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ (ابن ماجہ) میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (ابتداء میں) پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بقیع اور شہداء احد کی قبروں کی زیارت فرمایا کرتے تھے اس لئے زائر کے لئے مستحب ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے بعد جنت البقیع (مدینہ کا قبرستان) جائے اور مزارات وقبور کی زیارت کرے۔

زیارت قبور کی دعا

حضرت امام شرف النووی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں ویستحب ان یخرج کل یوم الی البقیع خصوصا یوم الجمعة ویکون ذلك بعد السلام علی رسول اللہ ﷺ (کتاب الایضاح)۔اور قیام مدینہ کے دوران روزانہ بقیع کی طرف جائے بالخصوص جمعہ کے دن اور رسول ﷺ پر سلام عرض کرنے کے بعد۔

نبی ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تھے۔اور اہل بقیع کے لئے دعا فرماتے تھے۔اور جب زائر جنت البقیع کے دروازے سے داخل ہوتو یہ دعا پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِینَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَّاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیعِ الْغَرْقَدِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ ۔ ت (ترجمہ): م پر سلام ہوائے قوم مومنین کے گھر والو۔تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔اے اللہ بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔اے اللہ ہم کو اور انہیں بخش دے (بقیع غرقد مختلف درختوں کی جڑوں والی زمین ہے تو مراد مدینہ منورہ کا قبرستان ہے)۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وِاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ ۔ (ترجمہ): اے مومنین و مسلمین اہل قبور تم پر سلام ہو۔ہم ان شا اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے ملنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔

جنت بقیع میں تقریبا دس ہزار صحابہ کرام مدفون ہیں۔

جبل احد، شہدائے احد کی زیارت

جبل احد (احد کا پہاڑ) مدینہ منورہ سے شمال مشرق کی طرف تقریباً اڑھائی میل ہے۔ یہ پہاڑ شرقاً وغرباً دس ہزار گز لمبا ہے۔ اس کی کئی چوٹیاں ہیں۔ اس کے پتھر مختلف رنگ کے ہیں اور اس میں سرمہ بھی عمدہ قسم کا ملتا ہے۔ سن ۳ھ میں مشہور ترین غزوہ احد بھی یہاں ہوا تھا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ کے متعلق فرمایا کہ احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا احد پہاڑ سے محبت کرنا اور اس کی زیارت کرنا ایمان اور حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ احد پہاڑ پر چڑھے تو اس نے حرکت کی (ہلنے لگا)۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پاؤں مبارک مار کر فرمایا کہ اے احد! ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔ یعنی احد پہاڑ خوشی سے وجد کرنے لگا کہ آج مجھ پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک آئے ہیں اور مع صحابہ وخلفاء ثلاثہ محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک کوہ احد پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر فرمایا کہ یہ ایک پہاڑ ہے جو ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ یہ پہاڑ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔ اور یہ عَیۡرَ ایک پہاڑ ہے جو (معاذ اللہ) ہم سے دشمنی رکھتا ہے اور ہم اس کو دشمن رکھتے ہیں اور یہ دوزخ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔ عیر پہاڑ مکہ کے راستے میں اور احد

کے سامنے ہے۔ جب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دشمن کہا ہے علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمنی اور دوستی جمادات میں بھی پائی جاتی ہے۔

سرحب ازلی در ہمہ اشیا جاریست   ورنہ برگل کے بلبل مسکین فریاد

ترجمہ: ازلی محبت کا راز تمام چیزوں میں جاری ہے ورنہ پھول پر بلبل مسکین کب فریاد کرتی (یعنی پھولوں کی کب عاشق ہوتی)۔

عیر پہاڑ پر منافق جمع ہوکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف منصوبہ بنایا کرتے تھے۔ اس لئے فرمایا وہ ہم سے دشمنی رکھتا ہے جیسا کہ بعض نے کہا ہے، واللہ اعلم۔

ایک اور روایت میں آتا ہے اگر تم احد پہاڑ پر جاؤ اس کے درخت سے کچھ ضرور کھاؤ خواہ وہ کانٹا ہی کیوں نہ ہو۔ زائر کو چاہئے کہ شہداء احد کی قبروں کی زیارت کرے اور ان کے لئے دعا مانگے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں ستر شہداء کی قبریں ہیں۔ یہی وہ شہداء ہیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے ساتھ مدفون ہیں۔ ان کے چاروں طرف دیوار تعمیر کر دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا دروازہ ہے جو حج کے دنوں میں بندر ہتا ہے۔ اس کے باہر کھڑے ہو کر ان کے لئے فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

شہداء احد کے لئے دعا

شہداء احد کے مزارات پر زائر یہ دعا پڑھے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ اے شہداء تم پر سلام ہو اس لئے کہ تم نے صبر کیا، آخرت کا گھر بہت ہی اچھا ہے۔ اور یہ دعا بھی مانگے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَّاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ۔ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ اَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَيَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ (مالا بدمنہ)۔

اے اس گھر کے مکین مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم ان شاء اللہ تمہیں ملنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پہلے اور بعد میں آنے والوں پر رحم کرے۔ ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں (اتمام الحجۃ، ص ۷۹)

سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، اٰمَنَ الرَّسُوْلُ، سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ، اگر ممکن ہو سورۃ یٰس، سورہ ملک پڑھ کر ان کی ارواح کو ثواب بخش دے۔

الوداعی دعا

جب زیارت حرمین شریفین سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کرے تو یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّكَ وَمَسْجِدِهٖ وَحَرَمِهٖ وَيَسِّرْ لِي الْعَوْدَ اِلَيْهِ وَالْعَكُوْفَ لَدَيْهِ وَارْزُقْنِي الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰى اَهْلِنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَبِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ (ترجمہ): اے اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی اور حرم نبوی کی اس زیارت کو آخری نہ بنا بلکہ میرے لئے دوبارہ آنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری میں ٹھہرنا آسان فرما۔ اور اے اللہ مجھے دین و دنیا کی عافیت نصیب فرما۔ اور اے اللہ ہم گھر سلامتی کے ساتھ اور اجر و ثواب لے کر واپس ہوں اور اپنی رحمت کے ساتھ میری یہ دعا قبول فرما۔ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

جنت البقیع، مسجد قباء شریف، شہداء احد کی قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے۔اس کے علاوہ زائر اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالے۔ بلکہ مسجد نبوی میں نمازیں پڑھے اور درود وسلام کے تحائف بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرے۔

حج وعمرہ کے سفر سے واپسی کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حج یا عمرہ کے سفر سے واپس تشریف لاتے تو ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر پڑھتے اور یوں فرماتے لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ اٰئِبُوْنَ ،تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

(ترجمہ): نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا، وہ اکیلا ہے، نہیں ہے اسکا کوئی شریک۔اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ہم لوٹ کر آئے ہیں، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔اللہ نے اپنا وعدہ سچ فرمایا اور اپنے خاص بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سب گروہوں کو شکست دی۔

جب سفر سے واپس آجائے تو راستہ میں یہ دعائیں پڑھے تاکہ سفر خیریت وعافیت سے گزرے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے۔اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۔ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

۔(ترجمہ): پاک ہے وہ ذات جس نے فرمابردار کیا ہماری اس سواری کو اور نہ تھے ہم اس کو قابو میں لانے والے۔ اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ جانیوالے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاَطْوِلَنَا بُعْدَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ۔ آئِبُوْنَ تَآئِبُوْن۔ عَابِدُوْنَ۔ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (مسلم)۔(ترجمہ): اے اللہ آسان کردے ہم پر یہ سفر ہمارا اور نزدیک کردے اس دوری کو۔ اے اللہ تو ہی دوست ہے سفر میں اور خبر گیری کرنے والا ہے ہمارے گھر والوں کی۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیفوں اور بری حالت دیکھنے اور بری طرح لوٹنے سے مال اور اہل وعیال میں۔ ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے ،عبادت کرنے والے، اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔

حاجی سے ملاقات اور دعا کی درخواست کرنا

جب حاجی سفر سے واپس آئے تو اس کی ملاقات کرے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام اور مصافحہ کرو۔ اور اس کے گھر داخل ہونے سے پہلے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کے گناہ بخش دیے گئے ہیں (مشکوۃ)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج بیت اللہ کی برکت سے حاجی کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس سے حج کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حاجی کا استقبال کرنا اور ملاقات کرنا، حاجی سے گھر میں داخل ہونے سے قبل دعا کرانا بھی ثابت ہوا۔ اور حاجی سے گھر میں داخل ہونے سے قبل راستہ پر جا کر ملاقات کرنا چاہیئے۔ حاجی کو

چاہیئے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں دو رکعت نماز نفل بطور شکرانہ پڑھ کر گھر میں داخل ہو۔

دعائے مؤلف

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِاَدَاءِ الْمَنَاسِكَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ اِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَشَرِّفْنَا بِزِيَارَةِ حَبِيْبِكَ وَسَيِّدِ الْاَنَامِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا ۔ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اٰمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

(ترجمہ): یا اللہ اس تحریر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ مسلمان بھائیوں کے لئے رہنما اور میرے لئے کفارہ سیئات اور ذریعہ نجات بنا۔ یا اللہ پڑھنے، سننے والوں کی بخشش فرما۔ یا اللہ میری غلطیوں کو معاف فرما۔ یا اللہ اپنی ذات وصفات اور اسماء حسنیٰ کے طفیل حرمین شریفین کی بار بار حاضری نصیب فرما۔ یا اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ایمان وجان، مال واولاد کی سلامتی عطا فرما۔ اور دنیا وآخرت کی بھلائی عطا فرما۔ یا اللہ تو نے اس سیاہ رو کاتب الحروف کو سات مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف فرمایا ہے۔ یہ تیرا فضل وکرم اور احسان

ہے۔ یہ بندہ عاصی اس لائق کب تھا۔تو نے ہی تو یہ کرم فرمایا۔ یا اللہ تو مجھے اور میرے تمام گھر والوں (چھوٹوں اور بڑوں) کو حرمین شریفین کی حاضری نصیب فرما۔ یا اللہ بار بار مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ دیکھنے کی سعادت نصیب فرما۔ یا اللہ حرمین شریفین کی زیارت سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو چین اور سکون کی دولت نصیب فرما۔ یا اللہ ہمارے گناہ معاف فرما۔ اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔

یا اللہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ دنیا، قبر اور حشر کی سب منزلیں آسان فرما۔ یا اللہ سب کی بخشش فرما، سب کے حج وعمرہ، نیک اعمال قبول فرما اور خاتمہ ایمان پر نصیب فرما۔ اور تمام قارئین اور زائرین حرمین شریفین سے التماس ہے کے بالعموم سب بیماروں کے لئے شفاء یابی کی دعا کریں اور بالخصوص محمد عبدالقاھر مرتضی کے لئے دعا فرمائے تا کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کی برکت سے شفاء عاجلہ عطا فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

دعاؤں کا طالب ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

ماخذ و مراجع

اس کتاب کی تالیف اور ترتیب کے دوران جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

قرآن مجید

جمال القرآن — پیر محمد کرم شاہ

صحاح ستہ

مشکوٰۃ المصابیح

البحر العمیق فی مناسک العمتر والحاج الی بیت العتیق — امام ابوالبقا محمد خفی مکی متوفی ۸۵۴ھ

جمع المناسک ونفع الناسک (المنسک الکبیر) — علامہ رحمۃ اللہ العمر السندھی والمکی

الباب المناسک وعباب السالک — علامہ رحمۃ اللہ لعمر السندھی المکی

مناسک ملاعلی قاری (المسلک المقتسط فی المنسک المتوسط)

بدایۃ السالک فی نھایۃ المسالک شرح المنسک الصغیر (مخطوط) ملاعلی قاری

مجامع المناسک فی نسک الحج

حصن حصین — امام محمد جزری

المسالک فی المناسک — امام ابومنصور محمد بن مکرم کرمانی

الحج والعمرۃ فی الفقہ الاسلامی — نورالدین عتر

ھدایۃ السالک — علامہ عبدالعزیز بن محمد ابن

جماعۃ الشافعی

غنیۃ الناسک — علامہ حسن شاہ مکی

سعی المشکور — علامہ ابوالحسات عبدالحی لکھنوی

اشعۃ اللمعات

هدایه

عین الهدایه

مختصر القدوری

شرح الوقایه

نور الایضاح

کتاب البدائع والصنائع

شقاء السقام

شقاء الفواد فی زیارت الخیر العباد

کتاب الایضاح

حیات القلوب

جزب القلوب

عمدة الفقه کتاب الحج

رکن دین کتاب الحج

بہار شریعت

رفیق الحجاج

حج مسنون

اثار المدینة المنورة

احکام الحج والعمرة للشیخ محمد علی صابونی

کتاب الشفاء

فتاوی عالمگیری

عمدۃ المناسک

مؤلف کی غیر مطبوعہ کتب ورسائل

اوجز السیر لخیر البشر اردو

شرح حدیث قدسی

شرح فقہ اکبر

شرح بدء الامالی اردو

حج نبوی شریف

سفر نامہ حرمین

معراج مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقائد امام ابو منصور ماتریدی

فضائل مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ

صدقہ جاریہ

مشعل راہ (شکر وصبر)

ترجمہ متن منارالانوار

ترجمہ مختصر المنار

تسہیل صرف اردو صرف میر

شرح مائۃ عامل (جدید)

تسہیل نحو اردو نحو میر

تسہیل صرف اردو ترجمہ

زنجانی

(مختصر اردو فصول اکبری)

خلاصۃ الصرف

مؤلف کی مطبوعہ کتب ورسائل

حیاتُ افضل الرسل (سیرت مصطفی)

شرح اسماء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شرف المصطفیٰ فی تفسیر سورۃ الضحیٰ

شرح اسماء الحسنیٰ

فضائل صحابہ واہل بیت

شرح عقیدۃ الطحاویہ

شرح عقائد نسفی

تذکرہ امام ابومنصور ماتریدی

شرح اردو عمدۃ العقائد

کتاب الحج

جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فضائل قرآن مجید

تذکرہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

الفتح القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی

تذکرہ ائمہ دین

شرح قصیدۃ بانت سعاد

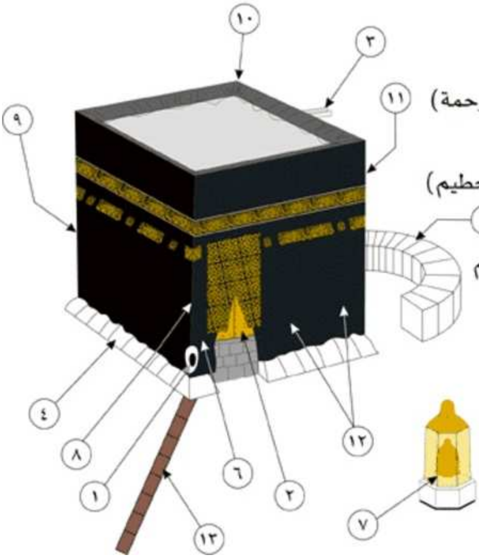
موت کی یاد

مکتبۃ المرتضی مصطفی منزل، ۸۵ بی بلاک کشمیر کالونی جہلم، پاکستان

الكعبة المشـــرفة

Dalil-Alhaj.com

(قبلة المسلمين)



١ – الحجر الأسود
٢ – باب الكعبة
٣ – الميزاب (مزراب الرحمة)
٤ – الشاذَروان
٥ – حجر إسماعيل (الحطيم)
٦ – المُلتَزَم
٧ – مقام سيدنا إبراهيم
٨ – ركن الحجر الأسود
٩ – الركن اليماني
١٠ – الركن الشامي
١١ – الركن العراقي
١٢ – ستار الكعبة
١٣ – خط المرمر البني

مسجد قباء شریف



